میرا سوہنا نبیؐ
رحمۃ للعالمین
دُعاؤں کا طالب: خاکسار عبدالحلیم صدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اس کتاب کو میں اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں۔ میری والدہ جنہوں نے مجھے بچپن سے ہی نماز پڑھنا، روزہ رکھنا اور قرآن پڑھنا سکھایا۔ میرے والد جنہوں نے مجھے اپنی حلال کمائی سے کھلایا اور بیرون ملک اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ اے اللہ، تو ان کے سارے گناہوں کو معاف فرما اور مجھے ان کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکر گزاری

میں شکر گزار ہوں اُن تمام توحید پرست اسکالرز کا جو لوگوں کی صحیح اسلام کی طرف رہنمائی کے لیے اپنی حتی الوسع کوشش کر رہے ہیں۔ میں اِن سکالرز سے روحانی فیض حاصل کرتا ہوں اور اُن کے لیکچرز اس کتاب کو لکھنے میں بہت معاون تھے۔ خاص طور پر ان میں اُستاد وحّاج ترین، مرزا یاور بیگ، احمد علی، مفتی اسماعیل مینک اور دیگر سکالرز شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کے سارے گناہ معاف کرے اور اِن کو جنت الفردوس عطا کرے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاوشوں کا اعتراف

میں حافظ محمد سلیمان اور محمد اظہر کی کاوشوں کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور احادیث کو جمع کرنے میں میرا ساتھ دیا۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ ان سے راضی ہو اور ہم سب کو راہِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

میں آغاز میں دو نکات واضح کرنا چاہوں گا۔

الف) اگر کوئی شخص اللہ سبحانہ و تعالٰی کو ہر چیز اور ہر شخص (بشمول نبیؐ) سے زیادہ محبت نہیں کرتا تو اُس میں اسلام نہیں ہے۔

(ب) اگر کوئی شخص رسول اللہؐ کو اپنی زندگی سے بھی زیادہ محبوب نہیں رکھتا، تو اُس شخص میں ایمان نہیں ہے۔ دونوں سے محبت ایک مسلمان کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ ہمارا کلمۂ توحید کہتا ہے کہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

اللہ تعالٰی نے بنی نوع انسان کی تعلیم و تربیت اور جہنم سے نجات کے لیے کم و پیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کو مبعوث فرمایا اور انبیاءؑ کی اِس کہکشاں سے اللہ تعالٰی نے رسولوںؑ کا انتخاب کیا جن پر کتابوں کا نزول ہوا۔ پیغمبروںؑ کے اِس منتخب گروہ میں سے اُس نے پانچ بہترین انبیاءؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمدؐ کا انتخاب کیا۔ اولادِ آدمؑ کی اِن پانچ بہترین ہستیوں میں سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمدؐ کو اپنا خلیل یعنی اپنا دوست بنایا۔ اِن دو میں سے حضرت محمدؐ کا اللہ تعالٰی نے مرتبہ بلند کیا، اور حضرت محمدؐ کو ختم المرسلین بنا کر سلسلۂ نبوت کا آپؐ پر اختتام کیا۔ آپؐ کو مقام محمود اور حوضِ کوثر عطا کیا۔ اللہ تعالٰی نے زمانوں پر محیط اپنے دین (اسلام) کی تکمیل آپؐ پر کی۔ (5:3)

اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے نبیؐ پر بہت زیادہ درود بھیجیں۔ نبی پاکؐ پر درود بھیجنے سے ہمیں پانچ فوائد حاصل ہوں گے۔ 1) ہر درود پر ہمیں دس نیکیاں ملیں گی۔ 2) دس گناہ معاف ہوں گے۔ 3) دس درجے بلند ہوں گے۔ 4) اللہ کی دس رحمتیں نازل ہوں گی۔ 5) فرشتے ستر دفعہ مغفرت کی دعا کریں گے۔ جو شخص نبیؐ پر صبح و شام دس دفعہ درود بھیجے گا، نبی پاکؐ نے فرمایا ہے کہ وہ یومِ حساب اُس کی شفاعت کریں گے۔ سبحان اللہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیه۔

ترمذی کی ایک حدیث 2457، 4/636 میں ایک صحابی اُبی بن کعبؓ نے نبیؐ سے پوچھا کہ وہ اپنی دعاؤں میں کتنا درود پڑھے۔ نبیؐ نے فرمایا کہ جتنا دل کرتا ہے پڑھو، اگر زیادہ پڑھو گے تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ صحابیؓ نے استفسار کیا کہ اگر وہ ایک چوتھائی پڑھے تو کیسا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے اگر بڑھا دو تو بہتر ہے۔ اُس نے کہا اگر وہ آدھا کر دے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے اگر بڑھا دو تو بہتر ہے۔ اُس نے کہا اگر وہ دو تہائی کر دے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک

ہے اگر بڑھا دو تو بہتر ہے۔ صحابیؓ نے پوچھا کہ اگر وہ صرف درود ہی پڑھے۔ نبیؐ نے فرمایا تو تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے اور مصائب ختم کر دئے جائیں گے۔ یہ ہے محمدؐ کا مقام۔ آپؐ ہمارے بھی محبوب ہیں اور اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ سبحان اللہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔

میرا اِس عظیم رسولؐ کی سیرتِ اطہر پر لکھنے کا ارادہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ ترین مخلوق بنی نوع انسان میں سے افضل ترین ہیں۔ میں آپؐ کی ذاتِ گرامی پر لکھنے میں خود کو اہلیت سے عاری اور معیار سے کم تر تصور کرتا ہوں۔ میں اپنی کم مائیگی اور معمولی سی لسانی اہلیت و لیاقت کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ اپنے آقا و محبوب رسول اللہؐ کی عظمت و احتشام کا فہم و ادارک میرے بس سے باہر ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے رسولؐ کی شخصیت و کردار کو اچھی طرح واضح کرنے کی کوشش سے انصاف نہیں کر سکوں گا۔ لیکن چونکہ حضورؐ نے ہمیں ہدایت دی ہے کہ ہم آپؐ کے ثقہ اور صحیح اقوال کو دوسروں تک پہنچائیں خواہ ایک جملہ ہی کیوں نہ ہو۔ میں اپنے محدود علم اور اہلیت کے ساتھ اپنی پوری کوشش کروں گا کہ اِس عظیم پیغمبرؐ کے کردار اور شخصیت کو واضح کر سکوں۔ میں اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کی استدعا کرتا ہوں، اگر میں نے اپنی تحریر میں ارادی یا غیر ارادی طور پر اپنی حد سے تجاوز کیا ہو۔ میری اللہ سے درخواست ہے کہ وہ میری اس کاوش کو جو میں نے اپنے محبوب رسول اللہؐ سے عقیدت و محبت میں لکھی ہے اُسے قبول فرمائے۔ اور اس کا اجر مجھے، میرے والدین، میرے اہل و عیال، میرے خاندان، میرے عزیز و اقارب، میرے دوست و احباب اور تمام مسلمانوں کو عطا کرے۔ اے اللہ، ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم اپنی جانوں سے بھی زیادہ آپؐ سے محبت کریں اور ہمیں آپؐ کا پکا اور سچا پیروکار بنا دے۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین!

میری گفتگو کا پہلا موضوع ہے کہ محمدؐ کون ہیں؟ میں اِس بات کو اختصار کے ساتھ بیان کروں گا کہ یہ عظیم انسان کون ہے؟ قرآن کریم آپؐ کے متعلق کیا کہتا ہے۔ اور تعصب سے خالی غیر جانب دار غیر مسلم آپؐ کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ پھر میں آپؐ کے خوب صورت جسمانی خدو خال پر گفتگو کروں گا اور بتاؤں گا کہ کس طرح امّ معبد اور آپؐ کے صحابہؓ نے آپؐ کی تصویر کشی کی ہے۔ پھر میں مختصراً وہ معجزات بیان کروں گا جو آپؐ کی ولادت سے قبل وقوع پذیر ہوئے۔ میں اختصار کے ساتھ آپؐ کی نبوت سے پہلے کی زندگی اور آپؐ پر پہلی وحی کے نزول کے واقعہ پر گفتگو کروں گا، جس نے آپ کو باضابطہ طور پر نبوت پر فائز کر دیا تھا۔ میں چند معجزات پر بھی گفتگو کروں گا جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپؐ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے۔

آپؐ کی شخصیت اور آپؐ کے کردار کا تفصیل سے تذکرہ کرنا ایک ایسا موضوع ہے جس کے ساتھ انصاف کرنا میرے بس سے باہر ہے، یہ ایسے ہی ہے، جیسے کوزے میں دریا کو بند کرنا۔ اگرچہ یہ میری اہلیت و قابلیت سے باہر ہے، پھر بھی مجھے رسول اللہؐ کے پیروکاروں تک پیغام پہنچانا ہے، تاکہ وہ آپؐ کے متعلق مزید جان سکیں اور اُن کے

لئے یہ ترغیب کا باعث ہو۔ میں ہچکچاتے ہوئے آپؐ کے کردار و عمل اور آپؐ کی نبوت کے 23 سالوں کے دوران حاصل کی گئیں کامیابیوں اور کامرانیوں پر گفتگو کروں گا۔ اس موضوع کے بعد میں اپنے قاری کو مشورہ دوں گا کہ وہ باقی کتاب کا مطالعہ تنہائی میں کرے۔ میں تھوڑی تفصیل کے ساتھ نبیؐ کی اپنی امت سے بے انتہا محبت پر بات کروں گا۔ آپؐ کی اپنی اُمت اور انسانیت کے لیے عمومی محبت کا ذکر کرنے کے بعد میں صحابہ کرامؓ کی آپؐ کے لیے محبت کا تذکرہ کروں گا۔ اس کے بعد میں امتِ رسولؐ سے سوال کروں گا۔ آپؐ کا وصال اگرچہ انتہائی رنج والم کا حامل موضوع ہے پھر بھی مجھے آپؐ کی حیات طیبہ کے آخری 90 دنوں پر گفتگو کرنی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن اُمتِ مسلمہ کے لیے بے شمار تعلیمات اور اسباق کے حامل ہیں۔ اِس موضوع کے تحت ہم 90 دنوں کے اس دورانیہ میں آپؐ کی طرف سے دیئے گئے خطبات کا مطالعہ کریں گے۔ پھر میں اُس بات پر گفتگو کروں گا کہ قرآن کریم آپؐکے متعلق کیا کہتا ہے آپؐ کو کس طرح پیش کرتا ہے۔ میں امتِ محمدیہ کو ایک نصیحت کر کے اپنی بات کو ختم کروں گا۔ اور کتاب کا اختتام ایک دعا پر کروں گا۔ میں اس شعر پر اپنے دیباچہ کا اختتام کرتا ہوں:

کہاں سے لاؤں زبان ثنائے مصطفےؐ کے لئے
یہ کام وہ ہے جو مخصوص ہے خدا کے لئے
خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفےؐ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

فہرست

1) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ 07
2) نبیؐ کے خدوخال مبارک 16
3) آپؐ کی ولادت سے پہلے کی کرامات 20
4) حیاتِ طیبہ نبوت سے پہلے 20
5) جب آپؐ پر پہلی وحی کا نزول ہوا 23
6) رسول اللہؐ کے چند معجزات 23
7) آپؐ کی سیرت و کردار 26
الف) آپؐ کی شجاعت و بہادری 30
ب) آپؐ کے اہل بیت 31
ج) آپؐ کا بلند کردار 38
د) آپؐ کے کارہائے نمایاں 39
8) امت کے لیے آپؐ کی محبت 40
9) رسول اللہؐ کے لیے صحابہ کرام کی محبت 45

10) امتِ محمدؐ سے استفسارات اور مشورہ 51
11) نبیؐ کے آخری نوے دن 55
12) قرآن رسول اللہؐ کے متعلق کیا کہتا ہے 63
13) قرآن کریم ہمیں رسول اللہؐ کے ذریعے کیا حکم دیتا ہے؟ 71
14) امتِ محمدؐ کو مشورہ 72
15) حرفِ آخر 76

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون ہیں؟

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرشتوں کو تخلیق کیا، اور کھربوں فرشتوں میں سے اُس نے جبریلؑ کو فرشتوں کا سردار بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو تخلیق کیا، اور کھربوں سیاروں اور ستاروں میں سے زمین کو اپنی خاص مخلوق کے لیے چنا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخلوقات کو تخلیق کیا، اور اُن سب میں سے انسان کو چنا اور اُسے عزت دی۔ اربہا انسانوں میں سے اُس نے نبیوںؑ کو چنا، اُن کو عزت دی اور اُن کا مرتبہ بلند کیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے تاکہ انسانوں کو تعلیم دیں، اُن کی اصلاح کریں اور اُنہیں جہنم کی آگ سے بچالیں۔ پہلے نبی آدمؑ تھے اور آخری نبی محمدؐ ہیں۔ نبیوں کے اِس مجموعے میں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسولوں کو چنا، اور رسولوں میں سے پانچ رسولوں کو فضیلت دی، نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمدؐ۔ پانچ رسولوں میں سے جو آدمؑ کی سب سے اعلیٰ و ارفع اولاد ہیں، اِن میں سے دو دوست چنے، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمدؐ۔ دونوں دوستوں میں سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے محمدؐ کو بلند مرتبہ عطا کیا اور آپؐ کو عزت بخشی اور آپؐ کو خاتم النّبیین بنایا۔ اُن سب نبیوں کا ایک پیغام تھا کہ ایک ربّ پر ایمان لاؤ جس کا کوئی شریک نہیں، جو تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ اللہ کا وجود تخلیق، وقت اور مقام سے پہلے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ اُس کی کوئی شکل اور ہیئت نہیں۔ محمدؐ نے فرمایا تھا کہ سب سے اچھا عمل اللہ اور اُس کے نبیؐ کے بارے میں صحیح عقیدہ رکھنا ہے۔

چودہ سو سال قبل جب دنیا سے سچ مٹ رہا تھا اور برائی بڑھ رہی تھی۔ یہ وہ دور تھا جب لوگ ایک دوسرے کو بے رحمی سے قتل کر رہے تھے۔ ایک تاجر جو لکھ پڑھ نہیں سکتا تھا، اُس نے عرب کا نقشہ ہی بدل دیا۔ اُن کا نام محمدؐ تھا۔ آپؐ مکہ کے سردار عبدالمطلب کے بیٹے، عبداللہ کے لختِ جگر تھے۔ آج آپؐ کے فکری اور روحانی اثرات دنیا کے کونے کونے تک پھیل چکے ہیں۔ یہ ماضی میں بھی اور آج کی دنیا میں بھی سب سے زیادہ تیزی سے پھیلتا ہوا مذہب ہے۔ آج دو ارب سے زیادہ انسان آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ آپؐ 570 عیسوی میں عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپؐ نے چالیس برس کی عمر میں تبلیغ و اشاعتِ دینِ اسلام کے مشن کی ابتداء کی اور 63 برس کی عمر میں دنیا سے رحلت فرمائی۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن آپؐ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

1) سورۃ الانبیاء، آیت 107 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اے نبیؐ، ہم نے تم کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' آپؐ کا آنا، دنیا اور آخرت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

2) سورۃ یٰسین، آیت 3-4 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''تم یقیناً رسولوں میں سے ہو، سیدھے راستے پر ہو''۔ یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ محمدؐ صحیح راستہ پر ہیں اور ہمیں اُن کی اتباع کرنی چاہیے۔

3) سورۃ النساء، آیت 79-80 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اے محمدؐ، ہم نے آپؐ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اِس پر خدا کی گواہی کافی ہے۔ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔ اور جو منہ موڑ گیا تو بہر حال ہم نے تمہیں اُن لوگوں پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجا ہے۔'' یعنی فیصلہ ہمارا ہو گا کہ ہم صراط المستقیم چُنتے ہیں یہ نہیں۔

4) سورۃ الاعراف، آیت 158 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اے نبیؐ، کہو کہ اے انسانو، میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے بھیجے ہوئے اُمی نبیؐ پر جو اللہ اور اُس کے ارشادات کو مانتا ہے، اور پیروی اختیار کرو اُس کی، اُمید ہے کہ تم راہِ راست پالو گے۔'' یعنی نبیؐ کی پیروی اختیار کرو۔

5) سورۃ ص، آیت 86-88 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے ''(اے نبیؐ) اِن سے کہہ دو کہ ''میں اِس تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔ یہ تو ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کے لیے اور تھوڑی مدت ہی گزرے گی کہ تمہیں اِس کا حال خود معلوم ہو جائے گا (یعنی مرنے کے بعد)۔'' یعنی آپؐ پوری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

6) سورۃ الزمر، آیت 11-13 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''(اے نبیؐ) اِن سے کہو، ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے دِین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود فرمانبردار بنوں۔

کہو، اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ تم اُس کے سوا جس جس کی بندگی کرنا چاہو کرتے رہو۔ کہو، اصل دیوالیے تو وہی ہیں جنھوں نے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو گھاٹے میں ڈال دیا۔ خوب سن رکھو، یہی کھلا دیوالیہ ہے۔" یعنی آپؐ پہلے خود عمل کرتے پھر دوسروں کو کہتے۔ جو نبیؐ کے کہے پر عمل نہیں کرتا وہ خسارے میں ہے۔

7) سورۃ نجم، آیت 1-4 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "قسم ہے تارے کی جب وہ غروب ہوا، تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے، وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اُس پر نازل کی جاتی ہے۔" یعنی آپؐ وہی کچھ کہتے ہیں جو اللہ وحی کرتا ہے۔

8) سورۃ التوبہ، آیت 129-128 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "دیکھو، تم لوگوں کے پاس ایک رسولؐ آیا ہے **جو خود تم ہی میں سے ہے**، تمھارا نقصان میں پڑنا اُس کو شاق گزرتا ہے، تمھاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔ اب اگر یہ لوگ منہ پھیرتے ہیں تو اے نبیؐ، اِن سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، کوئی معبود نہیں مگر وہ، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہ مالک ہے عرشِ عظیم کا"۔

یہ قرآنی آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ نبی پاکؐ اِس دنیا اور آخرت کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپؐ ڈرانے والے اور خوش خبری دینے والے تھے اُن کو جو آپؐ کی بات مان لیں۔ آپؐ نے کبھی اِس کام کے لیے معاوضہ طلب نہیں کیا۔ جو آپؐ کی تعلیمات کو رد کر دیتے تھے، اُن کا نقصان میں پڑنا آپؐ کو شاق گزرتا تھا اور جو آپؐ کی اطاعت قبول کر لیتے تھے اُن کی کامیابی کے لیے آپؐ بہت حریص تھے۔ آپؐ جس دین کی تبلیغ کرتے اِس پر خود بھی عمل کرتے تھے اور آپؐ نے کبھی شرک نہیں کیا۔ آپؐ نے وہی کہا جو اللہ نے آپؐ کو وحی کیا۔ اِسی وجہ سے آپؐ دنیا کی سب سے عظیم اور قابل ذکر ہستی ہیں، جنھوں نے اِس زمین پر اپنا قدم رکھا۔ آپؐ نے ایک دین کی تبلیغ واشاعت کی، ایک ریاست کی بنیاد رکھی، ایک قوم کی تعمیر کی، اور ایک ایسا طاقت ور اور متحرک معاشرہ قائم کیا، جو نازل کردہ وحی پر عمل پیرا تھا۔ آپؐ نے آنے والے تمام زمانوں کے لیے، انسانی خیالات اور طرزِ عمل کی دنیا میں مکمل طور پر انقلاب برپا کر دیا تھا۔ آپؐ وہ انعام کی گئی ہستی ہیں، جن کی آمد کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کردہ تمام سابقہ کتابوں میں بشارتیں دی گئی ہیں۔ آپؐ شریف النفس، نرم گفتار، بہت ہی فیاض، انتہائی کریم النفس اور دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ ایفائے عہد کرنے والے تھے۔ آپؐ وہ واحد ہستی ہیں جنھیں مالکِ حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ لے کر گئے۔ جہاں پر آپؐ نے نماز میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کی اور امام الانبیاءؑ کے منصب پر فائز ہوئے۔ پھر آپؐ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا، جہاں آپؐ نے اپنے اور ہمارے مالکِ حقیقی سے براہِ راست گفتگو فرمائی۔

سورۃ فرقان، آیت 57 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اِن سے کہہ دو کہ میں اِس کام پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا میری اُجرت بس یہی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے ربّ کا راستہ اختیار کرلے''۔ سورۃ الاحزاب، آیت 40 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: (لوگو) محمدؐ، تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیّٖن ہیں، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اُوپر دی گئی آیت ہمیں بتاتی ہے کہ آپؐ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑء میں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپؐ نے اُسی دین کی تبلیغ کی، جس کی تمام انبیاؑء کرام کرتے آئے ہیں۔ یعنی کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے۔ لہٰذا، ہم اگر کسی بھی مذہب کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو ہمیں تمام مذاہب میں توحید کا تصور ملے گا۔ شروع کے ہر دور میں ہر نبی کو توحید کی تبلیغ کرنے پر جھٹلایا گیا اور اُنہیں جادو گر، جھوٹا اور ذہنی پسماندہ وغیرہ کہا گیا۔ البتہ بعد میں بہت سے لوگوں نے اُن کی اتباع کی اور توحید کی تعلیمات پر عمل شروع کر دیا (اِن اقوام کے سوا جنھوں نے اِس کا انکار کیا، اُن اقوام کو تباہ کر دیا گیا)۔ نبیوںؑ کی اتباع کرنے والی بعد کی نسلوں نے وقت کے ساتھ اپنے انبیاء کو الوہیت میں شریک کرنا شروع کر دیا تھا۔ خاص طور پر بااثر مذہبی اور سیاسی قائدین نے حرص وہوس اور دنیاوی فوائد حاصل کرنے کی خاطر اُن کی تعلیمات کو دبانا، اُس میں تحریف کرنا اور اُس میں من پسند اور دِل لُبھانے والی چیزیں ڈالنا شروع کر دِیں۔

تمام انبیاؑء کو اپنے زمانہ اور اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ چونکہ حضرت محمدؐ آخری نبی ہیں، آپؐ کو تمام اقوام اور آنے والے تمام زمانوں کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔ اللہ نے اپنے دین کو محمدؐ پر مکمل کیا اور قرآن کو تا قیامت تحریف سے محفوظ رکھنے کی ضمانت دی۔ لوگوں نے کوشش کی مگر ناکام ہوئے، اُن کی تبدیلیاں پکڑی جاتی رہیں اور تحریف شدہ نسخے تلف کر دیئے جاتے رہے۔ آج تقریباً دو کروڑ لوگوں نے پورے قرآن کو تفصیل سے حفظ کیا ہوا ہے۔ قرآن کو تبدیل نہ کر سکنے پر اُنھوں نے آپؐ کے کردار پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے، تاکہ اسلام کی اشاعت اور پھیلاؤ کو روک سکیں۔ مکہ کے لوگ آپؐ پر اتہام بازی اور رکیک حملے کرتے تھے، اِس کے باوجود (سبحان اللہ) اسلام اُس وقت بھی سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ پھیلتا ہوا دین تھا اور آج کی دنیا میں بھی سب سے زیادہ تیزی سے پھیلتا ہوا دین ہے۔ منکرین حق آپ کو بدنام کرنے اور آپ کی شہرت خراب کرنے کی خواہ کتنی بھی کوشش کر لیں وہ ہمارے دلوں سے آپؐ کی محبت اور آپؐ کے بلند مرتبہ کو کبھی بھی کم نہیں کر سکتے۔ حبِّ رسول ہمارا جینا ہے اور آپؐ کی محبت کی خاطر مرنا ہمارے لیے اعزاز ہے۔ آپؐ ہمیں اپنی زندگیوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ ایک پیالہ جو ہمارے محبوب رسولؐ کے استعمال میں تھا (آپؐ پر اللہ کی اَن گنت رحمتیں اور بے شمار درود و سلام ہوں)، اُسے برٹش میوزیم سے چیچنیا لایا گیا۔ اُسے ایک ریاست کے سربراہ سے زیادہ پروٹوکول دیا گیا۔ ہم مسلمان اپنی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ اُن خوش نصیب لوگوں پر رشک کرتے ہیں جنہیں اِس

پیالے میں پانی پینے کی سعادت حاصل ہوئی۔اُن کے لبوں نے اُن جگہوں کو چھوا ہو گا جہاں رحمۃ للعالمینؐ کے مبارک ہونٹوں نے چھوا تھا۔ سبحان اللہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین۔ جو لوگ یہ سوچتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں سے آپؐ کی محبت کو کم کر دیں گے،وہ خیالی دنیا میں رہتے ہیں۔ آپ کا مرتبہ اور مقام ہمارے دلوں میں کم کرنے میں ناکامی پر وہ بیہودہ اور بے بنیاد الزامات کی بنیاد پر مسلمانوں کی کردار کشی کر رہے ہیں اور اُن کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔

محمدؐ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کبھی کسی کو مدد کے لیے نہیں پکارا، نہ کسی کی عبادت کی اور نہ ہی کسی اور کے حضور التجائیں کیں۔ آپ کو حوضِ کوثر، دنیا و آخرت میں بے شمار اور بے حد و حساب رحمتیں اور نوازشیں عطا کی گئیں۔ آپؐ کو مقامِ محمود بھی عطا کیا گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہی علم ہے کہ کتنی طویل عرصہ تک بنی نوع انسان اور جنّات اپنے آقا و مالک کے حضور کھڑے رہیں گے۔ پھر ایک ہستی سے تمام اقوام استدعا کریں گی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حساب و کتاب شروع کرنے کے لئے درخواست کریں، وہ ہستی حضرت محمدؐ ہوں گے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے سوا کبھی کسی کو نہیں پکارا، اور نہ ہی کسی کو اجازت دی کہ وہ کسی اور کو پکارے۔ یہ رسول اللہؐ کا طریقہ ہے، ہم نبیؐ کے طریقہ کی پیروی کر کے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش اور رحمت ہے کہ اُس نے اپنے آخری نبی اور رسولؐ کو ہمیں صراط المستقیم کی طرف ہدایت دینے کے لئے بھیجا، تاکہ ہم جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔ رسول اللہؐ کے مرتبہ کو پہچاننے کے لئے ہمیں آپؐ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے، آپؐ پر درود بھیجتے رہنا چاہیے اور آپؐ کا تذکرہ کرتے رہنا چاہیے ہمیں آپؐ کی عزت اور تکریم کرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کی اتباع بھی کرنی چاہیے۔ آپؐ کا پیروکار ہونا ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اے اللہ ہمارے نبیؐ پر بے انتہاء درود و سلام بھیج۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین

آج تقریباً دو ارب مسلمان آپؐ پر یقین رکھتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور لاکھوں لوگ آپؐ کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ آخری حج کے موقع پر ایک لاکھ چالیس ہزار مرد و زن نے عرفات کے دن آپ کا حسن و جمال دیکھا اور پھر اربہا لوگوں نے آپ کی سیرت و کردار کو اپنے دلوں میں محفوظ کر رکھا ہے اور اربہا لوگ آج بھی آپؐ کی سیرت و کردار کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ آپؐ پر قرآن پاک کی چھ ہزار دو سو چھتیس آیات 23 سالوں میں نازل ہوئیں۔ یہ محمدؐ ہیں، اللہ کے نبیؐ اور ہمارے محبوبؐ رہبر۔ آیئے مطالعہ کرتے ہیں کہ دیگر مذاہب کے غیر جانبدار (صاحبِ علم و فضل) لوگ آپؐ کے متعلق کیا کہتے ہیں:

ڈاکٹر ولیم ڈریپر

ڈاکٹر ولیم ڈریپر یورپ کے فکری ارتقاء کی تاریخ میں فرماتے ہیں: 570 عیسوی میں مکہ، عرب میں ایک آدمی پیدا ہوا۔ جس نے تمام انسانوں میں سے نسلِ انسانی کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ آپؐ بہت سی سلطنتوں کے مذہبی سربراہ

تھے اور آپؐ نے نسل انسانی کے ایک تہائی حصہ کی رہنمائی کی اور یہی چیز آپؐ کے لقب رسولؐ اللہ کو درست اور برحق ثابت کرتی ہے۔

تھامس کارلائل

تھامس کارلائل نامور لوگوں کی پرستش اور ناموروں کی تاریخ میں فرماتے ہیں: میں بغیر کسی تکلف کے اِس بات پر حیران ہوں کہ کس طرح ایک انسان نے تن تنہا متحارب قبائل اور صحرا نورد بدوؤں کو صرف دو دہائیوں میں متحد کیا، اور 20 سال سے کم مدت میں دنیا کی طاقت ور ترین اور مہذب ترین قوم بنا دیا۔ کذب اور جھوٹ کے مغربی اتہام وافتراء اور پاگل پن کے ڈھیر جو اِس انسان (حضرت محمدؐ) کے گرد لگا دیئے ہیں، وہ ہمارے لیے صرف باعث تذلیل ہیں۔ ایک خاموش اور عظیم روحؐ جو سنجیدہ اور برحق بندے کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپؐ نے دنیا کو روشن کرنا تھا کیونکہ دنیا بنانے والے (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) کا فیصلہ تھا۔

مہاتما گاندھی

مہاتما گاندھی ''ینگ انڈیا 1924ء میں چھپنے والے ایک بیان میں کہتے ہیں''، میں اُس ہستیؐ کے متعلق بہتر جاننا چاہتا تھا، جو آج کروڑوں انسانوں کے دلوں میں غیر متنازعہ راج کرتی ہے۔ میں اِس بات کا اتنا کبھی قائل نہ تھا جتنا آج ہوں کہ اُس زمانے میں، زندگی کی منصوبہ بندی میں کمال تلوار کا نہیں تھا جس سے اسلام پھیلا، بلکہ یہ استقامت سے بھرپور سادگی، آپؐ کی کسر نفسی اور تزکیہ، اپنے وعدوں کی دانش مندانہ تکمیل واحساس، اپنے صحابہ اور پیروکاروں کے لیے انتہا کا ایثار، آپؐ کی جرأت مندی، آپؐ کی بے خوفی اور اللہ اور اپنے مشن پر ایمان تھا۔ تلوار نہیں بلکہ یہ وہ اوصاف تھے جو ہر چیز کو بہا کر لے گئے، جس نے ہر رکاوٹ کو سر کر لیا۔ گاندھی کہتے ہیں کہ جب اُس نے آپؐ کی سیرت طیبہ کی دوسری جلد ختم کی تو اُسے افسوس ہوا کہ وہ اِس عظیم ہستی کے متعلق مزید مطالعہ نہیں کر سکے گا۔

کارن آرمسٹرانگ

کارن آرمسٹرانگ ''محمدؐ''، میں کہتا ہے کہ محمدؐ ایک ایسے انسان تھے، جنھوں نے قطعی مایوس کن صورت حال کا سامنا کیا۔ ایک پورا برا اعظم ایسے لوگوں کا تھا جو عملاً ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ ایک نا ختم ہونے والی مایوس کن دشمنی، تشدد اور جنگیں جو ڈھلوان ندی کی طرح بہتی چلی جاتی تھی۔ آپؐ نے تن تنہا 23 سال کے عرصے میں اُنہیں امید دلائی اور دنیا کے لیے ایک مینارۂ نور تعمیر کیا۔

ایڈورڈ گبن اور سائمن اوکلے

ایڈورڈ گبن اور سائمن اوگلے 1870 میں لندن سے چھپنے والی کتاب ''سارسپین سلطنت کی تاریخ'' میں لکھتے ہیں: ''میں ایک اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں'' اسلام کا سادہ سا اور مستقل اعلانِ ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا روحانی و علمی تصور کبھی بھی غیر اللہ سے مسخ نہیں ہوا۔ پیغمبر کی تکریم و احترام کو انسانی اوصاف کی حدودِ وسعت نے کبھی پامال نہیں کیا۔ اور آپ کی زندہ تعلیمات نے آپ کے صحابہؓ کے تشکر و احترام کو معقولیت اور مذہب کی حدود کے اندر رکھا۔ محمدؐ کی حیات طیبہ کی عظیم ترین کامیابی سراسر اخلاقی قوت سے متاثر تھی۔ آپؐ کے دین کا پھیلاؤ نہیں، بلکہ اِس کی بقا ہماری حیرتوں کی مستحق ہے۔ وہی خالص پاکیزہ اور کامل تاثیر جو آپؐ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نقش کی تھی۔ بارہ صدیوں کے ہندوستانی، افریقی اور ترکی کے انقلابات میں قرآن کی تشریح و تفسیروں کے باوجود، قرآن کو محفوظ رکھا۔ مسلمانوں نے یکساں طور اپنے عقیدہ اور اخلاص کی چیز کو انسانی حیات اور تصور کی سطح تک کم کرنے کی ترغیب کا مقابلہ کیا۔ ''میں ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں'' اسلام کا سادہ سا مستقل کلمہ ہے۔

ریورنڈ باس ورتھ سمتھ

ریورنڈ باس ورتھ سمتھ 1874 لندن چھپنے والی کتاب ''محمدؐ اور محمدن ازم'' میں لکھتے ہیں: محمدؐ ریاست کے سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی سربراہ بھی تھے۔ وہ ایک ہی ذات میں قیصر اور پوپ تھے۔ وہ بادشاہ بھی تھے اور روحانی قائد بھی۔ آپؐ پوپ کی نمود و نمائش کے بغیر پوپ تھے اور قیصر کی اطاعت و فرمانبرداری کے بغیر قیصر بھی تھے۔ اِن کے پاس سب کی اطاعت تھی، بغیر مستقل فوج کے، بغیر محافظوں کے، بغیر پولیس فورس کے اور بغیر مستقل ٹیکسوں کی آمدن کے۔ اگر کبھی کسی انسان نے منصوبہ سازی اور پروگرام کے ساتھ حکمرانی کی ہے تو وہ آپؐ تھے۔ آپؐ نے خلعتِ حکمرانی کی پروانہ کی۔ آپؐ کی اجتماعی زندگی (پبلک لائف)، آپؐ کی ذاتی زندگی کی سادگی سے مطابقت رکھتی تھی۔ مسلمانوں کے پاس ایک کتاب ہے، جو قطعاً منفرد ہے۔ اس کی حفاظت ایک ٹھوس مضبوط اور حقیقی سند پر ہے۔ جس پر کوئی سنجیدہ شکوک و شبہات ظاہر نہیں کر سکا۔

گبن

گبن ''رومی سلطنت کے عروج و زوال'' میں 1928 میں لکھتا ہے: محمدؐ کی سلیم فطرت نے بادشاہوں کی شان و شوکت سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اللہ کے رسولؐ نے عائلی زندگی اوسط درجہ میں گزاری۔ آپؐ آگ جلاتے تھے، فرش پر جھاڑو دیتے تھے، بھیڑوں کا دودھ دھوتے تھے، اپنے ہاتھوں سے اپنے جوتے اور اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگایا کرتے تھے۔

ڈی لیسی اولیری

ڈی لیسی اولیری 1923ء میں لندن میں چھپنے والی کتاب "اسلام چوراہے پر" میں لکھتا ہے: تاریخ ہر حال میں یہ بات واضح کرتی ہے کہ یہ فکری و عملی مغالطہ ہے کہ جنونی مسلمان پوری دنیا کو روندتے رہے اور مفتوحہ نسلوں پر تلوار کے زور پر اسلام کو مسلط کرتے رہے۔ یہ سب سے زیادہ غیر حقیقی مغالطہ ہے جسے مؤرخوں نے بار بار دہرایا۔

سر جارج برنارڈشا

سر جارج برنارڈشا "حقیقی اسلام جلد اول 1936ء" میں لکھتا ہے: اگر آپؐ جیسا آدمی اِس جدید دور کا بادشاہ بن جائے تو وہ اِس جدید دنیا کے مسائل کو اِس طرح حل کرے گا کہ دنیا کو امن اور خوشیاں نصیب ہو جائیں گی۔ برنارڈشا نے پیش گوئی کی کہ آپؐ کا دین مستقبل کے یورپ میں قابل قبول ہو گا، جیسا کہ وہ آج کے یورپ کے لیے قابل قبول ہونا شروع ہو رہا ہے۔ وہ کہتا ہے: اگر کسی مذہب کا اگلے سو سال کے اندر انگلینڈ ہی نہیں بلکہ یورپ پر حکمرانی کا امکان ہے تو وہ اسلام ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میری رائے محمدؐ کے دین کے متعلق، اس کے اندر حیرت انگیز قوت حیات کی وجہ سے ہمیشہ بلند رہی ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ واحد مذہب ہے جو زندگی کے بدلتے ہوئے ادوار کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جو ہر دور کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میں نے اس حیرت انگیز آدمیؐ کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں وہ مسیح مخالف ہونے سے کہیں ہٹ کر ہے، بلکہ اُسے انسانوں کا نجات دہندہ کہنا چاہیے۔

مائیکل ہارٹ (ایک سو تاریخی انسانوں میں سب سے زیادہ بااثر انسانوں کی درجہ بندی، نیویارک 1978) میں اُس نے محمدؐ کو اُن لوگوں کی فہرست میں سب سے پہلے نمبر پر رکھا، جنھوں نے انسانیت کی بھلائی اور سربلندی میں حصہ ڈالا۔ وہ کہتا ہے کہ اُس کا دنیا کے سب سے زیادہ بااثر افراد کی فہرست میں، محمدؐ کو سب سے پہلے نمبر پر رکھنا، ہو سکتا ہے کہ بعض قارئین کو حیران کرے اور ہو سکتا ہے دوسرے اس پر اعتراض کریں۔ چونکہ آپؐ تاریخ کی وہ واحد ہستی ہیں، جو دینی اور دنیاوی دونوں سطح پر انتہائی کامیاب تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور سینٹ پال کے عیسائیت پر مجموعی اثر سے نسبتاً محمدؐ کا اسلام پر زیادہ اثر ہے۔ اُس کے خیال میں اِس لادینی اور دینی مجموعہ کے بے مثال امتزاج نے حضرت محمدؐ کو یہ اعزاز عطا کیا ہے کہ آپؐ کو انسانی تاریخ کی واحد سب سے بااثر شخصیت قرار دیا جائے۔

ڈبلیو منٹگمری واٹ ("مکہ میں محمدؐ"، آکسفورڈ 1953ء میں بیان کرتے ہیں)

آپؐ اپنے عقیدہ و ایمان اور دِین کی سربلندی و عظمت کی خاطر تمام مصائب و آلام کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ وہ افراد جو آپؐ پر ایمان لاتے وہ آپؐ کو ایک اعلیٰ اخلاقی کردار کے حامل قائد کی حیثیت میں دیکھتے تھے۔ ہر کوئی آپؐ کی بنیادی دیانت و کردار پر بحث کرتا ہے اور محمدؐ کو (معاذاللہ) شعبدہ باز قرار دینے سے جتنے سوالات حل

ہوتے ہیں، اس سے زیادہ اُٹھتے ہیں۔ مزید برآں تاریخ کی عظیم شخصیات میں سے کوئی ایسی نہیں جس کی مغرب میں حضرت محمدؐ سے زیادہ ناقص طریقہ سے قدر پیمائی کی گئی ہو۔ لہٰذا ہمیں محمدؐ کے مقصد کو ضروری دیانت و ایمانداری کا اعزاز دینا چاہیے۔ اگر ہم آپؐ کو مکمل طور پر سمجھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں زیادہ ثقہ اور ٹھوس ثبوت دیکھنے چاہیے۔

واشنگٹن ارونگ (محمدؐ اور آپ کے جانشین''، میں لکھتا ہے)

آپؐ اپنی خوراک اور غذا کے معاملہ میں ایک تارک الذات تھے اور سختی کے ساتھ روزوں کی پابندی کرتے تھے۔ آپؐ لباسِ فاخرہ کی علت میں مبتلا نہ تھے۔ نہ ہی آپ کی سادگی اور لباس گھٹیا ذہن کی شان و شوکت سے متاثر تھی۔ یہ آپؐ کی طرف سے امتیاز و برتری سے حقیقی لاتعلقی کا نتیجہ تھا۔ اپنے ذاتی لین دین میں آپؐ عادل و منصف تھے، آپؐ دوستوں اور اجنبیوں، امیر اور غریب، طاقت ور اور کمزور سب کے ساتھ احسن طریقہ سے پیش آتے تھے۔ عام لوگ آپسےؐ محبت کرتے تھے اُس مروّت اور خوش خلقی کی وجہ سے جس کے ساتھ آپؐ اِن کا استقبال کرتے تھے، اور اِن کی شکایات سنتے تھے۔ آپؐ کی فوجی فتوحات اور کامیابیوں نے آپؐ میں کوئی تفاخر اور متکبرانہ شان و شوکت پیدا نہ کی، جیسا کہ وہ پیدا کرتی ہیں، اگر اِن کا محرک خود غرضانہ عزائم و مقاصد ہوں۔ آپؐ نے اپنے اقتدار اور قوت و اختیار کے وقتوں میں بھی سیرت و اطوار اور حلیہ و اظہار میں اُسی سادگی کو قائم رکھا جو ابتلاء و آزمائش کے دنوں میں تھی۔ کسی مجلس میں داخل ہوتے وقت اگر آپؐ کے ساتھ عزت و احترام کے غیر معمولی آداب و انداز کا مظاہرہ کیا جاتا تو آپ ناخوش ہوتے تھے۔

جیمز میچنر

جیمز میچنر، ریڈرز ڈائجسٹ مئی 1955 کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان ''اسلام غلط سمجھا گیا دین''، میں بیان کرتے ہیں: کہ تاریخ میں کوئی مذہب اتنی تیزی سے نہیں پھیلا جتنا اسلام۔ مغرب میں وسیع پیمانہ پر یہ خیال کیا جاتا ہے اس مذہب کا پھیلاؤ تلوار کے زور سے ممکن بنایا گیا۔ لیکن کوئی جدید عالم اِس نقطہ نظر کو قبول نہیں کرتا۔ قرآن پاک ضمیر کی آزادی کی کھلی حمایت کرتا ہے، جیسے آپؐ سے پہلے تمام اولوالعزم پیغمبروں نے کی۔ شروع میں آپؐ نے پرچار کرنے کی صلاحیت نہ ہونے کا احساس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے کلام کو انسانیت تک پہنچانے سے گریز کیا۔ لیکن فرشتے (جبریلؑ) نے آپ کو پڑھنے کا حکم دیا۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں محمدؐ نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔ آپؐ نے وحی کردہ کلام کو لکھوانا شروع کر دیا۔ اس کلام ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں'' نے جلد ہی زمین کے ایک بہت بڑے حصے میں انقلاب برپا کر دیا۔ آپؐ اپنے ہر کام میں انتہائی عملی تھے۔ جب آپکےؐ محبوب بیٹے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو چاند گرہن واقع ہوا تھا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعزیت کی افواہیں گردش کرنے لگیں۔ آپؐ نے اِس پر اعلان فرمایا کہ گرہن ایک قدرتی مظہر ہے، اسے کسی انسان کے انتقال یا پیدائش سے

منسوب کرنا احمقانہ بات ہے۔ خود آپؐ کے وصال پر آپ کو دیوتا بنانے کی کوشش کی گئی مگر آپ کے خلیفہ اول (حضرت ابو بکرؓ) نے مذہبی تاریخ کی سب سے بلند پایہ تقاریر کے ذریعے اُس جنون اور پاگل پن کا خاتمہ کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا، اگر آپ میں سے کوئی ایسا ہے جو محمدؐ کی عبادت کرتا تھا تو آپؐ وصال فرما چکے ہیں۔ لیکن اگر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا، حیّ و قیوم ہے۔

لارنس ای براآون(1944 ''اسلام کے امکانات''میں لکھتا ہے)

یہ ثقہ اور برحق تسلیم شدہ حقائق، عیسائی تحریروں میں وسیع پیمانے پر پھیلائے گئے اُس تصور کا خاتمہ کر دیتے ہیں، کہ مسلمان جہاں بھی گئے اُنہوں نے لوگوں کو تلوار کی نوک پر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا۔

الفونس ڈی لامرٹائن(ترکوں کی تاریخ میں لکھتا ہے)

کبھی کسی انسان نے سوچ سمجھ کر یا بغیر سوچے سمجھے اپنے لیے اس سے زیادہ اعلیٰ وارفع مقصد کے حصول کے لیے کام شروع نہیں کیا تھا۔ چونکہ یہ مقصد، اوہامِ باطلہ اور فاسد عقائد کا خاتمہ کرنا تھا، جو انسان اور اُس کے خالق حقیقی کے درمیان مسلّط کر دیئے گئے تھے۔ یہ کام انسانی اِستعداد سے بڑھ کر تھا۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو انسان پر آشکار کرنا اور انسان کو اللہ تعالیٰ تک رسائی کا طریقہ بتانا، تاکہ مالی افراتفری اور فکری انتشار اور بت پرستی کے موجودہ مسخ شدہ تصورات کے درمیان الٰہیت کے شائستہ اور مقدس تصور کو بحال کیا جاسکے۔ کبھی کسی انسان نے اتنے کمزور ذرائع کے ساتھ ایسے کام کو شروع نہیں کیا، جو انسانی قوت واستعداد سے کہیں باہر ہو۔ محمدؐ کے پاس ایک واضح تصور اور اُس عظیم منصوبہ کے لیے لائحہ عمل تھا جس کے لئے اُن کے پاس کوئی اور ذرائع نہ تھے سوائے خود اپنی ذات بابرکات کے اور دوسری اللہ کی مدد اور اُن مٹھی بھر افراد (صحابہ کرام) کے جو صحرا کے ایک کونے میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ آخر میں کبھی کسی انسان نے دنیا میں اتنا عظیم اور پائیدار انقلاب برپا نہیں کیا، جس نے ظہور کی دو صدیوں سے کم مدت میں، اسلام کو اپنے عقیدہ و ایمان اور طاقت سے پورے عرب پر حکمران بنادیا تھا، اور اللہ کے نام پر فارس (ایران) خراسان، فرانس، اکسٹانیا، مغربی انڈیا، شام، مصر، ایبے سینیا، تمام شمالی افریقہ، بحیرہ روم کے بہت سے جزائر، اسپین اور پرتگال کو فتح کر لیا تھا۔

اگر مقصد کی عظمت اور ذرائع کا محدود ہونا اور حیران کن نتائج، انسانی قابلیت و ذہانت کے تین معیار ہوں تو کون جرأت کرے گا کہ وہ جدید انسانی تاریخ کے کسی انسان کا موازنہ حضرت محمدؐ سے کرے۔ مشہور ترین لوگوں نے صرف اسلحہ وافواج، قوانین اور سلطنتیں پیدا کیں۔ انہوں نے اگر کچھ قائم کیا تو وہ محض مادی طاقت تھی جو عروج سے پہلے ہی دم توڑ گئیں۔ اِس انسانؐ نے نہ صرف قانون سازی کی بلکہ افواج، سلطنتوں، شاہی خاندانوں کو متحرک کیا اور اس وقت کی آباد دنیا کے تیسرے حصہ میں لاکھوں افراد کو متحرک کیا، اور اس سے بڑھ کر آپؐ نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہبی تصورات، عقائد اور روحوں کو بدلا، اور کتاب کی بنیاد پر ہر لفظ کو قانون بنایا۔ آپؐ نے ایک

روحانی قومیت تخلیق کی۔ جس نے ہر زبان اور نسل کو باہم جوڑ دیا۔ آپ نےؐ اس مسلم قومیت کی مستقل خصوصیت اپنے پیچھے چھوڑی جو جھوٹے خداؤں سے نفرت واحد اور حیّ و قیوم اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہے۔ آپؐ فلسفی تھے، خطیب و مقرر تھے، پیغمبر تھے، قانون ساز تھے، تصورات کے فاتح تھے اور معقول اور دانشمندانہ عقائد کو بحال کرنے والے تھے۔ آپؐ بیس زمینی سلطنتوں اور ایک روحانی سلطنت کے بانی تھے۔ یہ ہیں حضرت محمدؐ۔ وہ تمام معیارات جن کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی عظمت کی پیمائش کی جاسکتی ہو، تو ہم یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ کیا آپؐ سے عظیم کوئی شخص ہو سکتا ہے؟

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا(جلد 12 میں لکھتا ہے)

ابتدائی ماخذوں سے حاصل شدہ تفصیل کے انبار شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ ایمان دار اور راست باز انسان تھے۔ جنہوں نے ایسے لوگوں کا احترام اور وفاداری حاصل کی جو آپ ہی کی طرح ایمان دار اور راست باز تھے۔

سروجنی نائیڈو(اسلامی تصورات، تقریریں اور تحریریں، مدراس 1912ء صفحہ 169 میں کہتی ہیں)

یہ پہلا مذہب ہے جس نے جمہوریت کی تبلیغ کی اور اُس پر عمل بھی کیا۔ کیونکہ جب مساجد میں اذان دی جاتی ہے اور نمازی باہم اکٹھے ہو جاتے ہیں، تب اسلام کی جمہوریت دن میں پانچ دفعہ ٹھوس شکل اختیار کر لیتی ہے۔ کسان اور بادشاہ پہلو بہ پہلو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے (اللہ اکبر)۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کرتے ہیں۔ اسلام کے اس ناقابل تقسیم اتحاد نے مجھے بار بار متوجہ کیا ہے جو انسان کو جبلی طور پر بھائی بناتا ہے۔

دیوان چند شرما(اپنی کتاب پیغمبر مشرق کلکتہ 1935ء صفحہ 12 میں لکھتے ہیں)

محمدؐ رحیم و ہمدرد روح تھے۔ اور جو لوگ آپؐ کے گرد موجود تھے آپؐ کے عظیم کردار کو کبھی فراموش نہیں کر سکے۔

پروفیسر ہرگ رونجی

پیغمبر اسلامؐ نے جس جمعیت اقوام کی بنیاد رکھی اُسے آفاقی اتحاد اور انسانی اخوت کے اصولوں کی ایسی بنیادوں پر اٹھایا گیا جو دوسری اقوام کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی، جو جمعیت اقوام کے تصور کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے اسلام نے پیش کی ہے۔ آج چودہ صدیوں کی مدت گزر جانے کے بعد محمدؐ کی حیات طیبہ اور تعلیمات بغیر خفیف ترین تبدیلی یا انحراف کے قائم و دائم اور صحیح و سالم ہیں۔ یہ وہی ہمیشہ قائم اور زندہ رہنے والی امید اور رجائیت پیش کرتی ہے جو اس نے آپؐ کی زندگی میں پیش کی تھی۔ یہ پیروکاران نبیؐ کا دعویٰ نہیں بلکہ یہ ایسا ناقابل تردید نتیجہ ہے جو تنقیدی اور غیر جانبدارانہ تاریخ ہم پر مسلط کرتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبیؐ کے خد و خال مبارک

جب رسول اللہؐ اپنے دو اصحاب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عامر بن فہیرہؓ کے ساتھ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے۔ تو تینوں مدینہ طیبہ جانے کے لیے انتہائی خشک، گرم اور سنگلاخ صحرائی خطۂ زمین پر سفر کر رہے تھے۔ مدینہ طیبہ 450 کلو میٹر دور تھا اور دشمن اُن کا تعاقب کر رہے تھے۔ وہ سب پیاسے تھے اور انہیں مدد کی بھی ضرورت تھی، تب انہوں نے دور ایک خیمہ دیکھا۔ وہ خیمہ تک پہنچے تا کہ خوراک اور اشیائے ضرورت حاصل کریں اور آرام کر سکیں۔ خیمہ کے دروازے پر ان کی ملاقات ایک خاتون سے ہوئی جس کا نام امّ معبد تھا۔ انہوں نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا اس کے پاس ان کے کھانے کے لیے کچھ ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں آپ لوگوں پر قربان! اگر اس کے پاس کچھ ہوتا تو وہ ضرور اُن کو پیش کرتی۔ وہ ایک فیاض عورت تھی۔ اُس کی ایک لاغر سی بکری خیمہ کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ رسول اللہؐ نے اُس کی بکری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا وہ اس کا دودھ دھو سکتے ہیں؟ اُس نے کہا کہ یہ بکری اتنی کمزور ہے کہ یہ ریوڑ کے ساتھ چرنے کے لیے نہیں جا سکتی، یہ دودھ نہیں دیتی۔ آپؐ کوشش کر سکتے ہیں اور جو کچھ آپؐ کو حاصل ہو، وہ آپؐ کا ہوا۔ رسول اللہؐ اِس بکری کے تھنوں کے قریب آئے اور کہا "بسم اللہ" اُس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپؐ نے دودھ دھویا اور جب برتن دودھ سے بھر گیا تو آپؐ نے دودھ پینے کے لیے برتن سب سے پہلے امّ معبد کو دیا۔ اس نے حیرانگی کے ساتھ دودھ پیا۔ پھر آپؐ نے دودھ پینے کے لیے اپنے ساتھیوں کو دیا اور سب سے آخر میں آپؐ نے باقی دودھ خود پیا (یہ ہے ہمارا رول ماڈل کا اسوۂ حسنہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین)۔ آپؐ نے دوبارہ دودھ دھویا اور برتن کو دودھ سے بھر کر امّ معبد کے گھر والوں کے لیے رکھ دیا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد، آپؐ اور آپ کے ساتھی مدینہ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ شام کو امّ معبد کا خاوند بھیڑ بکریوں کو چرانے کے بعد جب گھر واپس آیا تو وہ دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھ کر حیران ہوا، اور پوچھا کہ یہ ددوھ کہاں سے آیا ہے؟ امّ معبد نے بتایا کہ ایک بابرکت آدمی ہمارے ہاں مہمان بن کر آیا تھا۔ ابو معبد نے اُسے اس کا سراپا بیان کرنے کو کہا۔ وہ کہتی ہیں کہ اُس نے روشن چہرے والے انتہائی جاذبِ توجہ شخص کو دیکھا۔ اس کا پیٹ باہر نکلا ہوا نہیں تھا، اور نہ ہی آپ کا سر غیر متناسب تھا، بلکہ وہ انتہائی متناسب و متوازن تھا۔ وہ نرم و نازک تخلیق کا شاہکار تھا۔ اُنؐ کی آنکھوں میں سیاہ حصہ بہت زیادہ سیاہ اور سفید انتہائی سفید تھا۔ آپؐ کی پلکیں دراز تھیں اور ابرو خمدار تھے، جن کے

درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ آپؐ کی آواز میں ایک قدرتی گونج تھی۔ آپؐ کی گردن لمبی اور حسین و جمیل تھی۔ آپؐ کی داڑھی بھرپور اور گھنی تھی۔ جب آپؐ خاموش ہوتے تو وقار آپ کو ڈھانپ لیتا، اور جب آپؐ بولتے تو گفتگو قابل سماعت ہوتی، اور اس میں تحکم پایا جاتا، سننے والا اس میں محو ہو جاتا۔ دور سے آپؐ کا سراپا مبارک انتہائی جاذبِ توجہ تھا اور جب وہ قریب آئے تو آپؐ سب سے بہترین اور سب زیادہ وجیہہ تھے۔ جب آپؐ گفتگو فرماتے تو وہ مربوط، منطقی اور قابل فہم ہوتی۔ آپؐ موضوع کے مطابق گفتگو فرماتے۔ آپؐ کی تقریر نہ زیادہ طویل نہ زیادہ مختصر ہوتی تھی۔ آپؐ کے الفاظ اور ان کی ادائیگی ایسے ہوتی جیسے چمک دار موتی ہار میں سے ایک ایک کر کے سحر انگیز انداز سے بکھر رہے ہوں۔ آپؐ کا قد و قامت درمیانہ تھا جیسے دو شاخوں کے درمیان شاخ ہوتی ہے، آپؐ دیکھنے میں اور تناسب میں تینوں میں سے بہترین تھے۔ آپؐ کے دوست آپؐ سے محبت کرتے، آپؐ کی خدمت کرتے اور آپؐ کے ارد گرد کام کرتے تھے۔ اگر آپؐ کچھ کہتے تو توجہ سے سنتے اور جب آپؐ کوئی حکم دیتے، تو حکم بجالانے میں مقابلہ کرتے تھے۔ ابو معبد نے کہا کہ یہ وہی ہیں جنہیں قریش ڈھونڈ رہے ہیں۔ یہ محمد رسول اللہؐ ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اُسے، آپؐ سے ملاقات کا موقع دیا تو وہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھائے گا۔ سبحان اللہ۔ یہ ہیں ہمارے رسولؐ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین

مندرجہ بالا احادیث اور دوسرے صحابہ کرامؓ کے بیان سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی شخصیت متاثر کن، یادگار اور عظیم تھی۔ آپؐ کی شخصیت ہمیشہ یاد رہنے والے تھے اور اُونچی شان رکھتے تھے۔ آپؐ کا چہرہ اقدس بدر منیر کی طرح تھا جس سے روشنی پھوٹ رہی ہو۔ ہمارے رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک خوبصورتی سے تخلیق کئے گئے پُر نور چہرے کے ساتھ جاذب توجہ تھا۔ آپ کے خدوخال سفید اور کھلے ہوئے تھے اور آپؐ کا قد و قامت درمیانہ اور بے پناہ خوبصورت تھا۔ آپؐ کا پیٹ باہر نکلا ہوا نہیں تھا اور نہ ہی آپؐ کا سر مبارک غیر متناسب اور چھوٹا تھا بلکہ یہ متناسب نفیس اور عمدہ ساخت کا تھا۔ آپؐ کا قد بلندی مائل نہ تھا (میانہ تھا) اور آپ کو دیکھنے سے آنکھوں پر نہ بوجھ پڑتا تھا اور نہ ہی اکتاہٹ ہوتی تھی۔ آپؐ کی زیارت تسکین بخش تھی۔ آپؐ تخلیق کا بہترین شاہکار تھے۔ آپؐ کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور ان میں ایک امتیاز تھا۔ سیاہ حصہ بہت زیادہ سیاہ اور سفید حصہ بہت زیادہ سفید تھا۔ آپ کی پلکیں دراز اور ابرو محرابی اور خمدار تھے، جن کے درمیان تھوڑا فاصلہ تھا۔ آپ کی پیشانی پر ایک رگ تھی، جب آپ ناراض ہوتے تو وہ صحابہ کرام کو نظر آجاتی۔ آپ کا ناک تیکھا اور بہت خوبصورت تھا۔ آپ کے بال بھرپور تھے، نہ وہ سیدھے تھے اور نہ ہی خمدار بلکہ وہ لہردار تھے۔ جب آپؐ بالوں کو الگ کرتے تو الگ ہو جاتے اور جب آپ مانگ نکالتے تو مانگ نکلتی تھی۔ اگر آپؐ بالوں کو بڑھاتے تو کانوں کی لو سے نیچے جانے دیتے، لیکن کندھوں سے تھوڑا اوپر رکھتے۔ آپ کی پیشانی کشادہ تھی اور رخسار ابھرے ہوئے خوبصورت تھے۔ آپ کے کندھے چوڑے اور کشادہ تھے۔ آپ کے بازوؤں پر بال کم تھے اور کچھ کندھوں پر تھے۔ آپکےؐ ہاتھ بڑے

اور بھرے ہوئے تھے اور آپؐ کی ہتھیلیاں بھری ہوئی پُر گوشت تھیں اور آپکےؐ پاؤں محرابی اور ہموار تھے۔ دور سے آپ کی شکل وشباہت انتہائی جاذبِ توجہ اور سب سے نمایاں تھی۔ جب آپؐ قریب آتے تو سب سے بہترین اور صاحبِ وجاہت نظر آتے۔ آپؐ کی آواز میں قدرتی گونج تھی۔ آپؐ کی گردن لمبی تھی جس سے وقار جھلکتا تھا۔ آپؐ کی رِیش مبارک بھرپور اور گھنی تھی۔ جب آپؐ خاموش ہوتے تو وقار و عظمت آپ کو ڈھانپ لیتی۔ جب آپ کلام کرتے تو آپؐ کی گفتگو قابل سماعت اور واضح ہوتی۔ نہ آپؐ سست روی سے گفتگو فرماتے تھے اور نہ ہی تیز رفتاری سے، بلکہ آپ کی گفتگو معتدل رفتار سے ہوتی تھی۔ آپؐ کے الفاظ نہ مختصر ہوتے تھے اور نہ بھاری بھرکم، بلکہ ہمیشہ بر محل ہوتے تھے۔ آپؐ کی گفتگو میں ایک تحکم پایا جاتا تھا اور سننے والے پر محویت طاری ہو جاتی تھی۔ جب آپؐ تکلم فرماتے تو تلفظ کمال درجے کا ہوتا تھا۔ آپؐ کے دہن مبارک میں پورے دانت تھے، آپکےؐ دندان مبارک خوبصورت تھے اور اُن کے درمیان ہلکا سا خلا تھا۔

ترمذی شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ، حضرت ابوہریرہؓ سے بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کی گفتگو جلدی جلدی اور مسلسل نہیں ہوتی تھی جیسے ابوہریرہؓ کی تھی۔ آپؐ آہستہ آہستہ الگ الگ اور واضح الفاظ میں، گفتگو کرتے تھے۔ اور اکثر جو بولتے اُسے تین دفعہ دہراتے تھے، تاکہ آپؐ کی مجلس میں بیٹھا ہوا شخص آپؐ کی کہی ہوئی بات کو یاد کرلے۔ آپؐ موقع کی مناسبت سے سادہ اور بر محل الفاظ استعمال کرتے تھے۔ آپؐ ایک ایسے پر وقار اور منطقی انداز میں گفتگو کرتے، جو مربوط، مدلل اور آسان فہم ہوتی تھی۔ آپؐ کی گفتگو بامقصد اور موضوع کے مطابق ہوتی۔ آپؐ کے نپے تلے اور نفیس الفاظ اِس اثر انگیز روانی سے آپؐ کے دہن مبارک سے باہر آرہے ہوتے، جیسے موتی جھڑ رہے ہوں۔ آپؐ کے دوست (صحابہؓ) جو آپؐ کے ساتھ ہوتے تھے اور آپؐ کی حفاظت کرنے کی کوشش میں آپؐ کے آگے پیچھے ہوتے۔ جب آپؐ کچھ فرماتے تو وہ نوٹ کر لیا کرتے۔ جب آپؐ حکم دیتے تو وہ آپ کا حکم بجالانے میں آپس میں مقابلہ کرتے تھے۔

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ وہ ایک رات گھر سے باہر نکلے۔ اُس نے چاند کی طرف دیکھا، وہ خوبصورت اور وجیہہ تھا، (صحرا میں چاند کا ایک پُر شکوہ منظر ہوتا ہے، یہ ہموار اور کجی سے پاک ہوتا ہے، منور اور روشن ہوتا ہے، یہ صاف وشفاف ہوتا ہے، یہ اُس جھلسا دینے والے سورج، جس کے وہ عادی ہیں کے مقابلہ میں پر سکون اور بے ضرر ہوتا ہے، لہٰذا چاند اُن کے لئے حسن وجمال کا استعارہ ہے)۔ انسؓ بن مالک نے فرمایا کہ وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ چاند زیادہ صاحب حسن وجمال اور وجیہہ ہے یا رسول اللہؐ زیادہ حسین و جمیل اور صاحب وجاہت ہیں۔ آپؓ کہتے ہیں کہ وہ گئے اور آپؐ کو دور فاصلے پر کھڑے دیکھا اور پھر چاند کو دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! آپؐ کا رخ انور چاند سے ہر لحاظ سے زیادہ حسین و جمیل تھا۔ آپؐ چاند سے زیادہ پُر نور اور حسین و جمیل تھے۔ یہ ہے ہمارے رسول اللہؐ کی ایک جھلک۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین

رسول اللہؐ انتہائی حیران کن حد تک مرقع حسن و جمال تھے۔ آپ کا حسن و جمال، عظمت اور تعظیم کے تقدس میں ڈھلا ہوا تھا۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جب وہ آپؐ کے قدموں میں بیٹھتے تھے تو دو متصادم خیالات اُن کے دلوں میں ہوتے تھے۔ پہلے خیال میں وہ آپ کے رخِ اقدس کو دیکھنا اور آپؐ کے چہرۂ پر نور کی جاہ و حشمت کو اپنے آپ میں سمونا چاہتے، اور جب آپؐ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتے تو اُن پر شرم و حیا غالب آجاتی اور وہ نیچے دیکھنے لگتے۔ عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ وہ کئی دفعہ نبیؐ کے ساتھ بیٹھے، لیکن اگر آپ کہیں کہ آپؐ کا حلیہ بیان کروں تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ یعنی وہ آپؐ کے جاہ و جلال اور تقدس و احترام کی وجہ سے آپؐ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہؐ کو کبھی وہ مسئلہ پیش نہ آیا جس کا حضرت یوسفؑ کو سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ رسول اللہؐ کے تقدس و احترام کا سامنا کرنا بہت مشکل تھا۔

حضرت انسؓ بن مالکؓ رسول اللہؐ کا تقابل بدر (پورے چاند) سے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو حضرت ربیعہؓ آپؐ کا تقابل سورج سے کرتے ہوئے۔ آپؐ کا حلیہ مبارک ایسا تھا کہ صحابہ کرامؓ کے پاس اُسے بیان کرنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اسے سب سے خوبصورت چیز کے ساتھ نسبت دے کر بیان کریں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ اُن کے لئے رسول اللہؐ کے چہرۂ اقدس کو مسلسل دیکھنے سے زیادہ محبوب اور کوئی چیز نہیں۔ آپؓ کہتے ہیں کہ اگر وہ رسول اللہؐ کو دیکھتے تو کبھی بھی نہ اکتاتے اور نہ تھکتے، پھر بھی آپؐ کے مبارک اور پاکیزہ خد و خال بیان نہیں کر سکتے، کیونکہ آپؐ کی مسلسل زیارت کی خواہش کے ساتھ ساتھ ایک بے بس کر دینے والا تقدس و احترام بھی تھا۔ یہ تقدس انہیں آپؐ کو دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ اور انہیں اپنی نظر کو جھکانا پڑتا تھا۔ یہی وجہ ہے زیادہ تر آپؐ کی پاکیزہ جسمانی ساخت کے تذکرے نو عمر صحابہ کرام کی طرف سے ملتے ہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک اس وقت کم عمر تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے کہ ہجوم میں سب سے بلند نظر آئیں اور نہ ہی زیادہ پست قد کہ نظر انداز کر دیئے جائیں۔ آپؐ کا قد مبارک میانہ تھا۔ آپؐ نہ تو بہت زیادہ سفید تھے اور نہ ہی گہرے سرخ رنگ کے تھے۔ آپؐ کے بال نہ تو گھنگریالے تھے اور نہ ہی سیدھے۔ آپؐ کے دستِ مبارک ریشم یا مخمل کی طرح نرم تھے۔ انس بن مالکؓ کا کہنا ہے کہ انھوں نے کبھی کسی خوشبو یا عطر کو اتنا خوشبودار نہیں پایا جتنا کہ رسول اللہؐ کا پسینہ اطہر تھا۔ اس کی مہک عطر سے زیادہ خوشبودار تھی۔ حضرت ام سلمہؓ اور دوسرے صحابہ، جب آپؐ سو رہے ہوتے، تو آپؐ کے پسینہ طیبہ کو شیشیوں میں اکٹھا کر لیتے اور خوشبو کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ براء بن عازبؓ، رسول اللہؐ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپؐ کا قد مبارک میانہ تھا اور کندھے چوڑے چکلے تھے اور بال مبارک گھنے تھے اور بھرپور ریش مبارک تھی۔ آپؐ اپنے بالوں کو بڑھاتے تھے یہاں تک کہ کانوں کی لو تک پہنچ جاتے اور حج و عمرہ کے وقت منڈھوا دیتے تھے۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کا چہرہ مبارک گوشت سے بھرا ہوا نہیں تھا، نہ ہی وہ گول تھا بلکہ یہ بیضوی شکل کا تھا۔ آپؐ کی جلد سرخی مائل سفید تھی۔ آپؐ کی آنکھیں مبارک بڑی بڑی تھیں، جن میں گہری چمک دار سیاہ پتلیاں تھیں۔ آپؐ کی پلکیں دراز تھیں۔ آپؐ کے جوڑ بڑے بڑے تھے جیسا کہ آپؐ کی کمر کا اوپر والا حصہ۔ آپؐ کے سارے جسم پر بال نہ تھے۔ آپؐ کے بالوں کی ایک باریک لکیر تھی، جو کہ چھاتی سے ناف تک پھیلی ہوئی تھی۔ آپؐ تیزی سے چلتے تھے جیسے بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں۔ جب آپؐ کسی کی طرف متوجہ ہونے کے لیے مڑتے تو آپؐ اپنے تمام جسم کو موڑ لیتے۔ جو کوئی غیر متوقع طور پر آپؐ کو دیکھتا، وہ آپؐ کے جلال کی تاب نہ لا سکتا۔ جو آپؐ کی رفاقت میں آجاتا وہ آپ کی شخصیت کو جان لیتا اور آپؐ سے محبت کرنا شروع کر دیتا۔ جو آپؐ کو دیکھتے وہ کہا کرتے، کہ انہوں نے ایسا کوئی نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا، جو آپؐ جیسا ہو۔ آپؐ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ بہت سے لوگ آپ کے رخ انور کو دیکھ کر مسلمان ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ ایسے اسلام قبول کرنے والوں میں مدینہ طیبہ کے یہودیوں کے سب سے بڑے ربی حضرت عبداللہؓ بن سلام قابل ذکر ہیں۔ جب آپؐ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی، تو وہ آپؐ سے ملنے کے لئے آئے۔ وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب انھوں نے آپؐ کا چہرہ مبارک دیکھا تو انھیں فوراً احساس ہو گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہؐ سے گفتگو اور مکالمہ کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ تھا اُن کا متاثر کن رخِ انور۔ اے اللہ، کروڑ ہا درود و سلام بھیج ہمارے محبوب نبیؐ پر۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین

ٹھہرتی ہی نہیں جب کوئی نظر اُنؐ کے چہرے پر　　　تو کیسے کھینچتا نقشہ کوئی اُس روئے انور کا

وَ اَحسَنُ مِنكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِى آپؐ جیسا خوب صورت میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں
وَاَجْمَلُ مِنكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ　　　آپؐ جیسا آج تک کسی عورت نے جنا ہی نہیں
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ مالک نے آپؐ کو ہر عیب سے پاک تخلیق فرمایا ہے
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ　　　گویا کہ آپؐ نے جیسا چاہا مالک نے آپ کو ویسا ہی بنایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپؐ کی ولادت سے پہلے کی کرامات

حنیل مخزومی کے حوالے سے روایت کی جاتی ہے کہ رسول اللہؐ کی ولادت کی رات کسریٰ کا محل زلزلہ کی وجہ سے ہلا اور اس محل کے بارہ کنگرے زمین بوس ہو گئے۔ ایرانی دیوتاؤں کی آگ جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہی تھی بجھ گئی اور ایران میں سوا جھیل خشک ہو گئی۔ یہ اتنی وسیع جھیل تھی کہ اس میں بادبانی جہاز تیرا کرتے تھے۔ احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ چودہ کنگروں سے مراد یہ ہے کہ صرف چودہ بادشاہ ایران پر حکومت کریں گے

اور آخری حکمران حضرت عثمانؓ کا ہم عصر تھا۔ (اللہ تعالیٰ حضرت عثمانؓ کے درجات بلند کرے)، آمین۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کی نبوت کا اعلان کیا تو شیاطین کو آسمانوں سے ملائکہ کی خبروں کو سننے سے روک دیا گیا اور اُن پر شہاب ثاقب کی بارش کی گئی۔ حنفیہ العراقی اپنی کتاب میں، ابن مخلد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک علامت یہ بھی ہے کہ شیاطین کے جد امجد ابلیس کو آسمانوں سے خبر لانے سے روک دیا گیا تھا۔ تو ابلیس نے اونچی آواز میں چیخ ماری۔ یہ اُسی قسم کی چیخ تھی جیسی اُس نے اُس وقت ماری تھی جب اُس پر لعنت کی گئی اور اُسے جنت سے نکالا گیا تھا۔ اور تب بھی جب سورۃ فاتحہ نازل کی گئی اور جب آیت "**لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰه**" کا نزول ہوا۔ علامتوں میں ایسی آوازیں بھی شامل تھیں جو زوالِ آفتاب (دوپہر کی ابتداء پر) کے وقت خانہ کعبہ میں سے آرہی تھی، جیسے محمد رسول اللہؐ کی ولادت کی خوش خبری دی جا رہی ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیاتِ طیبہ نبوت سے پہلے

جب رسول اللہؐ کی والدہ ماجدہ امید سے تھیں تو آپؐ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ سفر شام سے واپس آتے ہوئے، مدینہ طیبہ کے قریب انتقال فرما گئے اور اُنھیں وہیں دفن کر دیا گیا، یہ ولادت نبوی سے 6 ماہ پہلے کی بات ہے۔ دوسری طرف آپؐ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنے جسم سے روشنی نکلتے ہوئے دیکھی جو شام تک جا رہی تھی۔ جب آپؐ کی ولادت ہوئی تو آپؐ کے دادا نے آپ کو دیکھا اور آپؐ سے بہت مانوس ہو گئے۔ وہ آپؐ کو بیت اللہ لے گئے جو اُن کے لیے مقدس جگہ تھی۔ بیت اللہ میں داخل ہو کر اُنھوں نے اُس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا جس سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اور اُن کے خاندان کو نوازا تھا۔ اہل مکہ میں یہ روایت تھی کہ وہ اپنے نومولود بچوں کو پالنے اور رضاعی ماں کا دودھ پلانے کے لیے صحرا میں بھیجتے تھے۔ ابتداء میں کوئی بھی آپؐ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھا کیونکہ آپؐ یتیم تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی سہلیوں کے ساتھ بچے گود لینے کے لیے آئیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ اُن کی تمام سہیلیاں بچوں کے ساتھ واپس جا رہی تھیں اور اُن کے پاس محمدؐ کو قبول کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ سال قحط کا سال تھا اور خوراک کی رسد تھوڑی تھی۔ آپؐ کو اپنانے سے ایک رات قبل وہ اور اُن کا خاوند پوری رات سو نہ سکے، کیونکہ اُن کا دودھ خود اُن کے اپنے نومولود بچے کو پلانے کے لیے ناکافی تھا اور بچہ رات بھر بھوک کی وجہ سے روتا رہا تھا۔ حلیمہ سعدیہؓ بتاتی ہیں کہ جونہی وہ محمدؐ کو لے کر واپس اپنے خیمہ میں پہنچیں تو اُن کی چھاتی میں محمدؐ کو اور خود اپنے بچے کو پلانے کے لیے وافر دودھ تھا۔ اُس رات وہ خوب سوئے۔ صبح کے وقت اُن کا خاوند اونٹنی کا دودھ

دھونے کے لیے گیااور دودھ سے بھرے ہوئے برتن کے ساتھ واپس آیا۔ اُس نے کہا" حلیمہ تم ایک خوش بخت اور خوش نصیب روح کولے کر آئی ہو"۔ حلیمہ سعدیہؓ نے یہ بھی بتایا کہ جب وہ مکہ آرہی تھیں تواُن کے گدھے کی رفتار بہت سست تھی اور وہ اپنے قافلے سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ واپسی پر اِن کا جانور سارے قافلے میں سب سے تیز رفتار تھا۔ استفسار کرنے پر اُنہیں جب یہ معلوم ہوا کہ یہ وہی جانور ہے، تواُن سب نے کہااللہ کی قسم کوئی معجزہ ہورہاہے۔ حلیمہ سعدؓیہ کہتی ہیں کہ اُن کا خاوند بکریوں کو چرانے کے لیے باہر لے جایا کرتا،اور واپسی پر اُن کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوتے۔ اور وہ جب چاہتے اُن کا دودھ دھو لیتے تھے، جبکہ باقی قبیلہ کے جانور چرنے کے لیے باہر جاتے اور چرنے کے بعد بھوکے واپس آتے تھے،اور اکثر دودھ کے بغیر ہوتے یا پھراِن میں بہت تھوڑا دودھ ہوتا۔ جوں جوں رسول اللہؐ بڑے ہورہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں و برکتیں اُنہیں نظر آرہی تھیں جو آپؐ کی وجہ سے اُن پر نازل ہورہی تھیں۔ آپؐ جب دوسال کے ہوئے تو آپؐ دوسرے بچوں کے برعکس مضبوط جسم والے اور سلجھے ہوئے تھے۔ حلیمہ سعدؓیہ آپؐ کواُن کی والدہ محترمہ کے پاس لے کر گئیں اور بہانے پیش کیے تاکہ آپؐ کومزید اپنے پاس رکھ سکیں۔ اُنھوں نے کوشش جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت آمنہؓ آپؐ کواُن کے ساتھ واپس بھیجنے پر راضی ہو گئیں۔

ایک دن حضرت محمدؐ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اچانک سفید لباس میں ملبوس دو آدمیوں نے آپؐ کو پکڑا، آپؐ کا سینہ چاک کیا اور آپؐ کے دل کو باہر نکالا۔ آپؐ کا رضاعی بھائی بھاگ کر گھر گیا اور اپنے گھر والوں کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضرت حلیمہؓ اور اُن کے شوہر بھاگ کر اُس جگہ پہنچے اور محمدؐ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپؐ کا رنگ خوف سے زرد تھا۔ اُنہوں نے استفسار کیا کہ کیا ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ دو آدمی آئے اور اُنھوں نے میرا سینہ کھولا اور اِس میں سے کوئی چیز نکال لی۔ چونکہ حلیمہ سعدؓیہ آپؐ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں، اُنہیں آپؐ کی سلامتی اور تحفظ کے متعلق تشویش لاحق ہوئی۔ وہ مکہ کی طرف بھاگیں تاکہ محمدؐ کواُن کی والدہ کے حوالے کردیں۔ واپس لانے کی وجہ کے متعلق مسلسل سوال کرنے پر انھوں نے اِس واقعہ کے متعلق آپؐ کی والدہ ماجدہ کو بتایا۔ حضرت آمنہؓ نے حضرت حلیمہؓ سے پوچھا، کیا آپ اُسے اِس لیے واپس لائی ہیں کیونکہ آپ کو خوف ہے کہ کہیں شیطان آپؐ کو نقصان نہ پہنچائے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں۔ حضرت آمنہؓ نے کہا اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا کیونکہ جب وہ حاملہ تھیں تو یہ سب سے ہلکا حمل تھا۔ اور جب اُن کی ولادت ہوئی تو یہ ولادت دوسری ولادتوں سے مختلف تھی۔ جب آپؐ پیٹ سے باہر آئے تو اُنہوں نے ایک روشنی دیکھی تھی جو ملکِ شام تک جارہی تھی۔ وہ محسوس کرتی ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں اور وہ آپؐ کا عظیم مستقبل دیکھ رہی ہیں۔

اب محمدؐ اپنی والدہ کے ساتھ رہ رہے تھے۔ چھ برس کی عمر میں آپؐ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپؐ کو آپؐ کے دادا عبدالمطلب (جو کعبہ کے متولّی تھے) نے آپؐ کو اپنی سرپرستی اور حفاظت میں لے لیا۔ آٹھ برس کی عمر میں آپؐ

کے دادا بھی انتقال فرما گئے۔ تو رسول اللہؐ کی سرپرستی آپؐ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کو منتقل ہو گئی۔ گیارہ برس کی عمر میں آپؐ کے دوسرے چچا ابو طالب آپؐ کو شام کے سفر پر اپنی رفاقت میں لے کر گئے۔ زمانۂ قدیم میں شام کے جنوبی حصہ میں بصریٰ نامی ایک قدیم شہر تھا۔ اِس شہر میں ایک خانقاہ یا ایک قدیم گرجا پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔ اِس گرجا میں ایک بوڑھا عیسائی راہب رہتا تھا۔ عرب اُسے بحیرہ کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ گرجا کے قریب ایک چھوٹا سا نخلستان تھا۔ ایک دن بحیرہ پہاڑی کی چوٹی پر اپنی خانقاہ میں بیٹھا ہوا تھا، اُس نے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکرا ایک قافلہ کو چلچلاتی دھوپ سے بچانے کے لیے نشیب میں اُتر کر اُس کے پیچھے پیچھے سایہ کیے ہوئے آرہا ہے۔ روحانیت کا حامل ہونے کی بنا پر اُس کو اِس بات میں روحانی اہمیت نظر آئی۔ اُس نے سوچا کہ قافلہ میں یقیناً کوئی عظیم شخصیت موجود ہے۔ جب قافلہ نخلستان پر رکا، تو بحیرہ نے دیکھا کہ درخت کی شاخیں اُن کو زیادہ سایہ مہیا کرنے کے لیے نیچے جھک گئی ہیں۔ (یہ اس لیے تھا کیونکہ مستقبل کا پیغمبر قافلہ میں موجود تھا)۔ بحیرہ نے بچے کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا یہ بچہ کس کا ہے؟ قافلہ والوں نے حضرت ابو طالب کی طرف اشارہ کیا۔ اُس نے ابو طالب سے پوچھا کہ اِس بچے کے ساتھ اُس کا کیا رشتہ ہے؟ ابو طالب نے کہا کہ وہ اُس کا بیٹا ہے۔ بحیرہ نے کہا یہ ممکن نہیں، کیونکہ اِس کا باپ زندہ نہیں ہونا چاہیے۔ ابو طالب کو حیرانی ہوئی کیونکہ اُن کی اِس سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ بحیرہ نے ابو طالب کو بتایا کہ اُس کے بھتیجے کا ایک عظیم مستقبل ہے، اور اُس نے ابو طالب کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو یہاں سے دور محفوظ جگہ پر لے جائے۔ اگر یہودیوں نے اُس کو دیکھ لیا تو وہ اُسے قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ابو طالب اپنے بھتیجے کی حفاظت و تحفظ کی خاطر فوراً مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔

رسول اللہؐ کا پہلا پیشہ ایک چرواہے کا تھا۔ آپؐ معاوضہ پر اہلِ مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بخاری شریف، 2118، باب ایجارہ میں رسول اللہؐ نے فرمایا: **اللہ تعالیٰ نے کوئی نبیؑ ایسا نہیں بھیجا جو چرواہا نہ ہو۔** کیونکہ بکریوں اور بھیڑوں کی غلہ بانی سے برداشت، تحمل، رحم اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، اور یہ اُن میں صبر پیدا کرتا ہے۔ یہ اِس لیے ہے کہ جلد ہی اُنہیں اپنی قوم کی قیادت کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ رسول اللہؐ نے کبھی کسی پارٹی میں شرکت نہیں کی تھی۔ ایک دن رسول اللہؐ نے اپنے غلہ بان دوست کو اپنے ریوڑ کی نگہبانی سونپی اور خود پارٹی میں شرکت کے لیے چلے گئے۔ جیسے ہی موسیقی آپؐ کے کان میں پڑی، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سلا دیا۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو پارٹی ختم ہو چکی تھی۔ اگلے دن آپؐ دوبارہ پارٹی میں شرکت کے لئے گئے اور پھر جونہی موسیقی آپؐ کے کانوں میں پڑی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو سلا دیا۔ اور جب آپؐ بیدار ہوئے تو پارٹی ختم ہو چکی تھی۔ نبیؐ کو اِس بات کا احساس ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارہ ہے، کہ اُنہیں پارٹیوں میں نہیں جانا چاہیے۔

20 سال کی عمر میں رسول اللہؐ نے پہلی دفعہ جنگ میں حصہ لیا جسے حرب الفجار کہتے ہیں۔ ایک اور عظیم واقعہ جس کے متعلق رسول اللہؐ بہت اعلیٰ رائے رکھتے تھے، وہ حلف الفضول ہے۔ حلف الفضول کی ابتداء اِس وجہ سے ہوئی

کہ ایک اجنبی مکہ میں اپنا سامان بیچنے کے لیے آیا۔ مکہ کے ایک بد معاش صاحبِ ثروت شخص نے غریب بدو کو تھوڑے سے مال کے ساتھ دیکھ کر اُس سے مال خریدنے کی پیشکش کی۔ اُس نے مال لے کر رقم کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ قبیلۂ زبید کا یہ شخص اچھا مقرر تھا۔ اُس نے مکہ کی ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر اہل مکہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ اہل مکہ، (رسول اللہؐ اور آپؐ کے چچا) اُس کی بات سننے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ اُس کی کہانی سن کر، رسول اللہؐ نے ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھائی اور ہر ایک سے حلف لیا کہ وہ ہر اُس شخص کا ساتھ دیں گے جس سے اہل مکہ زیادتی کریں گے۔ یہ وہ حلف تھا جو عدل و انصاف پر مبنی تھا۔

25 برس کی عمر میں رسول اللہؐ کی شہرت اور پہچان ایک پاک باز، صاحبِ کردار اور راست رو ہستی کے طور پر مشہور تھی۔ یہ اُس ماحول میں تھی جہاں جنسی خیانت، بے راہ روی اور بدکاری وسیع پیمانہ پر پھیلی ہوئیں تھیں۔ آپؐ نے ایک بیوہ حضرت خدیجہؓ سے شادی کی جو آپؐ سے عمر میں 15 سال بڑی تھیں۔ حضرت خدیجہؓ ایک خوش حال کاروباری خاتون تھیں۔ اُنھوں نے آپؐ کی خدمات حاصل کیں تاکہ آپؐ اُن کے تجارتی قافلہ کی قیادت کریں۔ یہ دیکھ کر کہ آپؐ ایک قابلِ اعتماد اور ایمان دار شخص ہیں، اُنھوں نے آپؐ کو شادی کا پیغام بھیجا، جسے آپؐ نے قبول کر لیا۔ آپؐ کی زندہ رہ جانے والی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہیں۔ اِن کے بطن سے چھ بچے، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ سے اولاد ہوئیں اور یہاں سے رسول اللہؐ کی آل کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

35 برس کی عمر میں ایک بہت بڑے سیلاب نے بیت اللہ کو مسمار کر دیا۔ مکہ کے قبائل نے کعبۃ اللہ کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا۔ تعمیر کے دوران قبائل کے درمیان حجر اسود کو نصب کرنے پر تنازع پیدا ہو گیا۔ ایک بزرگ آدمی نے اُنھیں مشورہ دیا کہ ایک منصف مقرر کرو اور اُس کے فیصلہ کو قبول کر لو۔ اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں داخلہ ہو گا، وہ اُسے مصنف بنالیں گے۔ حضرت محمدؐ سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہوئے۔ تمام قبائل آپؐ کو دیکھ کر خوش ہوئے اور آپؐ کو اپنا منصف بنانے پر متفق ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے ایک چادر منگوا کر اُس پر حجرِ اسود کو رکھا اور مکہ کے تمام قبائل کو اپنے نمائندے بھیجنے کو کہا، تاکہ وہ چادر کو پکڑ کر اُسے اُس جگہ تک لے جائیں جہاں حجرِ اسود کو نصب کرنا تھا۔ جب وہ اُس جگہ پہنچے تو آپؐ نے حجرِ اسود کو اُس کی جگہ پر نصب کر دیا، اور قبائل کے درمیان جھگڑا ختم ہو گیا۔ 38 برس کی عمر میں رسول اللہؐ تنہائی پسند ہو گئے۔ آپؐ خوراک کے ساتھ غارِ حرا میں جاتے تاکہ غور و فکر کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کریں۔ آپؐ تواتر سے کئی کئی دن غار میں گزارتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب آپؐ پر پہلی وحی کا نزول ہوا

چالیس برس کی عمر میں ایک رات جب آپؐ غارِ حرا میں تھے۔ آپؐ کے پاس جبرائیلؑ آئے اور آپؐ سے کہا ''اقراء'' پڑھو۔ محمدؐ نے کہا کہ وہ پڑھ نہیں سکتے۔ اجنبی نے اُنہیں پکڑا اور زور سے بھینچا، یہاں تک کہ آپؐ مزید برداشت نہیں کر سکتے تھے، اُس نے آپؐ کو چھوڑ دیا۔ اُس نے پھر کہا ''اقراء'' پڑھو، آپؐ نے پھر کہا کہ وہ پڑھ نہیں سکتے۔ اجنبی نے پھر آپؐ کو پکڑا اور زور سے بھینچا، یہاں تک کہ آپؐ مزید برداشت نہیں کر سکتے تھے، اور پھر اُس نے آپؐ کو چھوڑ دیا۔ تیسری دفعہ اُس نے پھر حکم دیا اور کہا: پڑھو، اپنے ربّ کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھو آپ کا آقا بہت انعام دینے والا ہے (96:5-1)۔ یہ وحی کے الفاظ تھے جنہوں نے آپؐ کو باضابطہ طور پر اللہ تعالیٰ کے نبیؐ ہونے کے منصب پر فائز کر دیا۔ اِسے اللہ تعالیٰ قرآن کی سورۃ الشعراء آیات (192-194 :26) میں یوں بیان کرتا ہے: یہ ربّ العالمین کی نازل کردہ چیز ہے۔ اِسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اُتری ہے۔ تاکہ تو اُن لوگوں میں شامل ہو جو (خدا کی طرف سے خلقِ خدا کو) متنبہ کرنے والے ہیں۔ یہ ایک غیر معمولی تجربہ تھا۔ آپؐ نے اپنی اشیاء کو سمیٹا اور غار سے خوف کے عالم میں باہر آ گئے۔ دوسری دفعہ آپؐ نے اُسے دیکھا تو اُس مخلوق کے چھ سو پر تھے اور اُفق تک پھیلے ہوئے تھے۔ وہ آپؐ کو بتا رہے تھے کہ وہ جبریلؑ ہیں اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب آپؐ جلدی جلدی پہاڑ سے نیچے اتر رہے تھے تو آپؐ نے چٹانوں کو یہ کہتے ہوئے سنا امن و سلامتی اور رحمت و برکات ہوں آپؐ پر اے اللہ کے رسولؐ۔ اے اللہ، نبیؐ پر کروڑہا رحمتیں و برکات نازل کر۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہؐ کے چند معجزات

ہمارے ایمان و عقائد کی وجہ معجزات نہیں ہیں، معجزات محض اللہ تعالیٰ کی مہر تصدیق ہوتے ہیں۔ یہ ایک نشانی ہے جو وہ اپنے برحق انبیاءؑ کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔ میں حضرت محمدؐ کے چند معجزات جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؐ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی پر گفتگو کرونگا۔ ایک دفعہ رسول اللہؐ نے صحرا میں ایک نوجوان کو دیکھا۔ آپؐ نے اُسے اپنے پاس بلایا اور اُسے بتایا کہ وہؐ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں اور اُسے کہا کہ وہ آپؐ پر ایمان لے آئے۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ ہچکچا رہا ہے۔ آپؐ نے اُس نوجوان سے کہا کہ اگر وہ درخت اُسے بتادے کہ میںؐ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو کیا وہ اُنؐ پر ایمان لے آئے گا۔ نوجوان نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہؐ نے درخت کو بلایا، وہ آیا اور اُس نے آپؐ کے نبی ہونے کی شہادت

دی۔ نوجوان خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا۔ جنگ خندق میں بیس، تیس ہزار کی فوج مدینہ کو تباہ کرنے اور اس کے باشندوں کو قتل کرنے کے لئے آئی۔ مسلمانوں نے مدینہ شہر کے گرد (30 فٹ چوڑی، 10 فٹ گہری) خندق کھودی، تاکہ وہ اُسے عبور کر کے شہر میں داخل نہ ہو سکیں۔ خندق اتنی گہری اور چوڑی تھی کہ گھوڑے نہ اُس کو چھلانگ لگا کر عبور کر سکتے تھے نہ اِس کے اندر سے چھلانگ لگا کر باہر آ سکتے تھے۔ اُنھوں نے بہت کم یا بغیر خوراک کے تین دنوں میں خندق کھود ڈالی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھے ہوئے تھے تاکہ اُن کے معدے اپنے آپ کو خالی محسوس نہ کریں اور اُنھیں بھوک محسوس نہ ہو۔ خندق کھودتے ہوئے ایک بہت بڑی چٹان ظاہر ہوئی جسے صحابہؓ نہیں توڑ سکے۔ اُنھوں نے رسول اللہؐ کو بلایا۔ جب آپؐ تشریف لائے، آپؐ کمزور لگ رہے تھے۔ حضرت جابرؓ نے دیکھا کہ آپؐ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں (یہ ہے ہمارا رول ماڈل، ہمارا نبیؐ)۔ حضرت جابر آپؐ کے لیے دکھی ہوگئے، تب اُنھوں نے آپؐ سے گھر جانے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہؐ نے اُنھیں اجازت دے دی۔ وہ اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے کہا، اُنھوں نے رسول اللہؐ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے جس میں وہ اُنہیں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ اُنھوں نے دریافت کیا اُن کے پاس رسول اللہؐ کے لیے کھانا تیار کرنے کے لیے کچھ ہے؟ اُن کی بیوی نے کہا کہ اُن کے پاس تھوڑے سے جَو ہیں۔ جن کو وہ پیس کر کچھ آٹا بنا سکتی ہیں اور اُن کے پاس ایک چھوٹی سی بکری یا بھیڑ ہے جو چار یا پانچ افراد کے کھانے کے لیے کافی ہوگی۔ حضرت جابرؓ نے اپنی بیوی کو کہا کہ وہ آٹا پیس لے، اور گوشت وہ تیار کر لیں گے۔ اُنھوں نے بکری کو ذبح کیا اور گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنائے۔ پھر وہ رسول اللہؐ اور آپ کے چند صحابہ کو کھانے پر مدعو کرنے کے لیے چلے دئے۔ اُنھوں نے رسول اللہؐ کے کان میں خاموشی سے سرگوشی کی کہ آپؐ اور صحابہ میں سے چار پانچ افراد کے لیے کھانے کی دعوت ہے۔ رسول اللہؐ اُٹھے اور خندق کھودنے والے تمام صحابہؓ (جن کی تعداد اندازاً دو ہزار ہوگی) کو پکارا اور کہا کہ جابرؓ نے اُن سب کو کھانے پر مدعو کیا ہے۔ رسول اللہؐ نے حضرت جابرؓ کو کہا کہ وہ اپنی بیوی کو کہیں کہ جب تک آپؐ نہ آ جائیں روٹی پکانا شروع نہ کرے۔ حضرت جابرؓ بھاگ کر گھر گئے اور اپنی بیوی کو بتایا کہ تمام لوگ جو خندق کھود رہے تھے، وہ آ رہے ہیں۔ اُس نے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہؐ کو نہیں بتایا کہ آپؐ اور چند صحابہؓ آئیں۔ اُنھوں نے کہا ہاں میں نے کان میں کہا تھا، لیکن رسول اللہؐ نے سب کو دعوت دے دی۔ تو اُن کی بیویؓ نے کہا پھر اللہ ضرور انتظام کر دیگا۔ رسول اللہؐ گھر تشریف لائے اور سالن اور آٹے کے پیڑے کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کی۔ اور پھر حضرت جابرؓ کی زوجہ محترمہ سے کہا کہ وہ روٹیاں بنانا شروع کر دیں۔ دو عورتوں نے روٹیاں بنانی شروع کر دیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت جابرؓ کو کہا کہ ایک وقت میں دس دس لوگوں کو اندر بھیجیں۔ وہ اندر آتے کھانا کھاتے اور چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ سب نے کھانا کھا لیا۔ پھر رسول اللہؐ نے کھانا کھایا (اے اللہ ہمارے

رول ماڈل، ہمارے محبوب نبیؐ پر کروڑہا درود و سلام بھیج)۔ کہا جاتا ہے کہ خوراک کی مقدار سب لوگوں کے کھانے کے بعد بھی اُتنی رہی جتنی کھانا کھانے کی ابتداء میں تھی۔

جب حضرت جابرؓ کے والد محترم کا انتقال ہوا تو اُن کے ذمہ بہت زیادہ قرض واجب الادا تھا۔ تقریباً دس لاکھ اور چھ سو درہم۔ حضرت جابر کم عمر تھے، اُن کی نو بہنیں تھیں جن کی دیکھ بھال اُن کی ذمہ داری تھی۔ اُن کے صرف دو پھلوں کے باغات تھے جو کسی ایک فرد کا قرضہ ادا کرنے کے لیے بھی ناکافی تھے۔ اِس لیے حضرت جابرؓ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو اپنے مسئلہ کے متعلق بتایا۔ رسول اللہؐ نے قرض خواہوں کو بلایا اور اُنھیں قرضہ معاف کرنے کو کہا۔ اُنھوں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہؐ اُس کے باغ میں تشریف لے گئے اور ہر درخت کے نیچے جا کر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کی اور پھر حضرت جابرؓ کو کہا کہ اپنے والد کے تمام قرض خواہوں کو بلا لائیں۔ حضرت جابرؓ نے بتایا کہ سارے قرض خواہ کو اُن کے قرض کی مالیت کے مطابق کھجوریں دے کر قرض ادا کر دیا گیا اور باغ پھر بھی جوں کا توں اپنی اصلی حالت میں تھا۔ اُس میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ صحابہؓ، نبیؐ کے تمام معجزات کے چشم دید گواہ تھے۔ اُنہوں نے قرآن کے بعد سب سے بڑا معجزا، چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا (جسے NASA نے ثابت کیا ہے کہ چاند پھٹا تھا)۔ محمدؐ کے سارے معجزے دیکھنے کے باوجود، وہ مدد کے لئے صرف اللہ کو پکارتے تھے۔ کیونکہ نبیؐ نے اُنہیں یہی تعلیم دی تھی۔ اِس بات کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن میں سورۃ الانعام آیت (6:52) میں یوں بیان کرتا ہے۔ اے نبیؐ، جو لوگ اپنے ربّ کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اُس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں اُنہیں اپنے سے دور نہ کرو۔ اُن کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمہارے حساب میں سے کسی چیز کا بار اُن پر نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپؐ کی سیرت و کردار

سورۃ قلم میں اللہ تعالیٰ آیت (68:4) میں اپنے رسولؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''اور یقیناً ہم نے آپ کو بلند اور اعلیٰ کردار کے مرتبہ پر فائز کیا ہے۔'' مکہ مکرمہ میں آپؐ کو الامین (امانت دار) اور الصادق (راست باز) کے طور پر جانا جاتا تھا۔ کیا ہم ایک ایسے انسان کا تصور کر سکتے ہیں جس سے اُس کے پیغام برحق کی وجہ سے نفرت کی جاتی ہو، اُسے قتل کرنے کے لیے اُس کی تلاش کی جاتی ہو، اور پھر بھی اُس کے دشمن، جو اس کے دین کی وجہ سے اس سے نفرت کرتے تھے، اُن میں سے کوئی بھی آپؐ کے پاس اپنی امانت کی واپسی کا تقاضا کرنے نہیں آیا، جو انھوں نے آپؐ کے سپرد کی تھیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپؐ کے علاوہ کوئی نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے۔

اگرچہ آپؐ کے دشمنوں نے آپؐ کے پیروکاروں کی جائدادیں چوری اور ضبط کیں۔انھیں اذیتیں دیں اور قتل کیا۔ فنِ حرب کی شرائط کی رو سے آپؐ اُن (دشمنوں) کی جائیدادیں ضبط کر سکتے تھے مگر آپؐ نے ایسا نہ کیا۔ جب وہ آپؐ کو جان سے مارنے کے لیے آئے تو آپؐ ان کو نہ ملے، اُس کی بجائے انھیں بستر پر ان کے چچازاد بھائی حضرت علی لیٹے ہوئے ملے، جنھیں امانتوں کو اُن کے اصل حق داروں کے حوالے کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ آپؐ ایسے نیک تھے، آپؐ ایسے باحیا تھے، آپؐ اپنے طرزِ عمل میں ایسے شریف النفس تھے۔ اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ میدان جنگ میں رسول اللہؐ سے جب سامنا ہوتا تو آپؐ دشمنوں کے درمیان، اللہ تعالیٰ کے احکام کے دفاع میں انتہائی جوش و جذبہ سے لڑتے ہوئے ملتے۔ آپؐ بزدل نہ تھے۔ میدانِ جنگ کے باہر آپؐ بچوں اور غلاموں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے۔ آپؐ غریبوں کو کھانا کھلاتے اور بیماروں کی بیمار پرسی کرتے۔ آپ حلیم الطبع تھے۔ آپؐ کی گفتگو میں نرمی ہوتی۔ آپؐ محبت کرنے والے، دوسروں کا خیال رکھنے والے، گرم جوش، ہمدردی کرنے والے، معاف کرنے والے، رہنمائی کرنے والے تھے، اور رات کے پچھلے پہر قیام اللیل (نماز تہجد) میں اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ کرتے تھے۔ آپؐ جب کسی کی طرف دیکھتے تو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے تھے۔ آپؐ سب سے زیادہ فیاض اور سخی تھے۔ آپؐ سب سے زیادہ سچے، راست رو اور سب سے زیادہ کریم النفس تھے اور اپنے نسب میں بھی سب سے معزز اور بلند مرتبہ تھے۔ آپؐ سب سے زیادہ صاحب وجاہت مرد تھے، لیکن آپ بے راہ رو نہیں تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک چالیس سالہ امیر بیوہ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو شادی کا پیغام بھیجا جبکہ آپؐ اُس وقت صرف پچیس سال کے تھے۔ آپؐ نے پیغام کو قبول کیا اور شادی کرلی۔ اس جوڑے نے سب کچھ لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کر دیا۔

آپؐ نے کبھی ریشم کا لباس اور سونا نہیں پہنا اور نہ ہی آپؐ نے دکھاوے والا لباس فاخرہ زیب تن کیا۔ نہ ہی آپؐ نے متکبرانہ، مغرور چال اختیار کی، نہ ہی کبھی عوام میں اس طرح آئے کہ جیسے وہ بادشاہ یا مطلق العنان حکمران ہوں، حتیٰ کہ تب بھی جب آپؐ عرب کے سفید و سیاہ کے مالک تھے۔ جنگ احد میں جب مسلمان تیر اندازوں کی احد کی پہاڑی پر اپنی جگہ چھوڑنے کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ ہار گئے، اور جب انھیں نبیؐ کے حضور پیش کیا گیا تو آپؐ غصہ میں آپے سے باہر نہ ہوئے، حالانکہ آپؐ کے محبوب رشتہ دار شہید ہوئے اور اُن کی لاشوں کا مثلہ کیا گیا۔ نہ آپؐ نے اُن کو قتل کیا نہ اُن کو سزا دی جیسا کہ فوجی جرنیل کرتے ہیں، بلکہ انھیں معاف کر دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا کرنے کی ہدایت کی تھی۔

ایک دفعہ عمر بن خطابؓ رسول اللہؐ کے گھر پر پہلی دفعہ تشریف لائے۔ بیٹھتے ہوئے ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہاں انہیں جو کے دانے بکھرے دیکھے، اور چراغ میں جلانے کا تیل بھی نہیں تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ اچانک رو پڑے۔ رسول اللہؐ نے اُن کو دیکھا اور سوال کیا کہ کیا ہوا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ آپ کا

گھر انتہائی سادہ ہے۔ آپؐ کی چٹائی کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ہے جس سے آپؐ کے جسم پر نشان پڑ گئے ہیں اور آپ کا سرہانہ کھردرے پتوں سے بھرا ہوا ہے اور میں اِس کے اثرات آپؐ کے مبارک رخساروں پر دیکھ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ، قیصر و کسریٰ کے بادشاہ ریشم پر خوابِ استراحت کے مزے لیتے ہیں۔ انتہائی محنت سے تیار کردہ طعام کے مزے لیتے ہیں۔ سب سے قیمتی لباس پہنتے ہیں، ہر وہ چیز جس کی وہ خواہش کرتے ہیں اُن کے لیے موجود ہوتی ہے۔ اے اللہ کے رسولؐ آپ تمام بنی نوع انسان میں سے سب سے اعلیٰ اور اشرف ہیں۔ پھر بھی آپؐ ایسی خستہ حال زندگی گزار رہے ہیں۔ رسول اللہؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور قدرے ناراض ہو کر حضرت عمرؓ سے کہا، کیا تم اِس بات پر راضی و خوش نہیں ہو کہ اُن کو جو حاصل ہے وہ اِس عارضی زندگی کی خوشی و راحت ہے، جو وہ مرنے کے بعد اپنے پیچھے چھوڑ جائیں گے۔ ہمارے پاس عاقبت کی دائمی زندگی ہے جو اپنی نہ ختم ہونے والی ابدی نعمتوں کے ساتھ ہے۔ حضرت عمرؓ کو سمجھ آ گئی کہ عاقبت کی دائمی زندگی کیا ہے اور اس بے ثبات جہاں کی کیا حیثیت ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے اور عرض کیا ہاں اے اللہ کے رسولؐ ہم بالکل ایسا ہی چاہتے ہیں۔ جب رسول اللہؐ لوگوں کی طرف دیکھتے تو ہمیشہ مسکرا کر دیکھتے اور اُن کو خوش اور مسرور کر دیتے۔ آپؐ نے لوگوں کو کبھی افسردہ اور بددل نہیں کیا۔

رسول اللہؐ ان باتوں پر مسکرایا کرتے تھے جن پر صحابہ کرامؓ ہنسا کرتے تھے، اور جب آپؐ مسکراتے تو آپؐ کے دانت مبارک نظر آتے جو موتیوں کی طرح سفید ہوتے تھے۔ رسول اللہؐ کبھی اپنی ذات کے لیے پریشان نہیں ہوئے اور نہ ہی آپؐ نے کبھی اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی تلافی کا مطالبہ کیا۔ آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ سے ہنسی مذاق کیا کرتے اور اپنے مذاق اور لطائف میں کبھی آپؐ نے جھوٹ نہیں بولا۔ خاندان اور اہل بیت کے ساتھ آپؐ کا رویہ ہمیشہ زندہ دلی اور ہنسی مذاق کا تھا۔ ایک صحابیؓ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور آپؐ سے اونٹ مانگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ اسے مادہ اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ صحابیؓ نے کہا اِس کا اُسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ وہ اُس پر سواری نہیں کر سکے گا۔ رسول اللہؐ نے جواب دیا کہ کیا تمام اونٹ کسی اونٹنی کے بچے نہیں۔ ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت رسول اللہؐ کے پاس آئی اور سوال کیا کہ کیا وہ جنت میں جائے گی؟ رسول اللہؐ نے مذاق میں فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ اُس نے رونا شروع کر دیا۔ رسول اللہؐ نے کہا کہ وہ ایک بوڑھی عورت کی صورت میں جنت میں نہیں جائے گی بلکہ وہ ایک نوجوان عورت کی صورت میں جنت میں جائے گی۔ اِس بات پر بوڑھی عورت نے مسکرانا شروع کر دیا۔

اپنی دعوتِ دین کے ابتدائی ایام میں ایک مرتبہ رسول اللہؐ حرم کعبہ میں حالت سجدہ میں تھے، مشرکین مکہ کے کہنے پر عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی کمر پر اونٹ کی اُوجھڑی رکھ دی۔ رسول اللہؐ نے اُن کو لعنت ملامت نہ کیا اور حالتِ سجدہ میں پڑے رہے، یہاں تک کسی نے آپؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ کو بتایا جو آئیں اور اُوجھڑی ہٹا دی۔ آپؐ

کی کمر کو صاف کرتے ہوئے انھوں نے مشرکین پر لعنت و ملامت کرنا شروع کر دی۔ رسول اللہؐ نے انھیں بتایا کہ وہ فکر نہ کریں یہ پیغامِ حق اس زمین پر ہر گھر تک پہنچے گا۔ یہ بات آپؐ نے اس وقت کہی جب آپؐ خود غیر محفوظ تھے، لیکن اس کے باوجود آپؐ کی فکر و نظر غیر متزلزل تھی۔ اے اہل اسلام کیا ہمارا کوئی نصب العین ہے یا ہم بالکل کورے اور خالی الذہن ہیں؟۔ آؤ اپنے رسولؐ سے سیکھیں۔ آؤ ہم رسول اللہؐ کے کردار کی طرح اپنے کردار کو تعمیر کرنے کی کوشش کریں۔ اے اللہ ہمارے نبیؐ پر بے حد و شمار سلام و رحمتیں نازل فرما۔ اور انہیں ہمارے لیے رول ماڈل بنا۔ اے اللہ ہمارے قلوب میں حضورؐ کی محبت راسخ کر دے تاکہ آپؐ ہمیں اپنی زندگیوں، اپنے والدین، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و دولت سے زیادہ عزیز ہوں۔ آمین!

ایک بوڑھی خاتون رسول اللہؐ کی رہائش کے قریب رہتی تھی۔ جب کبھی آپؐ اس کے گھر کے پاس سے گزرتے تو وہ آپؐ پر کوڑا پھینکا کرتی۔ ایک دن آپؐ اس کے گھر کے پاس سے گزرے تو آپؐ پر کوڑا نہ پھینکا گیا۔ آپؐ نے اُس کے متعلق دریافت کیا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ اس کی طبیعت ناساز ہے۔ آپؐ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اُس کی عیادت و تیمارداری کی۔ اس بات کا اس پر گہرا اثر ہوا اور اُس نے اسلام قبول کر لیا۔ ایک اور بوڑھی عورت بھاری بھر کم بوجھ اٹھائے جا رہی تھی۔ رسول اللہؐ اس کے پاس گئے اور اُسے مدد کی پیش کش کی۔ جو اس نے قبول کر لی۔ آپؐ نے اس کا بوجھ اٹھایا اور جہاں وہ جا رہی تھی، آپؐ وہاں تک اسے لے گئے۔ راستے میں اس نے آپؐ کو کہا کہ وہ محمدؐ سے دور رہیں کیونکہ اُس نے دعویٰ توحید سے لوگوں کو تقسیم کر دیا ہے۔ سفر کے اختتام پر بزرگ عورت نے رسول اللہؐ کو کہا کہ آپؐ ایک مہذب، شائستہ اور نفیس نوجوان ہیں اور نصیحت کی کہ محمدؐ سے دور رہنا کیونکہ جو کوئی محمدؐ کے قریب جاتا ہے اپنے آباء واجداد کا طریقہ چھوڑ دیتا ہے۔ پھر اُس نے آپؐ سے آپؐ کا نام پوچھا؟ جب رسول اللہؐ نے اُسے اپنا نام بتایا تو اُس نے اسلام قبول کر لیا۔ اے اللہ ہمارے محبوب نبیؐ پر ان گنت و بے شمار درود و سلام بھیج۔ آمین

رسول اللہؐ نے کبھی کسی کو ذرہ برابر بھی دھوکہ نہیں دیا۔ آپؐ نے مذاق میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ایک مفرور جس نے مدینہ منورہ سے بھاگ کر مکہ مکرمہ میں پناہ لے لی تھی۔ اُسے اسلامی قانون کے مطابق سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔ جب مکہ فتح ہوا تو اُس کی سزائے موت پر عمل درآمد کا حکم دے دیا گیا، چاہے اُس نے غلافِ کعبہ کو ہی کیوں نہ پکڑ رکھا ہو۔ رسول اللہؐ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، کہ حضرت عثمانؓ اُس مفرور کو رسول اللہؐ کے پاس لائے اور آپؐ سے درخواست کی کہ اُس کی وفاداری کو قبول کر لیں، آپؐ نے تین دفعہ منہ پھیرا۔ چوتھی دفعہ آپ نے اُس کی وفاداری قبول کر لی۔ وہ آدمی چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو رسول اللہؐ کے رخِ انور پر غصہ نمودار ہوا۔ آپؐ نے صحابہؓ کی طرف دیکھا اور کہا، کیا تمہارے درمیان کوئی حق پرست نفس نہ تھا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا اے اللہ کے رسولؐ کیا ہوا؟ آپؐ نے فرمایا میں نے اسے تین دفعہ انکار کیا تھا۔ تم میں سے کسی نے کیوں نہ

اُس پر تلوار سے ضرب لگائی۔(یہ اس لیے تھا کہ اس کے خلاف عدالتی حکم جاری ہو چکا تھا۔ جس پر عمل درآمد لازم تھا) صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ جب بھی کوئی آپؐ کے پاس ندامت و توبہ کے ساتھ آیا، آپؐ نے ہمیشہ قبول کیا۔ اگر آپ کو اس کی ندامت قبول نہیں تھی تو آپؐ نے اپنی آنکھوں سے ہمیں اشارہ کیوں نہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ پیغمبر کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی آنکھوں سے دھوکہ بازی کرے۔(یہ ہے ہمارا رول ماڈل)۔ ثمامہ بن اُثال حنفی نامی شخص ایک قبیلے کا سردار اور پرلے درجے کا دشمنِ اسلام تھا،اس نے اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا تھا۔ اُسے اسلامی فوج گرفتار کرکے مدینہ طیبہ لے آئی۔ چونکہ کوئی جیل نہ تھی لہٰذا صحابہ کرامؓ نے اُسے مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا۔ رسول اللہؐ تشریف لائے اور ثمامہ سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟اس نے تکبر و نخوت سے کہا سب اچھا ہے،اور رسول اللہؐ کو متنبہ کیا کہ اگر آپؐ نے اُسے قتل کیا تو اُس کا قبیلہ آپؐ سے انتقام لے گا اور اگر آپ نے احسان کا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تو اُن کو ایک ایسا شخص ملے گا جو احسان مند ہونا خوب جانتا ہے،اور اگر آپؐ مال و زر چاہتے ہیں تو آپ کو عطا کر دیا جائے گا۔ رسول اللہؐ مسکرائے اور چلے گئے۔ تیسری دفعہ بھی یہی جواب ملنے پر رسول اللہؐ نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ مدینہ سے باہر گیا،اس نے غسل کیا اور رسول اللہؐ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے کے لیے واپس آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ یہ ہیں ہمارے نبیؐ، ہمارے رول ماڈل۔ اے اللہ ہم گمراہ ہو گئے ہیں، ہم نے غیروں کو اپنا رول ماڈل بنا لیا ہے۔ اے اللہ ہمارے محبوب نبیؐ پر بے حد و حساب درود و سلام بھیج۔ اے اللہ ہمارے اندر انتہا درجے کی حُبِّ رسولؐ راسخ کر دے تاکہ ہم انہیں اپنا رول ماڈل بنا لیں۔ اے اللہ، ہمیں نبیؐ کا سچا پیروکار بنا دے۔ آمین!

جنگ احزاب (خندق) میں منافقین نے اپنے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا بہانہ بنا کر رسول اللہؐ سے جنگی علاقہ سے نکل جانے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے انھیں اجازت دے دی اگرچہ کفار کی چوبیس ہزار فوج ان کو (اہل اسلام کو) نیست و نابود کرنے کے لیے آ رہی تھی۔ صحابہ کرام جب خندق کھود رہے تھے تو ایک بہت بڑی چٹان اُبھر آئی جو اُن سے ٹوٹ نہیں رہی تھی۔ انھوں نے رسول اللہؐ کو بلایا، آپ تشریف لائے اور چٹان پر ضرب لگائی تو ایک بہت بڑی چنگاری نکلی۔ رسول اللہؐ نے کہا اللہ اکبر روم کے محلات فتح ہوں گے۔ دوسری ضرب لگائی پھر ایک بہت بڑی چنگاری نکلی اور رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ اکبر کسریٰ کے محلات فتح ہوں گے۔ تیسری ضرب پر آپؐ نے فرمایا یمن کے شہر فتح ہوں گے۔ سبحان اللہ!۔ یہ آپؐ نے اُس وقت کہا، جس صورت حال کو قرآن نے یوں بیان کیا: یاد کرو"جب دشمن اُوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے، جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے، اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اُس وقت ایمان لانے والے خوب آزمائے گئے اور بُری طرح ہلا مارے گئے (33:10-11)۔ یہ بات آپؐ نے اُس وقت کہی جب وہ سب خوفزدہ اور گھبراہٹ کا شکار تھے۔ اس کے باوجود آپ کی نظرِ بصیرت بالکل واضح تھی کہ، رومی سلطنت، ایرانی سلطنت

اور یمن فتح ہو جائیں گے۔ مشکل وقتوں میں آپ کبھی گھبراہٹ کا شکار نہیں ہوئے، بلکہ خود کو اُوپر اٹھاتے اور صحابہ کرامؓ کے حوصلوں کو بلند کرتے تھے۔ یہ ہیں ہمارے نبیؐ رحمتؐ۔اے مسلمانو، ایک چھوٹی سی مشکل یا الجھن پر ہمارے چہرے لٹک جاتے ہیں۔ سیکھو اپنے رسولؐ سے کہ شدید مشکلات کا سامنا کیسے کیا جائے۔ پہلے اپنے نصب العین کو واضح کرو پھر اس کے لئے جدوجہد کرو۔ زمانۂ جہالت میں حضرت عمرو بن العاص، حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ اُن کا اپنے مستقبل کے متعلق نصب العین کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ وہ اونٹوں کے ریوڑ کا خواب دیکھتے ہیں، جن کی وہ دیکھ بھال کر سکیں، جن کا وہ دودھ دھو سکیں، جن سے اُن کے بچے پیدا ہوں، اور وہ ایک عمدہ اور آرام دہ زندگی گزار سکیں۔ نچلے درجے کا چھوٹا سا خواب جیسے ہمارے خواب ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہؐ سے ان کا رابطہ اور تعلق قائم ہو، تو انھوں نے آپؐ سے اپنا نصب العین حاصل کیا۔ اور بعد میں وہ دوسرے امیر المؤمنین بنے۔ عمرو بن العاصؓ دوبارہ اُن کے پاس آئے اور ان کے مستقبل کے نصب العین کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ وہ محمدؐ کے دین کے لیے جدوجہد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارے رسول اللہؐ اور ان کے صحابہ کرامؓ کا خواب اور خواہش تھی۔ بدقسمتی سے ہم اس نصب العین سے عاری ہیں۔اے مسلمانو! بیدار ہو جاؤ اور اپنے نصب العین کا دوبارہ جائزہ لو۔ یہ رسول اللہؐ کا نصب العین تھا جس کی تعبیر کے لیے صحابہؓ دن رات جدوجہد کر رہے تھے؟ اے اللہ ہمارے اور اپنے محبوب نبیؐ پر اربوں درود وسلام بھیج۔ اے اللہ ہمارے اندر، ہمارے قلوب میں نبیؐ کے نصب العین کو راسخ کر دے۔ آمین! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیه۔ آمین

ایک مرتبہ رسول اللہؐ اور جبریلؑ کوہِ صفا پر کھڑے تھے۔ رسول اللہؐ نے کہا، اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، آج کی شام آپؐ کے گھر میں چٹکی بھر آٹا یا جَو بھی نہیں ہے۔ رسول اللہؐ نے مشکل سے ہی اپنی بات مکمل کی ہو گی کہ آسمانوں پر ایک بلند شور سنائی دیا جس سے آپؐ ڈر گئے۔ آپؐ نے گھبرا کر جبریلؑ سے سوال کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے قیامت کا حکم صادر فرما دیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا نہیں، بلکہ جب اللہ نے آپ کی گفتگو سنی تو اللہ نے حضرت اسرافیلؑ کو آپؐ کے پاس پہنچنے کا حکم دیا۔ اسرافیلؑ نیچے تشریف لائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپؐ نے کہا، سن لیا ہے اور اللہ نے زمین کے خزانوں کی چابیوں کے ساتھ مجھے بھیجا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ اگر آپؐ خواہش کریں تو وہ تہامہ کے پہاڑ کو ہیرے جواہرات میں تبدیل کر دیں۔ رسول اللہؐ نے جبریلؑ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا، تاکہ اللہ تعالیٰ کی پسند معلوم کر سکیں؟ جبریلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فقر کو پسند کرتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے اللہ تعالیٰ کی رِضا کی خاطر فقر کو قبول کیا۔ اے اُمتِ محمدؐ، اس واقعہ میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عاقبت ہماری تمام قربانیوں اور دنیاوی نقصانات سے زیادہ قیمتی اور اہم ہے۔ اے اللہ نبیؐ پر لاکھوں کروڑوں درود وسلام بھیج، اور ہمیں آپؐ کا پکا اور سچا پیروکار بنا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیه۔

اے اللہ ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھ سکیں تا کہ قرآن اور سنتِ رسولؐ پر عمل پیرا ہو سکیں۔ آمین

آپؐ کی شجاعت و بہادری

نبیؐ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی انسان کو مارنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ حتیٰ کہ نہ کسی ملازم یا غلام پر، نہ کسی بیوی پر، نہ کسی بچے پر، نہ کسی دوست پر، نہ کسی دشمن پر، سوائے میدان جنگ میں جہاں آپؐ اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے جنگ کر رہے ہوتے۔ آپؐ صرف اُن سے لڑتے جو دین کی مخالفت تلوار کے زور پر کرتے تھے۔ آپؐ ایک کنواری دوشیزہ کی طرح باحیا تھے۔ آپؐ سب سے زیادہ شریف النفس تھے، تاہم اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل اور دین کے تحفظ کی کوشش کے لئے، جب میدان جنگ میں آپؐ کا دشمن سے سامنا ہوتا تو آپؐ سب سے کریم النفس انسان سے، سب سے زیادہ جری اور بہادر بن جاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ جب آپؐ کو میدان جہاد میں ڈھونڈتے، تو وہ آپ کو ہمیشہ دشمنوں کی صفوں کے وسط میں پاتے۔ صحابہ کرامؓ کہا کرتے تھے کہ جب وہ تھک جایا کرتے تھے تو وہ آپؐ کی ذات کی پناہ لیتے تھے۔ آپؐ ایک مدبر سیاست دان اور ایک جنگجو تھے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں میدان جہاد میں جہاد کی کمان بھی کرتے اور لڑتے بھی تھے۔ جب آپؐ میدان جنگ سے باہر آجاتے تو آپؐ کی نگاہیں جھک جایا کرتی تھیں۔ آپؐ نرم گفتار، کریم النفس، گرم جوش، مقدس، نرم خو، شفیق اور اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ کرنے والے بن جاتے تھے۔ آپؐ دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپؐ جری و بہادر تھے، مگر پھر بھی متکبر نہ تھے۔ اے اللہ ہمارے محبوب محمدؐ پر کھرب ہا درود و سلام نازل فرما۔ اے اللہ ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے نبیؐ کی محبت راسخ اور گہری کر دے۔ اے اللہ ہمارے دلوں میں شوقِ شہادت پیدا فرما تا کہ ہم تیرے دین کی بقاء کے لئے جدوجہد کریں۔ اے اللہ محمدؐ کو ہمارا رول ماڈل بنا۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہِ۔

مدینہ میں نصف شب کے قریب ایک بہت بڑے دھماکہ کے ساتھ شہابِ ثاقب گرا۔ اہل مدینہ خوف و دہشت سے جاگ اٹھے۔ وہ ڈرے ہوئے تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں دھماکہ ایک عام منظر نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ ایک گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار دور سے آرہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ انہوں نے جانچ پڑتال کر لی ہے اور سب ٹھیک ہے۔ آپؐ معاملہ کی تحقیق و تفتیش کے لیے تنہا چلے گئے جبکہ اہل مدینہ سہمے ہوئے تھے۔ یہ ہمارے نبی رحمتؐ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہِ۔ ہم آج کہاں کھڑے ہیں۔ آج ہر ایرا غیرا اٹھتا ہے اور مسلمانوں سے دست درازی شروع کر دیتا ہے۔ ہم نے اللہ کو چھوڑ

دیا ہے اور اللہ نے ہمیں رسوا ہونے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما اور ہمیں نبیؐ کا سچا پیروکار بنا۔ اے اللہ ہمارے نبیؐ پر کھربوں درود و سلام نازل فرما اور آپؐ کی محبت ہم میں اتنی راسخ کر دے کہ آپؐ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں۔ آمین

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد 313 تھی اور کفار ایک ہزار تھے۔ کمان اور قیادت رسول اللہؐ نے کی۔ جنگ ہوئی اور کفار کو کچل دیا گیا۔ جنگ اُحد میں مسلمانوں کی تعداد 700 تھی اور کفار 3000 تھے۔ اِس بار بھی قیادت اور کمان رسول اللہؐ کے پاس تھی۔ جنگ ہوئی کفار کچل دیئے گئے۔ یہاں تک کہ تیر اندازوں کی ایک ٹولی جسے پہاڑ کی چوٹی پر متعین کیا گیا تھا، انھوں نے اپنے امیر کی حکم عدولی کی۔ جنگ احزاب میں مسلمان 3000 تھے اور کفار 24000، اب کی بار بھی قیادت رسول اللہؐ کے پاس تھی اور کفار کو کچل دیا گیا۔ جنگ تبوک میں مسلمان 30000 تھے اور رومن فوج لاکھوں کی تعداد میں تھی اور اس بار بھی قیادت رسول اللہؐ کے پاس تھی۔ جب کفار نے محمدؐ اور اُن کی فوج کو آتے دیکھا تو وہ تتر بتر ہو گئے اور بھاگ گئے۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی تعداد کفار سے زیادہ تھی۔ کفار کے تیر اندازوں نے مسلم فوج کو شدید نقصان پہنچایا اور اسے غیر منظم طور پر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ رسول اللہؐ اپنی جگہ پر ڈٹ کر کھڑے رہے اور انصار کو اپنی طرف بلایا اور جنگ جیت لی گئی۔ یہ وہ رول ماڈل ہیں جن کی تمام دنیا کو پیروی کرنی چاہیے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہِ۔ جب مسلمان فوج فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہو رہی تھی، جس صحابیؓ نے جھنڈا اُٹھایا ہوا تھا، اُنھوں نے نعرہ لگایا "آج انتقام کا دن ہے"۔ جب نبیؐ کو پتا چلا تو آپؐ نے جھنڈا صحابیؓ سے لے کر اُس کے بیٹے کو دے کر یہ نعرہ لگانے کو کہا "آج معافی کا دن ہے"۔ آپؐ مکہ مکرمہ میں عاجزی کے ساتھ داخل ہوئے یہاں تک کہ آپؐ کی ریش مبارک اُونٹنی کے پالان کو چھو رہی تھی۔ آپؐ اپنے آقا و مالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو دکھانا چاہتے تھے کہ آپ تکبر کے ساتھ نہیں آ رہے ہیں۔ آپؐ مکہ مکرمہ میں ان لوگوں پر فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے جنہوں نے آپؐ کے صحابہؓ کو اذیتیں دیں، شہید کیا اور آپؐ کو جان سے مارنے کی کوشش کی۔ سبحان اللہ۔ اے مسلمانو! نبیؐ سے حلم، عاجزی اور حیا کا سبق لو۔

اے اللہ ہمارے رسول پاکؐ پر کروڑہا درود و سلام نازل فرما اور ہمارے اندر آپؐ کی ایسی محبت پیدا کر کہ آپؐ ہمیں اپنے جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہوں۔ اے اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ہمیں تکبر سے بچا۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہِ۔ آمین!

آپؐ کے اہل بیت:

رسول اللہؐ نے 12 امہات المؤمنین سے شادیاں کیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

1) حضرت خدیجہؓ بنت خویلدؓ 2) حضرت سودہؓ بنت زمعہؓ

3)حضرت عائشہؓ بنت ابو بکرؓ　　4) حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ
5)حضرت زینبؓ بنت خزیمہؓ　　6) حضرت سلمہؓ بنت امیہؓ
7)حضرت زینبؓ بنت جحشؓ　　8) حضرت جویریہؓ بنت الحارثؓ
9)حضرت صفیہؓ بنت حییؓ　　10) حضرت امّ حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ
10)حضرت ماریہؓ بنت شمعونؓ　　12) حضرت میمونہؓ بنت الحارثؓ

سوائے حضرت عائشہؓ کے رسول اللہؐ کی تمام ازواج مطہرات (مومنوں کی مائیں) یا تو بیوہ تھیں یا مطلقہ۔ حضرت ماریہ کا تعلق مصر سے تھا اور باقی عرب تھیں۔ شادی سے قبل حضرت صفیہ یہودی مذہب سے تعلق رکھتی تھیں اور حضرت ماریہ عیسائی تھیں جبکہ باقی امہات المؤمنین مسلمان تھیں۔
جب رسول اللہؐ نے پہلی شادی کی آپؐ 25 سال کے تھے۔ پہلی خاتون جس سے آپؐ نے شادی کی وہ حضرت خدیجہؓ تھیں اور اس وقت وہ 40 برس کی تھیں اور آپؐ سے پہلے دو دفعہ شادی کر چکی تھیں۔ آپؓ بیوہ تھیں اور آپؓ کے بچے تھے۔ آپؐ 25 برس اُن کی وفات تک اُنہی کے ساتھ رشتہء ازدواج میں منسلک رہے۔ اِن کے انتقال کے بعد آپؐ نے دو سال تنہائی میں گزارے۔ کیونکہ آپؐ اُن کی وفات پر غم زدہ اور دکھی تھے۔ اُس وقت آپؐ کی عمر 52 برس تھی۔ 52 برس سے لے کر 60 برس کی عمر میں آپؐ نے سیاسی اور سماجی وجوہ کی بنا پر متعدد شادیاں کیں۔ یہ بات واضح ہے کہ آپؐ کا مقصد جسمانی لذت و راحت نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو آپؐ 52 برس کی عمر تک انتظار نہ کرتے۔ آپؐ کے عہد کے معاشرے میں بہت سی بیویوں اور لونڈیوں کا رکھنا، قابل قبول تھا۔ پھر آپؐ نے 25 سال صرف ایک ہی شریک حیات کے ساتھ گزار دیئے۔ اور جب آپؐ کی پہلی رفیقۂ حیات کا انتقال ہوا تو وہ 65 برس کی تھیں۔ **اِن حقائق سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:**

1) محمدؐ نے بحیثیت ایک نوجوان فرد کے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی۔

2) محمدؐ نے بحیثیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول کے باقی ازواج مطہراتؓ سے شادیاں کیں۔ آیئے اُن سیاسی و سماجی اسباب کا مطالعہ کریں جس کی بنا پر آپؐ نے باقی ازواجِ مطہراتؓ سے شادیاں کیں۔

ا) ایک وجہ عینی شاہدین کے ذریعے سے اسلام کی اشاعت تھا۔ جس کا علم انتہائی گہرے اور قریبی تعلق کے حامل لوگوں کو ہی ہو سکتا تھا۔ حضرت عائشہؓ چونکہ سب سے نو عمر تھیں لہٰذا انہوںؓ نے آپؐ کی رفاقت میں آپؐ کی زندگی کا گہرا مشاہدہ کیا اور بہت زیادہ علم حاصل کیا۔ اور آپؓ، رسول اللہؐ کے وصال کے بعد بیالیس سال سے زیادہ عرصہ تک اہلِ اسلام کو علمِ دین کی ضروریات و تفصیلات کے ساتھ تعلیم دیتی رہیں۔ اس پہلو سے آپ کا نو عمر ہونا بہت ہی سود مند ثابت ہوا۔ رسول اللہؐ کی زوجہ محترمہ کی حیثیت سے آپؓ کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ اسی وجہ سے آپؐ اپنی ازواجِ مطہرات میں سے سب سے زیادہ پیار حضرت عائشہؓ سے کرتے تھے۔

ب)دوسری وجہ اپنے صحابہؓ سے آپ کا تعلق گہرا اور مضبوط بنانا مقصود تھا۔ آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ، اور حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے شادیاں کیں اور اپنی بیٹیوں کی شادیاں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے کیں۔ یہ آپؐ کے محترم ترین اصحاب اور خلفائے راشدینؓ تھے۔

ج)تیسری وجہ آپؐ نے تالیف قلب کی خاطر شادیاں کیں۔ آپؐ نے ایثار و قربانی کا صلہ دینے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کے دین میں سبقت لینے والی بیواؤں اور مطلقہ صحابیاتؓ سے شادی کر کے ان کو عزت و وقار عطا کیا۔ ان کے شریکِ حیات یا تو شہدائے کرام تھے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ یا پھر ایسے غیر مسلم تھے جنہوں نے اِن کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ اُمہات المؤمنین حضرت سودہؓ، حضرت امّ سلمٰہؓ اور حضرت امّ حبیبہؓ بیوہ تھیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت خدیجہؓ کے وصال کے بعد حضرت سودہؓ سے نکاح کیا۔ یہ بھی عمر میں آپؐ سے بڑی تھیں۔

د)جنگِ خیبر کے بعد حضرت صفیہؓ کو قیدی بنا کر ایک صحابیؓ کو دے دیا گیا تھا۔ جب نبیؐ کو اُس کے خواب کے متعلق پتہ چلا کہ اُس نے خواب میں دیکھا تھا کہ اُن کی شادی آپؐ سے ہوئی ہے۔ تو نبیؐ نے اُس کے خواب کو پورا کرنے کے لئے اُن کو آزاد کیا اور اُن سے شادی کی تاکہ عوام کی نظروں میں اُن کو عزت و تکریم دیں۔

ر)رسول اللہؐ دوسری اقوام سے تعلقات اور روابط قائم کرنا چاہتے تھے۔ مصری آپؐ کے حلیف تھے۔ شاہِ مصر نے آپ کو حضرت ماریہ قبطیہؓ اور ایک سفید خچر بطور ہدیہ کے پیش کیے۔ آپؐ نے حضرت ماریہؓ کو آزاد کر کے اُن سے شادی کر لی۔ ایک جنگ کے بعد مسلمانوں نے قبیلہ بنی مصطلق کے لوگوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ سارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔ آپؐ نے قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہؓ سے شادی کی تاکہ انہیں عزت دیں۔

س)رسول اللہؐ نے اپنے متبنّٰی بیٹے کی طلاق شدہ بیوی حضرت زینبؓ سے نکاح کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس شادی کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ متبنّٰی بچے کو گود لینے کے قوانین کی اصلاح کی جا سکے۔

آیئے! غیر متعصب، غیر جانب دار غیر مسلم صاحبِ علم لوگوں کی اس موضوع پر آراء کا مطالعہ کرتے ہیں۔

جان ایل اپنر ٹیو

یہ صاحب ہولی کراس کالج میں مذہب کے پروفیسر اور مرکز برائے بین الاقوامی مطالعہ کے ڈائریکٹر تھے۔ آپ فرماتے ہیں: ان شادیوں میں زیادہ تر سیاسی اور سماجی مقاصد کارفرما تھے۔

سیز رالیف فرح

وہ لکھتی ہیں: اپنی جوانی اور بلوغت کے ابتدائی ایام میں حضرت محمدؐ نے پوری یکسوئی کے ساتھ خود کو حضرت خدیجہؓ کے ساتھ کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ آپؐ نے کسی اور سے نکاح کا سوچا بھی نہیں تھا۔ اگرچہ زمانہ قبل از عیسائیت

اور بعد از عیسائیت میں کثرت ازدواج کو معاشرتی وجود کے لیے ضروری تصور کیا جاتا تھا۔ داؤدؑ کی 6 بیویاں اور بہت سی لونڈیاں تھیں (2 سمیول 13:5;1 کرونیکل 9-1 :3، 3:3 :14)۔ سلیمانؑ کی 700 بیویاں اور 300 لونڈیاں تھیں (1King 11:3)۔ اور سلیمانؑ کے بیٹے ہبروم کی 18 بیویاں اور 60 لونڈیاں تھیں (Chronicles11:21 2)۔ سیزر فرح آخر میں نتیجہ اخذ کرتی ہیں کہ محمدؐ کی کثرت ازدواج کا سبب جزوی طور پر سیاسی وجوہات اور کچھ جزوی طور پر اپنے اُن صحابہؓ کی ازواج کی ہمدردی اور فکر مندی تھی جو ابھرتی ہوئی اسلامی برادری کا دفاع کرتے ہوئے جان سے گزر گئے اور شہید ہو گئے۔ (p.60)

رسول اللہؐ کی حیات طیبہ انسانیت کے لیے پیروی کرنیکی عظیم ترین مثال ہے۔ ہم آپؐ کی سیرت مطہرہ سے سیکھ سکتے ہیں کہ ہمیں اپنی شریک حیات سے کس طرح کا سلوک کرنا چاہیے۔ جس سال حضرت خدیجہؓ کا وصال ہوا اس برس آپؐ کے چچا ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ مکہ مکرمہ میں آپؐ کے محافظ تھے۔ ان برسوں میں اہل مکہ نے مسلمانوں سے سماجی قطع تعلق کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ درختوں کے پتے اور چمڑہ تک کھانے پر مجبور ہوئے۔ یہی وجہ ہے اِس سال کو عام الحزن ''غم کا سال'' کہا جاتا ہے۔ کئی سال بعد حضرت خدیجہؓ کی بہن نے رسول اللہؐ کے دروازہ پر دستک دی اور اندر داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کی۔ اس کی آواز سن کر آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو یاد کیا کیونکہ ان کی آواز نے آپؐ کو اپنی محبوب اہلیہ کی یاد دلا دی۔ جب رسول اللہؐ کسی جانور کی قربانی کرتے تو اکثر حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تحائف بھیجا کرتے تھے۔ یہ بات حضرت عائشہؓ میں رشک کا احساس پیدا کرتی تھی۔ نبیؐ اکثر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حضرت خدیجہؓ کی محبت والفت سے نوازا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے وصال کے سالوں بعد ایک ہار جو حضرت خدیجہؓ پہنا کرتی تھیں، آپؐ کے سامنے آیا تو اس سے آپؐ بہت دکھی اور رنجیدہ ہوئے۔ آپؐ کے صحابہؓ نے اس کا بہت زیادہ اثر لیا۔ حضرت خدیجہؓ وہ ہستی تھیں، جو آپؐ پر ایمان لائیں اور جنھوں نے آپؐ کی مدد کی۔ اُس وقت جب آپؐ پر کوئی ایمان نہیں لایا تھا اور نہ کوئی آپؐ کی مدد کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ انھیں حضرت خدیجہؓ کا زمانہ، نہ دیکھنے کا دکھ اور افسوس ہے۔ کیونکہ وہ یہ جاننا چاہتی تھیں کہ اُن کے محبوب شوہرؐ اُس ہستی کو سب سے زیادہ کیوں یاد رکھتے ہیں۔ اے اللہ ہمارے دل میں نبیؐ کی محبت بھر دے تاکہ ہم اُن کی سیرت سے اپنے اہلِ خانہ سے برتاؤ کا طریقہ سیکھ سکیں۔ آمین۔

مسند احمد میں ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا، بہترین اہل ایمان والے لوگ وہ ہیں جو اپنے اعمال و کردار میں بہترین ہیں اور اُن میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ بہتر ہیں، میںؐ اپنے اہل خانہ کے لیے بہترین ہوں۔ آپؐ اُن کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے، اور امور خانہ داری میں اُن کی مدد کیا کرتے تھے۔ جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو یہ ایسے نہیں تھا جیسے سیاہ بادل گھر میں داخل ہو گیا ہو، بلکہ، جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میرا ایک سورج ہے اور آسمان کا ایک سورج ہے۔ ہمارے نبیؐ اپنی گھر والوں کے لیے روشنی کی کرن کے مانند

تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب وہ کم عمر، چاق و چوبند اور صحت مند تھیں، رسول اللہؐ نے ان کے ساتھ دوڑ لگائی اور آپؐ دوڑ میں ہار گئے۔ کئی برس گزر گئے اور حضرت عائشہؓ کا وزن بڑھ گیا۔ ایک دفعہ آپؓ رسول اللہؐ کے ساتھ کسی فوجی مہم پر تھیں، صحرا کے وسط میں آپؐ نے فوج کو آگے جانے کا کہا۔ آپؐ اور آپؐ کی اہلیہ تھوڑا پیچھے رک گئے۔ جب فوج نظروں سے اوجھل ہو گئی تو آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا وہ اُن کے ساتھ دوڑ لگانا چاہتی ہیں؟ انھوں نے دوڑ لگائی اور رسول اللہؐ دوڑ میں جیت گئے۔ آپؐ نے فرمایا یہ جیت اُس ہار کے بدلے میں ہے۔ اے مسلمانو! اپنی شریک حیات سے محبت کرنا اپنے نبیؐ سے سیکھو۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ گوشت کا ٹکڑا لیتیں، اُس میں سے کچھ کھا کر بقایا گوشت پلیٹ میں رکھ دیا کرتیں۔ پھر وہؓ رسول اللہؐ کو کن اکھیوں سے دیکھتیں۔ رسول اللہؐ اُس گوشت کے ٹکڑے کو اٹھاتے اور اُس جگہ سے کھاتے جہاں سے انھوں نے کھایا ہوتا۔ پھر آپؐ ان ؓ کی طرف دیکھتے اور وہؓ شرما جاتی تھیں۔ آپؐ اپنے اہل خانہ سے محبت و احترام سے پیش آتے تھے۔ ایک دفعہ حبشہ کے کچھ بازی گروں کا ایک طائفہ مسجد نبوی کے صحن میں تلواروں کے کھیل کا مظاہرہ کر رہا تھا اور حضرت عائشہؓ نے اُسے دیکھنا چاہا۔ رسول اللہؐ آپؓ کے آگے کھڑے ہو گئے تا کہ حضرت عائشہؓ، آپؐ کے کندھوں کے اوپر سے مظاہرہ دیکھ سکیں۔ چنانچہ آپ کھڑے رہے۔ جب آپؐ تھک گئے تو آپؐ نے فرمایا، اے عائشہؓ کافی ہے؟ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ آپؐ اُن سے کتنی محبت کرتے ہیں، اِس لیے انھوں نے کہا، ابھی نہیں۔ آپؓ کہتی ہیں میں دیکھ سکتی تھی کہ آپؐ تھک کر اپنی ٹانگوں پر وزن بدل بدل کر ڈال رہے تھے۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک دفعہ آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ کی میرے لیے محبت کس طرح کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ایک مضبوط گرہ کی طرح۔ جوں جوں دن گزرتے گئے، میں پوچھا کرتی تھی کہ گرہ کیسی ہے؟ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ اتنی ہی مضبوط جتنی کہ یہ شروع میں تھی۔ اگر ہم اپنے آپ پر نظر ڈالیں، تو ہم معمولی اور گھٹیا چیزوں پر جھگڑ رہے ہیں۔ اے مسلمانو! اپنے نبیؐ سے سیکھو، کس طرح اپنے اہل خانہ اور گھر والوں سے تعلقات تعمیر و استوار کیے جاتے ہیں، اور اپنے رویوں کو درست کریں۔ اے اللہ ہمارے نبیؐ پر بے حد و حساب درود و سلام بھیج اور اے اللہ ہمارے دل میں نبیؐ کی محبت بھر دے تا کہ ہم آپؐ کی سیرت سے اپنے اہلِ خانہ سے برتاؤ کا طریقہ سیکھ سکیں۔ آمین!

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ ترمذی میں بیان کرتی ہیں کہ گھر والوں کے ساتھ آپؐ کا وقت، گھر والوں کی خدمت کے لیے وقف ہوتا تھا۔ آپؐ امور خانہ داری میں گھر والوں کی خدمت کرنے اور مدد کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ آپؐ اپنے نعلین مبارک کی خود مرمت کیا کرتے، اور اپنے کپڑوں کو خود سی لیا کرتے تھے۔ آپؐ بھیڑ بکریوں کا دودھ دھویا کرتے، اور دوسرے گھریلو کام کاج کیا کرتے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپؐ وضو کرتے اور نماز کے لیے چلے جاتے (یہ ہیں ہمارے محبوب رسولؐ)۔ یہ ہے توکل اور ایمان کی صورت، ہمیں بھی اِس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے، یعنی خود انحصاری اور دوسروں کی مدد کا جذبہ۔ اے اللہ ہمارے دل میں نبیؐ کی محبت

بھر دے تاکہ ہم اُن ؐ کی سیرت سے اپنے اہلِ خانہ سے برتاؤ کا طریقہ سیکھ سکیں۔ آمین۔ یہ طرزِ زندگی، بہت سی شادیوں کو ٹوٹنے اور تکرار سے بچائے گی۔ایک نظر آج کے بادشاہوں اور قائدین پر ڈالیں، اُن کے سینکڑوں خادم و خدمت گار ہیں۔ ہمارے رسول ؐ ایسے نہیں تھے۔ وہ خود انحصار تھے اور امورِ زندگی میں اپنے حصہ سے زیادہ کام کرتے تھے۔ آپ ؐ، پھر بھی نصف شب قیام اللیل، نمازِ تہجد میں گھنٹوں اپنے ربّ کے حضور میں کھڑے رہتے۔ حالانکہ آپ ؐ کو وحی الٰہی اور اُس کی اشاعت و ابلاغ پر غور و فکر کرنا ہوتا تھا۔ آپ ؐ کو امت مسلمہ کے مسائل، فوجی معاملات، سیاسی امور، اقتصادی اور سماجی الجھنوں وغیرہ پر غور و فکر کرنا ہوتا تھا۔ آپ ؐ کو شکایات سے نپٹنا، لوگوں کے درمیان فیصلے کرنا، عوام کی تربیت کرنا اور بہت سے دوسرے معاملات کو سنبھالنا ہوتا تھا۔ آپ ؐ کی کمر بمشکل چند گھنٹوں کے لیے بستر کو چھوتی تھی۔ اے اللہ نبی ؐ کو ہمارے لئے رول ماڈل بنا اور اُن کی محبت ہمارے دل میں بھر دے تاکہ ہم اُن کی سیرت سے مشکلات کا سامنا کرنا سیکھ سکیں۔ آمین!

ہمارے پیارے نبی ؐ اپنی ازواجِ مطہرات ؓ سے انتہائی احترام کا سلوک کرتے اور اُن سے اظہارِ محبت کیا کرتے تھے۔ اہلِ مکہ کے ہاں ایک شادی شدہ جوڑا ابوزُرع اور امّ زُرع کی داستان محبت مشہور تھی۔ یہ عربوں میں روایت ہے کہ وہ احتراماً کنیت سے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں، اے ابو فلاں، اے ام فلاں وغیرہ۔ ایک دفعہ رسول اللہ ؐ نے حضرت عائشہ ؓ سے کہا آپ ؐ کی اُن ؓ کے ساتھ محبت اور وفا شعاری ابوزُرع اور امّ زُرع کی طرح ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے جواب دیا کہ آپ ؐ انھیں اپنے ماں باپ سے زیادہ عزیز ہیں، اور آپ ؐ ابوزُرع اور امّ زُرع کی کہانی سے زیادہ وفا شعار اور محبت کرنے والے ہیں۔ جب آپ ؐ کی ازواج مطہرات میں کوئی ناراض اور پریشان ہوتی تو آپ ؐ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرماتے "اے اللہ اِس کے گناہ معاف فرما اور اس کے دل کو غصہ سے پاک کر دے اور مایوسی اور بددلی سے اِس کی حفاظت فرما"۔ ایک دفعہ حضرت صفیہ ؓ رسول اللہ ؐ کے ساتھ سفر کر رہی تھیں، کیونکہ اُن کا قرعہ نکلا تھا آپ ؐ کے ساتھ سفر کرنے کے لئے۔ اُن کا اونٹ سست رفتار تھا۔ وہ روتی ہوئی اور شکایت کرتی ہوئی آپ کو ملیں، کہ آپ ؐ نے انھیں سست رو اونٹ دیا ہے۔ رسول اللہ ؐ نے اپنے ہاتھوں سے ان کے آنسو پونچھے اور ان کی دل جوئی کی۔ حضرت صفیہ ؓ یہودی النسل تھیں اور جب اُن کی نسل پر طعن کی جاتی تو آپ ؓ پریشان ہو جایا کرتی تھیں۔ نبی ؐ نے انھیں بتایا کہ وہ اِن الفاظ کے ساتھ جواب دیا کریں۔ "میرے والد نبی ہارون ؑ، میرے چچا نبی موسیٰ ؑ، میرے خاوند محمد ؐ ہیں، اللہ کے منتخب رسول ؐ۔ آپ لوگوں کے پاس مجھ سے زیادہ فخر کرنیکی کیا چیز ہے؟ ہمارے لیے رسول اللہ ؐ تمام انسانوں میں سے عظیم ترین رول ماڈل ہیں۔ رسول اللہ ؐ کی ازواجِ مطہرات اہل ایمان کی مائیں ہیں۔ ہم کبھی بھی نبی ؐ کے درجہ اعمال و کردار اور تقویٰ تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ ؐ جیسا بننے کی کوشش کریں۔ اے اہل اسلام اپنے نبی ؐ سے سیکھو کہ اپنے اہلِ خانہ سے کیسا برتاؤ کرنا چاہے۔ اے اللہ ہمارے دل میں ہمارے اہلِ خانہ کی محبت بھر دے جیسے نبی ؐ اپنے اہلِ بیت سے محبت کرتے تھے۔ اے اللہ

نبیؐ پر کھرب ہادرود و سلام بھیج اور اُن کی محبت کو ہمارے قلوب واذہان میں اس طرح راسخ کردے کہ وہ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں۔ آمین!

میں سیرتِ نبوی سے چند واقعات مزید بیان کروں گا جو اپنے پیروکاروں کے ساتھ آپؐ کے رویہ کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ایک نوجوان صحابیؓ خوّاد مدینہ طیبہ سے باہر بنی قعب کی خواتین سے گپ شب کررہا تھا۔ آپؐ پاس سے گزرے اور پوچھا خواتین سے گپ شپ کیوں کررہے ہو؟ اس نے جھوٹ بولا اور کہانی گھڑی کہ اُس کا اونٹ بھاگ گیا ہے۔ آپؐ نے نہ اُس سے سوال کیا نہ اُسے ڈانٹا۔ آپؐ جہاں جارہے تھے اُس طرف چل دیئے۔ واپسی پر وہ صحابی ابھی تک خواتین سے گپ شپ کررہا تھا۔ رسول اللہؐ نے پھر پوچھا، کیا اُس نے ابھی تک اپنا اونٹ نہیں پکڑا؟ وہ دوبارہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا، وہ خاموش رہا۔ نبیؐ نے اپنی راہ لی۔ صحابیؓ نبیؐ سے کترانے لگا۔ ایک دن وہ مسجد میں نماز ادا کررہا تھا کہ رسول اللہؐ اس کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ صحابیؓ کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنی نماز کو طول دینا چاہا تو انھوں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا، اپنی نماز کو طول نہ دینا۔ اس لیے اُس نے معمول کے مطابق اپنی نماز مکمل کی۔ رسول اللہؐ نے اُسے پھر پوچھا کہ کیا اُس نے اپنا اونٹ پکڑ لیا ہے؟ وہ خاموش رہا۔ نبیؐ نے اسے ڈانٹا نہیں۔ ایک دن وہ پیدل جارہا تھا کہ اُس نے دیکھا کہ رسول اللہؐ گدھے پر اُس کی طرف آرہے ہیں۔ اُس نے آپؐ سے بچنے کے لیے تیز تیز چلنا شروع کردیا۔ رسول اللہؐ نے اُسے جالیا اور اُس سے وہی سوال پوچھا کہ اُس نے اپنا اونٹ پکڑ لیا ہے؟ اس دفعہ اُس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ اُس کا اونٹ اُس سے کبھی نہیں بھاگا۔ اب وہ اس کے قابو میں ہے۔ رسول اللہؐ نے اُسؓ کے لیے دعا کی اور چلے گئے۔ نبیؐ نے یہ ساری دِقت اس لئے اٹھائی تاکہ اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔

ایک دن رسول اللہؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ تب ایک بدو ذوالخویصرہؓ آیا اور اُس نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنا شروع کردیا۔ صحابہؓ اُس کی اِس حرکت پر غصہ میں آگئے اور اُس کی پٹائی کرنا چاہی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اُسے چھوڑ دو۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوگیا، آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو کہا کہ اِس جگہ کو پانی کی بالٹی سے دھو کر صاف کردیں، اور بدو کو اپنے پاس آنے کے لیے کہا۔ آپؐ نے نرمی سے اُسے سمجھایا کہ مسجد جائے عبادت ہے، یہاں ایسی حرکات کرنا نامناسب ہے۔ وہ اتنا خوش ہوا کہ اُس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ اُسےؓ اور رسول اللہؐ کو معاف فرما اور کسی کو نہیں۔ رسول اللہؐ مسکرائے اور اُسےؓ پھر نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے۔ اس لیے ہر ایک کے لیے دعا کرو۔ اور اسؓ نے ہر ایک کے لیے دعا کی۔

رسول اللہؐ کو نیا جبہ ملا، آپؐ نے اُسے پہن لیا اور اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ جارہے تھے، کہ اچانک ایک صحابی عبدالرحمانؓ بن عوف آئے اور آپؐ سے جبہ مانگ لیا اور مانگتے ہوئے اسے اتنا زور سے کھینچا کہ اس سے آپؐ کی گردن پر نشان پڑ گیا۔ صحابہ کرامؓ نے اُسے قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ آپؐ سے جبہ کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ

آپ کے پاس یہی ایک اچھا لباس ہے۔ صحابیؓ اصرار کرتا رہا، رسول اللہؐ نے ایک صحابیؓ کے گھر دستک دی اور اُس سے جبہ ادھار لیا اور اپنا جبہ اُس صحابیؓ کو دے دیا۔ صحابیؓ نے بعد میں عرض کیا کہ اللہ کی قسم اُس کے پاس کپڑوں کی کمی نہیں مگر اُسے اپنے کفن کے لیے اِس کی ضرورت ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور آپؐ کا معیار زندگی دیکھ کر ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ انھوں نے رسول اللہؐ کو کہا کہ وہ انھیں اجازت دیں کہ وہ آپؐ کے لیے عمدہ بستر اور برتن لے آئیں۔ آپؐ نے اُن سے کہا کہ لذاتِ دنیا کو اُنؐ سے دور رکھیں اور انہیں اُس سے دور رکھیں۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ اِس حیاتِ دنیا کا وقفہ اُس وقت سے کم ہے جتنا وقت ایک گھڑ سوار اپنی زین سے اتر کر درخت کے سائے میں آرام کرنے کے لیے گزارتا ہے اور پھر اپنے سفر کو جاری رکھنے کے لیے اُسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ یہ ہیں ہمارے محبوب محمد رسول اللہؐ۔ اے اللہ نبیؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج اور ہمیں آپؐ کا پکا پیرو کار بنا۔ اے اللہ ہمارے محسنؐ کے لیے ہماری محبت کو ہماری زندگیوں سے زیادہ کر دے اور اُنؐ کی محبت ہمارے دلوں میں ذرّہ برابر بھی کم نہ ہونے دینا۔ آمین!

ایک دفعہ کچھ لوگ نبیؐ سے امداد طلب کرنے کے لئے آئے۔ نبیؐ کے پاس اُس وقت کچھ نہ تھا۔ آپؐ نے ایک یہودی ربّی سے پیسے ادھار لئے اس شرط پر کہ وہ اُسے کھجوروں کی شکل میں فلاں وقت واپس کریں گے۔ ابھی اس مدت میں چند دن باقی تھے کہ وہ ربّی آیا اور نبیؐ کو گریبان سے پکڑ کر کہنے لگا، اے محمدؐ تم میرا مال کب واپس کرو گے، تم مسلمان ایسے ہی ہو۔ حضرت عمرؓ کو اس بات پر غصہ آیا اور آپؓ نے نبیؐ سے اس کا سر قلم کرنے کی اجازت طلب کی۔ نبیؐ نے عمرؓ کو ڈانٹ کر کہا کہ تم کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ اے نبیؐ آپ اس کا قرض واپس کر دیں۔ پھر نبیؐ نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ اس کا قرض کھجوروں کی شکل میں واپس کرو اور اسے بیس صاع زیادہ دینا۔ عمرؓ نے اسے کھجوریں دیں اور بیس صاع زیادہ دیں، تو ربّی نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کس لئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ میرے ان ریمارکس کی بنا پر ہیں۔ ربّی نے یہ کہتے ہوئے اسلام قبول کر لیا کہ توراۃ میں اِس نبیؐ کے بارے اُس کی اِس صفت کا تذکرہ ہے کہ جب اس سے زیادتی کی جائے تو اُس کا کردار اور نکھرتا ہے۔ **سبحان اللہ**۔ اے اللہ نبیؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج اور ہمیں آپؐ کا پکا پیرو کار بنا۔ اے اللہ ہمارے محسنؐ کے لیے ہماری محبت کو ہماری زندگیوں سے بھی زیادہ کر دے اور اُن کی محبت ہمارے دلوں میں ذرّہ برابر بھی کم نہ ہونے دینا۔ آمین!

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نبیؐ کے پاس آئے اور آپؐ سے کہا کہ اُس کا بیٹا تین دن سے لاپتا ہے، دعا کریں کہ وہ مجھے مل جائے۔ اس سے پہلے کہ نبیؐ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے، ایک اور صحابی جو یہ سن رہے تھے، بولے کہ اُس نے اُس کے بیٹے کو ابھی فلاں باغ میں کھیلتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ صحابی جس کا بیٹا تھا جلدی سے مسجد سے نکلا۔ نبیؐ نے اُسے واپس بلایا اور اُس سے پوچھا کہ بہت جلدی ہے۔ وہ کہنے لگا پدری محبت کا تقاضا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اُس کو اُس کی ماں

سے ملوادوں جس نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا۔ نبیؐ نے کہا کہ وہ اُس کی حالت کو سمجھتے ہیں، ہاں جب اپنے بیٹے کو دیکھو تو اُسے بیٹا کہہ کر نہ بلانا، بلکہ نام سے بلانا۔ صحابی نے پوچھا کہ بیٹا کہنے میں کیا حرج ہے۔ نبیؐ نے کہا کہ تمہاری آواز میں بلا کی میٹھاس ہو گی اور اگر بچوں میں کوئی یتیم ہوا اور اُس کو اپنا باپ یاد آگیا تو اُسے کون دلاسا دے گا۔ گھر جا کر اُسے جتنا چاہے بیٹا، بیٹا کہہ لینا۔ آپؐ ہمیں اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ خاوند کسی بیواہ کے سامنے اپنی بیوی سے اظہارِ محبت نہ کرے۔ کسی غریب کے سامنے اپنی امارت کا دِکھاوا نہ کرے۔ اے اللہ نبیؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج اور ہمیں آپؐ کا پکا پیروکار بنا۔ اے اللہ ہمارے محسنؐ کے لیے ہماری محبت کو ہماری زندگیوں سے بھی زیادہ کر دے اور اُن کی محبت ہمارے دلوں میں ذرّہ برابر بھی کم نہ ہونے دینا۔ آمین! نبیؐ نے ہمیں یہ بھی کہا ہے کہ اپنے غریب ہمسائے کو گوشت پکا کر اذیت نہ دو۔ سالن میں تھوڑا پانی ڈال دو اور کچھ اُسے بھیج دو۔ اگر تم ایسا نہ کرنا چاہو تو گوشت اُس وقت پکاؤ جب ہمسائے کے بچے اُسے سونگھ نہ سکیں۔ ہمیں یتیموں اور غریبوں کو کھانا ہی نہیں کھلانا بلکہ ہمیں اُن کی عزت و تکریم بھی کرنی ہے۔

ایک دفعہ آپؐ نے اپنے غلام زیدؓ بن حارث کو (جب وہ کم سن بچے تھے) باہر کسی کام سے بھیجا۔ کافی انتظار کے بعد جب زیدؓ بن حارث واپس نہ آئے تو آپؐ اُس کی تلاش میں باہر نکلے تو آپؐ نے دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ زیدؓ بن حارث نے محسوس کیا کے کوئی اُس کے کانوں کی لو کو دبا رہا ہے۔ اُس نے گردن موڑ کر دیکھا کہ نبیؐ مسکرا رہے ہیں۔ یہ واقعہ آپؐ کی نبوت سے پہلے کا ہے۔

نبی پاکؐ نے کہا کہ میرے سب سے نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو عمل صالح کرتے ہیں اور دور وہ ہوں گے جو باتونی (بیہودہ بات کرنے والے)، دکھاوا کرنے والے اور متکبّر لوگ ہوں گے۔

چودہ صدیوں سے، دہریے اور مشرکین آپؐ کی زندگی کی چھان بین کر رہے ہیں، انھوں نے انتہائی مشکل وقت میں آپؐ کے ردِّ عمل کا مشاہدہ کیا۔ اور انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ انسانؐ انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ آپؐ کبھی کسی شخص کے پاس سے نہ گزرے، جس سے آپؐ مسکرا کر پیش نہ آئے ہوں۔ آپ کبھی کسی غریب یا خستہ حال کے پاس سے بغیر مدد کی پیش کش کئے نہ گزرے، وغیرہ وغیرہ۔ جب آپؐ کے پاس کچھ نہ ہوتا اور کوئی صاحب جن کے پاس تھوڑا بہت ہوتا اور پھر بھی آپؐ کے پاس سوالی بن کر آتا تو آپؐ کسی دوسرے آدمی کو تلاش کرتے جو آپ پر اعتماد کرتا اور سوالی کو دینے کے لیے اُس شخص سے ادھار اشیاء لیتے۔ خود کفار کی زبانوں سے شہادت ملتی ہے کہ حضرت محمدؐ سب سے زیادہ کریم اور شریف النفس ہیں۔ آپؐ کے بدترین دشمن، قریش کے قبائل کہا کرتے تھے۔ محمدؐ جیسا کوئی انسان نہیں، آپؐ سب سے زیادہ قابل اعتماد اور امانت دار ہیں۔ اگرچہ وہ آپؐ سے نفرت کرتے تھے آپؐ کے دین کی وجہ سے اور آپؐ کو جان سے مارنا چاہتے تھے، پھر بھی وہ اپنی دولت کو آپؐ کے پاس محفوظ رکھنے کے لیے لایا کرتے تھے، کیونکہ وہ کسی اور پر اعتماد نہیں کرتے تھے۔ ہجرتِ مدینہ کی رات آپؐ نے

اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو چھوڑا تا کہ وہ امانتیں حقیقی مالکوں کو واپس کر دیں۔ آپ ؐ کی اصل قوت آپ ؐ کی شفقت اور ہمدردی میں تھی، جس نے آپ ؐ کی روح کی ایسی تربیت کی کہ آپ ؐ ہر اس چیز سے حقیقی محبت کرتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور ہر اُس چیز سے نفرت کرتے تھے جس سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔ یہ شفیق ہستی ہمارے رسول اللہؐ کی ہے۔ آپ ؐ کو جب ضرورت ہوتی یا جب لازم ہوتا تو آپ ؐ بغیر ہچکچاہٹ کے اپنی تلوار نکال لیتے۔ آپ ؐ نے اپنے دشمنوں کو نیچا دکھایا اور فتح پائی۔ آپ ؐ ڈرتے نہیں تھے کیونکہ آپ ؐ فطری جنگجو تھے۔ آپ ؐ پر اللہ کی بے حد و شمار رحمتیں ہوں۔ اے اللہ ہمارے دلوں میں اپنی اور اپنے نبی ؐ کی محبت راسخ کر دے۔ اور ہمیں آپ ؐ کا پکا اور سچا پیروکار بنا دے۔ آمین!

جب آپ ؐ کے دشمنوں کو آپ کو بدنام کرنے کے لیے کچھ نہ ملا تو انھوں نے دو چیزوں کو آپ ؐ پر اتہام بازی کے لیے منتخب کیا۔

1) آپ ؐ نے حضرت عائشہؓ سے شادی کی جبکہ وہ بہت چھوٹی عمر کی تھیں۔ اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں، ایک کے مطابق ہجرت کے بعد آپؓ 13 سال کی عمر میں نبی ؐ کے گھر منتقل ہوئیں، دوسری روایت کہتی ہے کہ آپؓ 17 کی عمر میں منتقل ہوئیں (اُن کی بہن اسماء آپؓ سے دس سال بڑی تھیں۔ وہ سو سال کی عمر میں 73 ہجری کو فوت ہوئیں)۔ سب سے اہم یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کو آپ کی دلہن کی حیثیت سے منتخب کیا۔ اگر یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا ہے تو پھر یہ حکم الٰہی ہے نہ کہ خطا۔ جب اللہ کے رسول ؐ یہ کہتے ہیں تو پھر ہمیں اس بات پر بغیر اعتراض اور سوالات کے ایمان لانا چاہیے (اگرچہ اس شادی کے حق میں بہت سے دلائل دیئے جا سکتے ہیں)۔ اگر ہم آپ ؐ کی بات کو مسترد کریں تو پھر ہم لاالٰہ الا اللہ کس طرح کہہ سکتے ہیں، پھر ہم خود کو کس طرح مسلمان کہہ سکتے ہیں، پھر اسلام کیا ہے ؟؟؟! اگر ہم آپ ؐ کے قول کو مسترد کرتے ہیں۔ تو ہم آپ ؐ کو مسترد کرتے ہیں۔ ہم قرآن کریم کو مسترد کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ کیونکہ یہ بات بھی ہمیں رسول اللہؐ نے بتائی ہے۔

2) اسی طرح حضرت زینبؓ سے شادی کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا تھا، کیونکہ لے پالک بچوں کے لئے قوانین وضع کرنا مقصود تھا۔ رسول اللہؐ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی کہ آپ ؐ کا لے پالک بیٹا اپنی بیوی کو طلاق نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ؐ کو ارشاد فرمایا کہ مجھ سے ڈرو، دنیا سے نہ ڈرو۔

اے اللہ، نبی ؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج اور ہمیں اُن ؐ کا پکا اور سچا پیروکار بنا۔ اے اللہ، ہم نے نبی ؐ کو اپنا رول ماڈل نہ بنا کر اپنے اُوپر بہت ظلم کیا ہے۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما اور ہمیں اخلاقی جرأت عطا کر کہ ہم اپنے حقیقی رول ماڈل، ہمارے محبوب محمد ؐ کی تعلیمات پر عمل کریں اور آپ ؐ کے اسوہ حسنہ کو اختیار کریں۔ آمین!

اگر ہم اپنی ذات کا موازنہ محمدؐ سے کریں تو یہ کہنا آسان ہے کہ ہم اچھے انسان بن جائیں گے۔ ہم اچھے کام کریں گے۔ کیا یہ اس وقت ممکن ہے جب آپ ظلم وزیادتی کا شکار ہوں، جب آپ غربت سے دوچار ہوں، جب آپ اپنی بیٹی کو فاقہ زدہ دیکھیں، جب آپ کی موجودگی میں آپ کی بیٹی کو قتل کیا جارہاہو، جب آپ کی نظروں کے سامنے آپ کے بیٹوں کو دفن کیا جارہاہو اور لوگ آپ کا تمسخر اڑارہے ہوں۔ جب آپ کو ایسی صورت حال کا سامنا ہو جس میں آپ کا ساتھ دینے والے لوگ، جو آپ پر اعتماد کرتے ہوں، جو آپ پر یقین رکھتے ہوں، جو آپ سے محبت کرتے ہوں جو آپ پر جان فدا کرتے ہوں، اُن کو چیر دیا جائے، قتل کردیا جائے، اُن کو ستایا جائے۔ تب آپ راست بازی اختیار کر کے دِکھائیں؟ اے اللہ... اے اللہ... اے اللہ، ہم نے صحیح معنوں میں اپنے نبیؐ کی قدر اور اُن سے سچی محبت کی ہی نہیں، جیسا کرنے کا حق تھا۔ اے اللہ، نبیؐ پر لاکھوں کروڑوں درود وسلام بھیج اور ہمیں اُن کا سچا پیروکار بنا۔ آمین۔

آپؐ کا بلند کردار

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہؐ اولادِ آدم کے قائد ہیں اور اُنؐ کے لیے یہ باعث فخر نہیں۔ آپؐ کا روضہ اطہر سب سے پہلے کھولا جائے گا اور یہ اُنؐ کے لیے باعث فخر نہیں۔ آپؐ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کریں گے اور اُنؐ کی شفاعت قبول ہو گی، اور اُنؐ کے لیے یہ باعث فخر نہیں۔ آپؐ کے لیے سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا، یہ اُنؐ کے لیے باعثِ فخر نہیں۔ آپؐ حمد کا عَلم اٹھائیں گے اور تمام انبیاءؑ اپنے اپنے جھنڈوں اور پیروکاروں کے ساتھ آپؐ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے۔ یہ اُن کے لیے باعث فخر نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا۔ کیا کوئی چیز ایسی ہے جو آپؐ کے لیے باعث فخر ہو گی؟۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اُن کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور پیغمبر ہونے پر فخر ہے۔ اے اللہ، نبیؐ پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام بھیج۔ اے اللہ، اپنی اور اپنے رسولؐ کی الفت و محبت ہمارے قلوب واذہان میں راسخ کردے اور ہمیں نبیؐ کا پکا اور مخلص پیروکار بنا۔ آمین ! یہ ہیں محمدؐ۔ ایک صاحبِ فکر اور صاحب درد انسان ہونے کی حیثیت سے کم از کم آپ ایک لمحہ کے لیے رکیے اور اپنے آپ سے سوال کیجیے کہ یہ تمام اقوال جو اتنی غیر معمولی اور انقلابی ہیں، فی الواقع سچی ہیں اور فرض کرتے ہوئے یہ فی الواقع سچی ہیں۔ اگر کسی نے آپؐ کے متعلق نہیں پڑھا یا سنا تو کیا وقت نہیں آیا کہ وہ اس شاندار چیلنج قبول کرے اور آپؐ کو جاننے کے لیے تھوڑی کوشش کرے۔ یہ محمد رسول اللہؐ ہیں جن کو اللہ

تعالیٰ نے رحمۃ للعالمینؐ بنا کر بھیجا ہے (یعنی اِس دنیا کے لئے اور آخرت کے لئے)۔ آپؐ جب دشمن سے نبرد آزما ہوتے تو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ جرأت مندِ دکھتے۔ کسی چیز کے لیے جب بھی کوئی سوالی بن کر آتا تو آپؐ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ جب کوئی آپؐ سے لین دَین کرتا تو آپؐ سے زیادہ قابل اعتماد نہ پاتا۔ تمام انبیاءؑ نے آپؐ کی آمد کی بشارت دی۔ عہد نامہ عتیق، تورات کے عبرانی نسخوں میں اب بھی ''محمدین''(ین احترام کے لئے) نام سے پکارا گیا ہے۔ اور انگریزی نسخوں میں اس نام کا ترجمہ سب سے زیادہ محبت کرنے والا کیا گیا ہے (جبکہ ناموں کا ترجمہ نہیں کیا جاتا)۔ آپؐ اتنے عاجزی پسند تھے کہ جب آپؐ سرزمین عرب کے حکمران تھے تب بھی کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی چٹائی پر استراحت فرمایا کرتے اور آپؐ کے جسم پر پتوں کے نشان پڑ جاتے تھے۔ اے اللہ۔۔۔، اے اللہ، ہمیں نبیؐ کے نقشِ پا پر چلنے والی قیادت عطا فرما۔ اے اللہ، ہمارے محبوب رسول اللہؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج۔ اے اللہ، اپنی اور اپنے رسولؐ کی الفت و محبت ہمارے قلوب و اذہان میں راسخ کر دے اور ہمیں نبیؐ کا پکا اور مخلص پیروکار بنا۔ آمین!

آپؐ کے کارہائے نمایاں

آپؐ نے محض 23 سالوں میں جزیرہ نماء عرب کو مکمل طور پر بدل دیا۔

1) فطرت پرستی اور بت پرستی سے ہٹا کر واحد حقیقی اِلٰہ پر ایمان اور اس کی اطاعت کی طرف لائے۔

2) قبائلی جھگڑوں اور جنگوں سے ہٹا کر ملی اتحاد، یگانگت کی طرف لائے۔

3) نشہ بازی اور جنسی آوارگی سے ہٹا کر یکجہتی اور تقویٰ کی طرف لائے۔

4) لا قانونیت اور انارکی سے ہٹا کر مربوط و منظم طرزِ حیات کی طرف لائے۔

5) مکمل اخلاقی دیوالیہ پن سے ہٹا کر اعلیٰ ترین اخلاقی معیار کی طرف لائے۔

انسانی تاریخ میں اس سے پہلے اور نہ اِس کے بعد کے معاشروں میں ایسا مکمل انقلاب برپا ہوا ہے۔ ان ناقابلِ یقین معجزات کا تصور کرنے کی کوشش کریں جو آپؐ نے دو دہائیوں میں کر کے دکھائے۔ اِس عظیم پیغمبرؐ کی عظمت کو سمجھنے کے لیے ہمیں آپؐ کی سیرتِ اطہر اور حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہیے، اور اس کا اپنی زندگیوں پر اطلاق کرنا چاہیے۔ اے اللہ، ہمارے محبوب نبیؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج اور ہمیں اُنؐ کا سچا اور مخلص پیروکار بنا۔ اے اللہ، ہم نے نبیؐ کو اپنا رول ماڈل نہ بنا کر اپنے اوپر بہت ظلم و زیادتی کی ہے۔ اے اللہ، ہمیں معاف فرما اور ہمیں اخلاقی قوت و جرأت عطا کر کہ ہم اپنے حقیقی رول ماڈل محمدؐ کی تعلیمات کو اختیار کر سکیں۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امت کے لیے آپ ؐ کی محبت

یہاں میں اپنے محترم قاری سے استدعا کروں گا کہ وہ بقیہ کتاب کا مطالعہ تنہائی میں کرے۔ میری رائے میں جب ہم اپنے جذبات کو کھل کر بہنے دینگے تو یہ ہمارے دل میں ہمارے محبوب نبی ؐ کی محبت کو راسخ کر دے گی۔ اور ہم اپنے محبوب نبی ؐ کے احسانوں کو جان کر اُن ؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانے کی کوشش کریں۔

اے امتِ مسلمہ! نبی پاک ؐ کی اُس انتہا درجے کی محبت کا مطالعہ کرو جو آپ ؐ کو میرے اور آپ کے ساتھ تھی۔ حج سے واپسی پر نبی ؐ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہدایت پر جنت البقیع کے قبرستان تشریف لے گئے اور صحابہ کرام ؓ کی قبور آپ ؐ نے طویل دعا کی۔ واپسی پر آپ ؐ نے فرمایا، میں صرف ایک بات کی کمی محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں سے مل نہیں سکوں گا، جو میرے محبوب ؐ ہیں (میں اور آپ)۔ حضرت ابو مہیبہ ؓ نے استفسار کیا، یہ محبوب لوگ کون ہیں؟ آپ ؐ نے فرمایا، جو میرے بعد آئیں گے، جو میری زیارت نہ کر سکیں گے، لیکن پھر بھی مجھ پر ایمان لائیں گے اور میری پیروی کریں گے۔ ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ؐ صحابہ کرام ؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور افسردہ تھے۔ آپ ؐ نے فرمایا، مجھے فی الواقع اپنے محبوب بھائی یاد آرہے ہیں۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ؐ ہم یہاں آپ ؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ؐ کو ہماری کمی محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ؐ، کیا ہم آپ ؐ کے بھائی نہیں ہیں، ایسے لگتا ہے جیسے آپ ؐ دنیا کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا، آپ لوگ میرے دوست اور اصحاب ؓ ہیں، لیکن مجھے اپنے بھائی یاد آرہے ہیں۔ صحابہ کرام ؓ نے حیرانگی کے ساتھ سوال کیا کہ آپ ؐ کے محبوب لوگ کون ہیں؟ آپ ؐ نے فرمایا، میرے محبوب لوگ وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے، جو کبھی میری زیارت نہیں کر سکیں گے لیکن پھر بھی مجھ پر ایمان لائیں گے۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا، میرے بھائی اور محبوب وہ اہل ایمان ہیں جنہیں میری زیارت کا موقع نہیں ملا (آپ اور میں)۔ اے اللہ ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جنہیں نبی ؐ نے اپنا محبوب کہا، اور وہ جانتے نہیں کہ ہم لوگ کون ہیں؟ آمین! آپ ؐ نے فرمایا، آپ ؐ حوض کوثر پر ہمارا انتظار کریں گے، تاکہ ہم اس سے سیراب ہو سکیں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے پوچھا، آپ ؐ اُن کو کس طرح پہچانیں گے، جبکہ آپ ؐ نے ان کو کبھی دیکھا ہی نہیں۔ نبی ؐ نے فرمایا کہ آپ ؐ انہیں اسی طرح پہچان لیں گے جیسے تم ابو ہریرہ ؓ سیاہ گھوڑوں کے ہجوم میں سفید سروں اور سفید ٹانگوں والے گھوڑوں کو پہچان سکتے ہو۔ وہ آپ ؐ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوں گے کہ اُن کے وضو والے اعضاء چہرے، بازوں اور پیروں سے نور پھوٹ رہا ہو گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو باقاعدگی سے وضو کرتے اور نماز پڑھتے

ہیں، آپؐ کی پیروی اور آپؐ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اے مسلمانو! باقاعدگی سے وضو اور ادائیگی نماز، کی وجہ سے ہمارے جسموں سے جو روشنی خارج ہوگی اُس سے نبیؐ ہمیں پہچانیں گے۔ اے اللہ، ہماری گزشتہ زندگی کے تمام گناہوں کو معاف فرما اور ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جن کے چہروں، بازؤوں اور پیروں سے نور پھوٹ رہا ہوگا۔ اے اللہ، ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جن کو نبیؐ نے اپنا محبوب کہا، اور نبیؐ کو ہمارا محبوب بنا۔ آمین! کہا جاتا ہے کہ اُس دن سے حضرت ابوہریرہ نے بہت زیادہ وضو کرنا شروع کر دیا تھا۔ تاکہ زیادہ نور حاصل کر سکیں۔ اے رسول اللہؐ کے ماننے والو، آپؐ میری اور آپ کی بات کر رہے تھے۔ آپؐ ہمیں یاد کرتے تھے اور ہمیں اپنا محبوب کہتے تھے۔ اے اللہ.... ! اے اللہ! ہمیں معاف فرما اور ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرما جن کو نبیؐ نے اپنا محبوب کہا ہے۔ آمین! آپؐ نماز تہجد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے گریہ کرتے ہوئے دہائی دیتے، اے اللہ، میری امت، میری امت، اے اللہ، میری امت، میری امت۔ اے اللہ! ہمیں کچھ سوجھ نہیں رہا کہ ہم کیا کریں؟ ہم اپنے سر پیٹیں، اُن کرتوتوں کی وجہ سے جن سے ہم نے اپنے رسول اللہؐ کو ناخوش و مایوس کیا ہے۔ یا خوشی سے اچھلیں کہ ہمارے نبیؐ یومِ حساب ہماری سفارش کے لیے وہاں موجود ہوں گے۔ یا ہم تشکر و احسان مندی میں سجدہ میں گر جائیں کہ ربّ نے ہمارے لیے رسول اللہؐ کا انتخاب کیا تھا۔ اے اللہ، ہمارے محبوب نبیؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج اور ہمیں آپؐ کا پکا، سچا اور راسخ پیروکار بنا۔ اے اللہ ہم نے نبیؐ کو اپنا رول ماڈل نہ بنا کر، اپنے اُوپر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما اور ہمیں اخلاقی قوت عطا کر کہ ہم اپنے حقیقی رول ماڈلؐ کی تعلیمات کو اختیار کر سکیں۔ آمین۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ....آمین!

ایک دفعہ جبریل امینؑ رسول اللہؐ کے پاس حاضر ہوئے، آپؐ کو بتایا کہ جہنم کی آگ کے چھ درجے ہیں۔ پیندے میں مشرکین ہوں گے، پانچویں درجہ میں منافقین ہونگے، چوتھے درجہ میں دہریے ہوں گے، تیسرے درجہ میں یہودی، دوسرے میں عیسائی۔ اس کے بعد جبریلؑ خاموش ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے سوال کیا کہ پہلے درجہ میں کون ہوں گے؟ جبریلؑ نے عرض کیا، آپؐ کی امت کے گناہ گار لوگ۔ رسول اللہؐ اتنے غم زدہ ہوئے کہ عرش و کرسی کے آقا و مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو گئے۔ تین دن نبیؐ فرض نمازیں مسجد میں ادا کرتے اور فوراً ہی گھر چلے جاتے اور سجدہ ریز ہو جاتے اور اپنی امت کی بخشش کے لیے دعائیں کرتے۔ میری اور آپ کی بخشش کے لیے۔ یا اللہ...۔ تیسرے دن جبریل امینؑ حاضر ہوئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیغام دیا کہ جزاء کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ کو مایوس نہیں کریں گے بلکہ خوش کر دیں گے۔ خوش ہو جاؤ، اے مسلمانو! ہمارے نبیؐ کی دعائیں قبول ہو گئیں۔ قبول ہوئیں رمیرے اور آپ کے لیے۔ اے امتِ محمدؐ، یومِ حساب رسول اللہؐ کو مایوس نہ کرنا اور اُنؐ کے

آنسوؤں کو رائیگاں نہ جانے دینا۔ اے اللہ، بے حد و شمار درود و سلام بھیج ہمارے محبوبؐ پر اور ہمیں اُنؐ کا پکا، سچا اور راسخ پیرو کار بنااور ہمیں اُنؐ کے لیے مسرت و شادمانی کا سبب بنا۔ آمین !

رسول اللہؐ خطبہ دیتے ہوئے ایک درخت کے تنے کا سہارا لیا کرتے تھے۔ جب آپؐ نے سہارا لینا چھوڑ دیا تو تنے نے سسکیاں لیناشروع کر دیں کیونکہ اُس نے آپؐ کی کمی کو محسوس کیا۔ صحابہ کرامؓ نے اُس کی سسکیاں سنی، وہ اس بات کے شاہد ہیں۔ ہمارے نبیؐ ہمارے لیے گریہ کرتے تھے۔ آخری بار ہم نے کب آپؐ کی محبت میں آنسوؤں بہائے؟ کیا ہماری محبت رسول اللہؐ سے اُس درخت کے تنے سے بھی کم ہے؟ سوال پیدا ہوتا ہے کیا ہم فی الواقع نبیؐ سے محبت کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کیا ہم آپؐ کی اطاعت کرتے ہیں، کیا ہم آپؐ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں؟ کیا ہم شرک سے اجتناب کرتے ہیں؟ اے اللہ ہمارے سر شرمندگی سے جھک گئے ہیں، کیونکہ ہم اپنے محسن نبیؐ کے لیے مایوسی کا سبب بنیں گے۔ اے اللہ اپنے اور ہمارے محبوب رسول اللہؐ پر لاکھوں درود و سلام بھیج۔ اے اللہ، انھیں ہمارے اہلِ خانہ، بچوں اور خود ہماری زندگیوں سے زیادہ محبوب بنادے۔ اے اللہ ہمیں نبیؐ کا پکا، سچا اور راسخ پیرو کار بنا۔ اے اللہ ہمیں یومِ حساب، رسول اللہؐ کی شفاعت کا حقدار بنا۔ آمین۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی شفاعت کی اجازت نہیں دے گا جنہوں نے قرآن کو مسترد کر دیا، جو منافق ہیں، جو مشرک ہیں کیونکہ قرآن اُن کے خلاف حجت بن کر کھڑا ہو گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيه۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيه۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيه.... آمین !

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ جب یوم حشر برپا ہو جائے گا، اور تمام موجودات صفحۂ ہستی سے مٹادی جائیں گی، صرف ہمارے آقاو مالک اللہ سبحان و تعالیٰ کی جلیل و کریم ذات ہی باقی رہے گی۔ اس کو قرآن سورۃ رحمٰن آیت (55:26-27) میں یوں بیان کرتا ہے "ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے ربِّ جلیل و کریم کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے"۔ حشر کے بعد کسی چیز کا وجود باقی نہ رہے گا، نہ کوئی روح ہو گی، نہ کوئی سیارہ، نہ کوئی جانور، نہ فرشتے، نہ کائنات وغیرہ، سوائے اللہ کے وجہِ الکریم کے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے، آپ اسرافیلؑ کو دوبارہ زندہ ہونے کا حکم دیں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت میکائیلؑ، حضرت جبریلؑ اور اُن فرشتوں کو جو اللہ کا تخت اٹھاتے ہیں اُن کو دوبارہ زندہ ہونے کا حکم دیں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم صادر فرمائیں گے تا کہ یومِ حساب شروع ہو۔ اُس لمحے اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ کو جنت کی چابیاں دے کر نبیؐ کی قبر کو کھولنے کا حکم دیں گے۔ اس طرح وہ ایک خصوصی مشن پر نیچے تشریف لائیں گے، وہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہؐ کے روضہ اطہر کو کھولیں گے۔ رسول اللہؐ سوال کریں گے کہ آج کیا دن ہے؟ کیا ہو رہا ہے؟ جبریلؑ امین جواب دیں گے کہ آج یومِ حساب ہے۔ اُس دن رسول اللہؐ اپنی امت کے لیے فکر مند ہو جائیں گے اور ان سے سوال کریں گے، میری امت کا کیا بنے گا؟ ان کے ساتھ کیا ہو گا؟ سبحان اللہ ! ہمارے نبیؐ اپنے اہل بیت، اپنی بیٹیوں،

بیٹوں، اور اپنے بارے میں سوال نہیں کریں گے۔ نبیؐ کی فکر مندی و تشویش اپنی امت کے لیے ہو گی، میرے اور آپ کے لئے ہو گی۔ یااللہ...، یااللہ...۔ کیونکہ نبیؐ کو معلوم ہے کہ اُس دن ہمیں آپؐ کی ضرورت ہو گی۔ نبیؐ ہم سے محبت کرتے ہیں، اللہ کی قسم نبیؐ ہم سے بہت محبت کرتے ہیں اور اسی لیے آپؐ ہمارے لیے فکر مند ہوں گے۔ پھر جبریلؑ ہمارے محبوبؐ کو جنت کے دروازوں کی چابیاں دیں گے اور یوم حساب شروع ہو جائے گا۔ اے اللہ ہم نے رسولؐ کی محبت کا جواب اُس طرح نہیں دیا جس طرح کہ ہمیں دینا چاہیے تھا۔ اے اللہ، اے ستار العیوب، حساب والے دن رسول اللہؐ کے سامنے ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمانا، کہیں آپؐ ہم سے مایوس و بددل نہ ہو جائیں۔ آمین ! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ.... آمین !

ہمارے محبوب ہمارے نبیؐ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ اُنؐ کی امت کو، اس دنیا میں اور آخرت میں مصائب والآم سے محفوظ رکھنا۔ آپؐ کی امت کو نہ تو دشمنوں کے ہاتھوں اور نہ ہی قدرتی آفات سے برباد کرنا اور نہ آپؐ کی امت کو فرقوں میں تقسیم ہو کر آپس میں لڑنے دینا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلی دو درخواستیں قبول فرمائیں۔ اور تیسری کا معاملہ امت پر چھوڑ دیا کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین پر استقامت اختیار کرتے ہوئے متحد رہتی ہے یا اپنی مرضی اور خواہشات کی پیروی کرتی ہے۔ نبیؐ اِس دنیا میں ہماری اصلاح کے لئے کھڑے رہے اور آخرت میں ہماری شفاعت لئے کھڑے ہوں گے۔ یوم حساب والدین، اولاد، بہن بھائی، عزیز و اقارب اور دوست احباب ایک دوسرے سے لا تعلق ہو جائیں گے۔ **صرف رسول اللہؐ وہاں ہماری شفاعت کے لیے موجود ہوں گے۔** یا اللہ... نبیؐ، عرش و کرسی کے آقا و مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پکارتے تھے، اے اللہ، میری امت، میری امت، اے اللہ، میری امت، میری امت۔ ہمیں اپنے نبیؐ کا دفاع اپنے اذہان، قلوب، قوت اور ہر طرح سے کرنا چاہیے، لیکن معقول طریقہ سے۔ اے اللہ ہمارے ظاہری اور باطنی کردار کو ایسا بنا کہ وہ رسول اللہؐ کے کردار کی عکاسی کرے۔ اے اللہ، ہمیں اُن کا سچا پیروکار بنا۔ اے اللہ، ہمارے نبیؐ پر لاکھوں رحمتیں اور درود بھیج۔ آمین !

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اپنی زندگی کے انتہائی ذاتی قسم کے لمحات، ہم پر آشکار کرتی ہیں۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن وہ رسول اللہؐ کے ہمراہ تھیں اور آپؐ بہت خوشگوار موڈ میں تھے۔ اس لیے آپؓ نے رسول اللہؐ سے کہا کہ میرے لیے دعا کیجیے۔ رسول اللہؐ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اور عرض کیا، اے اللہ عائشہؓ کو معاف فرما۔ اے اللہ اس کے تمام گناہ معاف فرما۔ تمام ماضی کے گناہ، تمام مستقبل کے گناہ، اس کے صغیرہ گناہ، اس کے کبیرہ گناہ، اس کے چھپ کر کیے گئے گناہ، اس کے علانیہ کیے گئے گناہ۔ اس پر امّ المؤمنین حضرت عائشہؓ خوشی سے لوٹ پوٹ ہو گئیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا اس دعا سے آپ کو خوشی ہوئی؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ ایسی دعا سے کوئی کیوں نہ خوش ہو گا۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا،

اللہ کی قسم میں یہی دعا ہر نماز میں اپنی امت کے لیے مانگتا ہوں۔ آپؐ یہ دعا میرے اور آپ کے لیے مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ، ہمیں کچھ سوجھ نہیں رہا کہ ہم کیا کریں؟ اے اللہ ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں۔ اے اللہ بے حد و شمار درود و سلام بھیج ہمارے نبیؐ پر جو ہم سے بہت محبت کرتے ہیں، اور ہمیں اُن ؐ کا پکا اور راسخ پیروکار بنا۔ اے اللہ، تو ہم سے راضی ہو جا اور ہمارے نبی ؐ کو بھی ہم سے راضی کر دے۔ اے اللہ ہم خوش ہیں تجھے اپنا رازق مان کر، اسلام کو اپنا دین مان کر، اور رسول اللہ ؐ کو اپنا نبی اور ہادی مان کر۔ آمین! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔۔۔۔ آمین!

تمام انبیاء کو ایک ایسی دعا دی گئی تھی جس کو پورا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا۔ تمام انبیاء نے سوائے نبیؐ کے، اپنی اُس دعا کو اِس دنیا میں استعمال کر لیا تھا۔ ہمارے نبیؐ نے اس دعا کو آخرت کے لیے بچا کر رکھا لیا۔ رسول اللہ ؐ کو اللہ کے دین کی اشاعت کے لیے شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ طائف میں آپؐ سر سے پاؤں تک خون میں نہائے، سجدہ کی حالت میں آپؐ پر اونٹ کی اُوجھڑی رکھ دی گئی۔ دو سال سے زیادہ عرصہ تک آپؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو مکہ سے بغیر خوراک کے نکال کر اُن کا مقاطعہ (بائیکاٹ) کیا گیا، وہ چمڑہ اور پتے کھانے پر مجبور کئے گئے۔ اُحد میں آپؐ کے دیگر صحابہؓ کے علاوہ آپؐ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید اور اُن کے جسم کا مثلہ کیا گیا۔ آپؐ کے جگر گوشہ ابراہیم نے آپ کے بازوؤں میں جان دی۔ پھر بھی آپؐ نے اِس دعا کو استعمال نہ کیا بلکہ اُسے قیامت کے لیے بچا لیا، میرے اور آپ کے لیے۔ آپؐ اس دعا کو اپنے گناہ گار پیروکاروں کی بخشش اور جہنم کے عذاب سے نجات کے لیے مانگیں گے۔ اے اللہ۔۔۔، اے اللہ۔۔۔، اے اللہ، ہم شرمسار ہیں، ہمارے نبی ؐ کو سب سے بلند مرتبہ عطا فرما۔ اے اللہ، ہم اپنے آپ سے شرمندہ ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ؐ کی محبت کا حق ادا نہیں کیا جس طرح ادا کرنے کا حق تھا۔ اے اللہ ہمارے نبیؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج۔ اے اللہ ہمارے اخلاقی معیار کو بلند کر دے تاکہ نبیؐ ہم سے راضی ہو جائیں۔ آمین!

صحیح بخاری میں حدیث نمبر 1587 میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، جب اعمال کے فیصلے ہو جائیں گے، نیک لوگ جنت میں چلے جائیں گے اور گناہ گار جہنم کی آگ میں داخل کر دئے جائیں گے۔ ہمارے نبیؐ، ہمارے محبوبؐ عرش الکرسی کے نیچے سجدہ میں گر جائیں گے اور ہمارے لیے شفاعت کریں گے، آپؐ اس حالت میں اس وقت تک رہیں گے جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہے گا۔ اور ویسی دعا کریں گے جیسی اللہ چاہے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے، مانگو آپ ؐ کو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ عرض کریں گے کہ میری امت کے بہت سے لوگ جہنم کی آگ میں ہیں۔ اے اللہ انہیں معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ سے کہیں گے کہ آپؐ فلاں فلاں درجہ کے ایمان رکھنے والے امتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں گے۔ دوسری

دفعہ آپؐ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوں گے۔ اور اُس وقت تک اِس حالت میں رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا پھر ارشاد ہو گا، مانگو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ میرے بہت سے امتی جہنم میں ہیں۔ اے اللہ انہیں معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہو گا، آپؐ اِس اِس درجہ کے ایمان والے امتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں گے۔ تیسری دفعہ آپؐ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خدمت میں سجدہ ریز ہوں گے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے آپؐ سجدہ کی حالت میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ پھر ارشاد فرمائیں گے، جو مانگو گیاپؐ کو عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ میرے بہت سے امتی جہنم کی آگ میں ہیں۔ اے اللہ انھیں معاف کر دے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہو گا، آپؐ اپنے اُن امتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لیں جن کے پاس رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ آپؐ جائیں گے اور اُن کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ پھر چوتھی دفعہ آپؐ سجدہ میں چلے جائیں گے اور جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خواہش ہو گی اُس وقت تک اس حالت میں رہیں گے۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے، جو مانگو گے عطا کیا جائے گا۔ آپؐ پھر عرض کریں گے کہ اب بھی میرے بہت سے امتی جہنم کی آگ میں ہیں، اے اللہ ان کو معاف فرما۔ ارشاد ربانی ہو گا، آپ جائیں اور اپنے ان امتیوں کو جہنم کی آگ سے نکال لائیں۔ آپؐ جائیں گے اور خالی ہاتھ واپس آ جائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ سے سوال کریں گے کہ آپؐ خالی ہاتھ کیوں آئے ہیں؟ آپؐ عرض کریں گے کہ میرے بقایا امتیوں کے خلاف قرآن حکیم کی حجت ہے۔ (مشرک، منافق اور ریاکار جو دکھلاوے کے لیے نیک اعمال کرنے والے)۔ اے مسلمانو! قرآن کا مطالعہ سمجھ کر کرو اور اس کے احکامات کی پابندی کرو۔ اے اللہ، رحم کر، رحم کر، قرآن کو ہمارے حق میں حجت بنا، نہ کہ ہمارے خلاف۔ اے اللہ، ہم اپنے محبوبؐ کے لیے باعث مایوسی نہ ہوں۔ اے اللہ، ہمارے نبیؐ پر بے حد و شمار درود و سلام بھیج، اے اللہ، ہمارے کردار اور اخلاق کو بلند کر تاکہ آپؐ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اے اللہ، اے ستار العیوب، جزا کے دن رسول اللہؐ سے ہمارے تمام گناہوں کی پردہ پوشی فرمانا، کہیں آپؐ ہماری وجہ سے دکھی اور آزردہ نہ ہوں۔ آمین۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر　　روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
یا اگر مبینی حسابم ناگزیر　　از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہؐ کے لیے صحابہ کرام کی محبت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسند احمد 1/379، حدیث 3600 میں کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں جھانکا اور نبیؐ کے دل کو سب انسانوں کے دلوں میں سے سب سے اچھا پایا۔ اللہ نے اُنھیں اپنے لئے منتخب کیا، اُن کا درجہ بلند کیا اور نبیؐ بنا کر اپنا پیغام انسانوں کو پہنچایا۔ نبیؐ کے دل کو اپنے لئے منتخب کرنے کے بعد اللہ نے پھر انسانوں کے دلوں میں جھانکا اور صحابہؓ کے دلوں کو باقی انسانیت میں سب سے بہتر پایا۔ اللہ نے اُنھیں نبیؐ کا مددگار بنایا اور وہ نبیؐ کے راستے میں جنگ کرتے تھے۔ قرآن سورۃ مجادلہ آیت (58:22)، میں اللہ کہتا ہے.... کہ یہ وہ

لوگ ہیں (صحابہ) جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو اپنے ازلی قلم سے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے اُن کو قوّت بخشی ہے۔ وہ اُن کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہؓ اپنی جانیں نبیؐ پر نچھاور کر دیتے تھے۔ میں اس عنوان کے تحت نبیؐ سے صحابہ کی محبت کی چند مثالیں پیش کروں گا۔

نبی پاکؐ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک حضرت ثوبانؓ تھے۔ ثوبانؓ بہت خوش تھے کہ رسول اللہؐ نے انھیں آزاد کر دیا۔ اور جب کبھی رسول اللہؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا تو انھیں بہت خوشی ہوتی۔ ایک دن انھیں آپؐ کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا تو وہ بہت رنجیدہ اور دکھی ہوئے۔ بعد میں اُن کی ملاقات رسول اللہؐ سے ہوئی تو آپؐ نے دیکھا کہ حضرت ثوبانؓ کا چہرہ غمگیں ہے اور وہ بہت اداس ہیں۔ رسول اللہؐ نے حضرت ثوبانؓ سے پوچھا وہ کس بات پر پریشان ہیں؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ وہ آپؐ سے اتنا پیار کرتے ہیں کہ انھیں روزانہ آپؐ سے ملاقات کی طلب ہوتی ہے، اس سے انھیں مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اے اللہ کے رسولؐ آج جب میری آپؐ سے ملاقات نہیں ہو سکی تو میں نے آخرت کے متعلق سوچنا شروع کر دیا اور میرے ذہن میں خیال آیا کہ جب آپؐ اِس جہانِ فانی سے رخصت ہو نگے تو فرشتے آپ کو اس جگہ لے جائیں گے جہاں تمام انبیاءؑ قیام پذیر ہوں گے اور اگر وہ بھی جنت میں داخل ہو گئے تو وہ آپؐ کی زیارت نہیں کر سکیں گے۔ اُن کے لیے آپؐ کے بغیر جنت، جنت ہی نہیں اور یہ خیال کہ میں آپؐ کو پھر کبھی دیکھ نہیں سکوں گا، اِس نے مجھے دکھی کر دیا ہے۔ جوں ہی حضرت ثوبانؓ نے یہ کہا، حضرت جبریلؑ اس آیت کی وحی کے ساتھ نازل ہوئے۔ "جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی کرے گا، اُسے آخرت میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت حاصل ہو گی (النساء 4:69)۔ جب حضرت ثوبانؓ نے یہ سنا تو مسکرا اٹھے۔ وہ لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ یہ آیت اُن کی وجہ سے نازل ہوئی۔ اے اللہ ہمیں رسول اللہؐ کے صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے قلوب و اذہان میں اپنی اور اپنے رسولؐ کے لیے صحابہؓ جیسی محبت کو راسخ کر دے۔ اے اللہ ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرما جو قرآن اور سنتِ رسولؐ پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور ہمیں آخرت میں رسول اللہؐ کی رفاقت عطا فرما۔ آمین!

حضرت زبیرؓ وہ ہستی ہیں جنھوں نے اسلام کے دفاع میں سب سے پہلے تلوار بلند کی۔ اپنی جوانی میں جب وہ مکہ میں قیام پذیر تھے، انھوں نے سنا کہ رسول اللہؐ پر حملہ ہوا ہے۔ وہ رسول اللہؐ کے دفاع کے لیے اپنی تلوار لے کر بھاگے۔ آپؐ نے دیکھا کہ زبیرؓ تلوار سونتے ہوئے، ہانپتے ہوئے اور لڑنے کے لیے تیار آپؐ کی طرف بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ آپؓ کیا کر رہے ہیں؟ انھوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ میں نے سنا ہے کہ کسی نے آپؐ کو چوٹ پہنچائی ہے۔ رسول اللہؐ نے پوچھا اگر ایسا ہوتا تو آپؓ کیا کرتے؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کی، وہ اس پر اپنی تلوار چلاتے، وہ آپؐ کی خاطر لڑنے کے لیے تیار تھے۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ میدان جنگ میں آپؐ

کے لیے زندہ ڈھال بن گئے۔ کفار آپؐ پر تیروں کی بارش کر رہے تھے اور حضرت طلحہؓ تیروں کو اپنے جسم پر روکتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس دن حضرت طلحہؓ کے جسم پر 70 زخم تھے۔ وہ وہاں کھڑے ہو کر نبیؐ کی حفاظت اور دفاع کرتے رہے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں جنت میں آپؐ کے ہمسایہ ہوں گے۔ اُسی جنگ میں حضرت قتیبہؓ بن نعمان نامی ایک صحابیؓ تھے، انھوں نے جب دیکھا کہ آپؐ پر تیروں کی بارش کی جا رہی ہے اور لوگ آپؐ کے جسم اطہر کی حفاظت کر رہے ہیں۔ تو اُس نے اپنے آپ کو اس طرح کھڑا کیا کہ اُن کے چہرے نے رسول اللہؐ کے چہرہ مبارک کو ڈھانپ لیا۔ ایک تیر ان کی آنکھ میں لگا اور ان کی آنکھ تیر کے ساتھ ہی باہر آگئی۔ صورتِ حال بہت ہی نازک تھی اور اُن کی صرف ایک آنکھ تھی۔ اُس نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ وہ اب کیا کرے؟ اپنی پُر نم آنکھوں سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اُس کے سامنے دو راستے ہیں، یا تو صبر کرے اور جنت میں داخل ہو جا یا اپنی آنکھ بحال کرا لے۔ قتیبہؓ نے عرض کیا، صبر تو وہ کر لیں، البتہ اُسے گھر واپس جانا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اُس کی بیوی اسے اس حال میں پسند نہ کرے۔ لہٰذا رسول اللہؐ نے اپنے لعابِ دہن مبارک لگا کر اُس کی آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ، اے اللہ اسے اُس کا حسن لوٹا دے۔ صحابہ کرامؓ تمام میدان جنگ میں پھیلے ہوئے تھے اور دینِ اسلام اور دفاعِ رسولؐ کی خاطر قربانیاں دے رہے تھے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مشین گن کی طرح تیر اندازی کر رہے تھے اور تیر نشانے پر لگ رہے تھے۔ اُنہوں نے 14 صحابہؓ کے مقابلے میں 3000 کفار کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ایک صحابیؓ نے محسوس کیا کہ رسول اللہؐ زخمی ہو سکتے ہیں تو انھوں نے اپنے آپ کو رسول اللہؐ کے سامنے اس طرح کھڑا کر دیا کہ اُن کا چہرہ رسول اللہؐ کے رخِ انور کی طرف تھا اور کمر میدان جنگ کیطرف جب وہ گرے تو اُن کی کمر پر 60 تیر لگے ہوئے تھے۔ اے اللہ ہمیں رسول اللہؐ کے صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے قلوب و اذہان میں اپنی اور اپنے رسولؐ کے لیے صحابہؓ جیسی محبت کو راسخ کر دے۔ آمین !

جب رسول اللہؐ کا وصال ہوا تو حضرت بلالؓ مزید اذان نہ دے سکے۔ وہ مسجد میں بیٹھ کر حضرت عائشہؓ کے مکان کی طرف دیکھا کرتے، جس کے مغرب میں رسول اللہؐ کا روضہ مبارک ہے، اور تصور کیا کرتے کہ رسول اللہؐ تشریف لا رہے ہیں اور انھیں کہہ رہے ہیں، اے بلالؓ ہمارے لیے سکون اور راحت کا سامان کرو اور نماز کے لیے اذان دو۔ حضرت بلالؓ کے لیے رسول اللہؐ کے بغیر مدینہ میں رہنا ممکن نہ رہا۔ اس لیے انھوں نے حضرت ابو بکرؓ سے استدعا کی کہ انھیں مدینہ منورہ چھوڑنے اور جہاد پر جانے کی اجازت دی جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے انھیں ہچکچاتے ہوئے مدینہ منورہ چھوڑنے کی اجازت دے دی۔ بہت سے دوسرے صحابہ کرامؓ کی طرح حضرت بلالؓ نے مدینہ منورہ چھوڑ دیا۔ کئی سال بعد رسول اللہؐ انؓ کے خواب میں آئے اور اُنؓ سے کہا کہ وہ آپؐ کے ہاں حاضری کیوں نہیں دیتے؟ حضرت بلالؓ فوراً واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔ صحابہ کرامؓ نے انؓ سے صرف ایک دفعہ اذان دینے کی فرمائش کی۔ انھوںؓ نے انکار کر دیا کیونکہ اُن کے لیے اپنے محبوب رسول اللہؐ کے بغیر اذان کہنا بہت

ہی تکلیف دہ تھا۔ صحابہ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ وہ حضرت بلالؓ سے کہیں کہ ایک آخری دفعہ اذان کہہ دیں اور جب حضرت عمرؓ نے درخواست کی تو وہ انکار نہ کر سکے۔ انھوں نے اذان کہی۔ اہل مدینہ کے دلوں میں آپ ﷺ کی یاد تازہ ہو گئی۔ آپ ﷺ کی گرم جوشی، آپ ﷺ کی محبت، آپ ﷺ کا حسین زمانہ، آپ ﷺ کی خوشبو، سب یاد آگیا۔ وہ سب پُر نم آنکھوں، بھیگی پلکوں اور بہتے آنسوؤں سے مسجد کی طرف دوڑے۔ حضرت بلالؓ نے اذان مکمل کرنے کی کوشش کی اور جب آپؓ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر پہنچے تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور اذان جاری نہ رکھ سکے۔ اے اللہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے قلوب و اذہان میں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کے لیے صحابہؓ جیسی محبت کو راسخ کر دے۔ آمین۔ کئی سال بعد حضرت بلالؓ بستر مرگ پر آخری سانس لے رہے تھے اور اُن کی زوجہ محترمہ نے کہا کیسا غم ہے ! آپؓ نے فرمایا نہیں، کیسی خوشی و مسرت ہے۔ کیونکہ کل میں اپنے محبوب کی رفاقت میں ہوں گا۔ وہ محمد ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ اے اللہ ہم آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے لیے ہماری آنکھیں نم نہیں ہوتیں۔ ہم اپنے نبی ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اُن کے احکام کی پابندی نہیں کرتے۔ اے اللہ ہم اپنے آپ سے شرمندہ ہیں۔ اے اللہ مجھے معاف فرما اور اُن سب کو معاف فرما جو آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے قلوب و اذہان میں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کے لیے صحابہ جیسی محبت کو راسخ کر دے۔ آمین !

غزوۂ اُحد میں صحابہؓ نے آپ ﷺ سے محبت کا عملی مظاہرہ کیا۔ نبی ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ حضرت سعدؓ بن ربیع کہاں ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو حضرت سعدؓ کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا۔ زیدؓ نے انھیں زندہ لوگوں میں تلاش کیا لیکن وہ انھیں نہ ملے۔ آخر انھیں سعد زخمی حالت میں ایک جگہ پڑے ہوئے مل گئے۔ وہ آخری سانسیں لے رہے تھے۔ زیدؓ نے سعدؓ کو کہا، مجھے نبی ﷺ نے آپؓ کو ڈھونڈنے اور تمہاری طبیعت دریافت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ انھوں نے زیدؓ سے کہا میرا اسلام رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دینا اور آپ ﷺ کو بتا دینا کہ میں ایسی حالت میں ہوں جہاں میں جنت کی خوشبو سونگھ سکتا ہوں۔ اور زیدؓ سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو کہیں کہ وہ اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو سب انبیاءؑ سے بڑھ کر اجر و ثواب عطا کرے۔ اپنی آخری سانسوں میں بھی انھیں صرف اس بات سے دلچسپی تھی کہ آپ ﷺ کا صلہ و ثواب تمام انبیاء سے بڑھ کر ہو۔ صحابہ کرامؓ، رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھتے تھے۔ سعدؓ نے اپنی آخری ہچکی میں زیدؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا، اے زیدؓ لوگوں کو میرا اسلام کہنا، اور کہنا، اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی نقصان پہنچا اور اُن کی گردن اُن کے سر پر ہوئی تو وہ قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عدالت میں اُن کو ذمہ دار قرار دیں گے۔ یہ ہے حُبِّ رسول ﷺ۔ وہ جان کنی کی حالت میں تھے لیکن انھیں اُس وقت بھی اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی سلامتی و تحفظ کی فکر لاحق تھی۔ اے اللہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کی محبت عطا فرما اور ہمارے قلوب و اذہان میں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کے لیے صحابہؓ جیسی محبت کو راسخ کر دے۔ آمین !

حضورؐ نے حضرت زیدؓ بن سکنؓ کو اپنے خیمہ کی حفاظت کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ دفاع کے قابل نہ رہے (جب تک موت نہ آجائے)۔ زیدؓ نے ویسا ہی کیا جیسا انہیں کہا گیا تھا، وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ صحابہؓ انہیں اُٹھا کر لے جارہے تھے کہ اُن کو ہوش آ گیا۔ انھوں نے التجاء کی کہ انھیں واپس لے جائیں کیونکہ انھوں نے اللہ کے نبیؐ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُنؐ کے خیمہ کا دفاع اپنی شہادت تک کرتے رہیں گے۔ وہ انھیں واپس لے آئے، زیدؓ لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ صحابہؓ انہیں اُٹھا کر نبیؐ کی خدمت میں لے آئے۔ زیدؓ کی حالت دیکھ کر نبیؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، زید نے آپؐ کی گود میں جان دی۔ اے اللہ، تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنی اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت راسخ کر دے۔ آمین!

عبدالرحمنؓ بن ابو بکرؓ اسلام قبول کرنے کے بعد بتایا کرتے تھے کہ بدر کی جنگ میں انہیں اپنے والد کو قتل کرنے کے کئی مواقع ملے لیکن انھوں نے انہیں جانے دیا۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پتا چلا تو انھوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ تم خوش نصیب ہو، اگر تم مجھے مل جاتے میں تمہاری گردن سر سے جدا کر دیتا، کیونکہ تم اللہ کے دین کی مخالفت میں لڑ رہے تھے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنے اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت راسخ کر دے۔ آمین!

حضرت زیدؓ بن حارثہ کو یمن سے اغوا کر کے شام میں غلام کی حیثیت سے بیچ دیا گیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے انھیں اپنے ماموں زاد حکیم بن حزام کے ذریعے خریدا۔ کچھ سالوں بعد زیدؓ کے چچا نے حج کے موقع پر انھیں دیکھ لیا اور ان کے خاندان کو بتایا کہ انھیں بطور غلام مکہ معظمہ میں بیچ دیا گیا ہے۔ اُن کا خاندان انھیں لینے اور اُن کی آزادی کی قیمت چکانے آیا۔ وہ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور آپؐ کو اپنے آنے کا مقصد بتایا۔ رسول اللہؐ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو بلایا اور پوچھا کہ وہ اپنے والد اور چچا کو پہچانتے ہیں۔ انھوں نے انہیں پہچان لیا۔ رسول اللہؐ نے اُسے کہا کہ اگر تم اُن کے ساتھ جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ حضرت زیدؓ نے رسول اللہؐ کے ساتھ رہنے کا انتخاب کیا، کیونکہ وہ اپنی ذات اور اپنے خاندان سے زیادہ رسول اللہؐ سے محبت کرتے تھے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنی اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت راسخ کر دے۔ آمین!

الرحیق المختوم کی حدیث 384 میں درج ہے، کہ جب غزہ احد میں جیتی ہوئی جنگ ہار گئے، تو شیطان نے چلا کر کہا کہ محمدؐ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ جب یہ خبر بنو دینار کی ایک خاتون تک پہنچی تو وہ اپنے گھر سے باہر آئیں اور رسول اللہؐ کے متعلق پوچھنا شروع کر دیا۔ اُسے بتایا گیا کہ جنگ احد میں اس کا خاوند شہید ہو گیا ہے۔ کسی نے اُسے بتایا کہ جنگ میں اسکا بیٹا شہید ہو گیا ہے پھر اسے خبر ملی کہ جنگ میں اس کا بھائی بھی شہید ہو گیا ہے۔ اگرچہ اس کے خاندان میں سے اُس کے تین حقیقی رشتہ دار، خاوند، بیٹا اور بھائی شہید ہو چکے تھے، اس کے باوجود وہ رسول اللہؐ کے

بارے میں زیادہ فکر مند تھی۔ایک اور شخص آیااور اُس نے بتایا کہ رسول اللہؐ محفوظ ہیں۔اُس نے کہا کہ وہ اپنے اطمینان کے لیے خود اپنی آنکھوں سے رسول اللہؐ کو دیکھنا چاہتی ہے،اور جب اُس نے رسول اللہؐ کو زندہ سلامت دیکھا تو خوشی سے پکار اٹھی کہ وہ تمام اذیتیں ختم ہو 12 جن کا اسے سامنا ہے۔اے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنی اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت راسخ کر دے۔آمین!

ایک صحابی ابو عبیدہ عامر بن الجراحؓ نے رسول اللہؐ کو بتایا کہ ایک جنگ میں اُس کا باپ دشمنوں کی طرف سے لڑ رہا تھا،اور آپؐ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔وہ برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے والد کا سر قلم کر دیا۔ایک اور صحابیہؓ آئیں اور اپنا بچہ نبیؐ کو دینا چاہا تاکہ آپؐ اسے ڈھال کے طور پر استعمال کریں۔تیسرے نے اپنے آپ کو نبیؐ کی ڈھال بنالیا۔ جنگ کے خاتمے پر اُس کے جسم پر ستر زخم تھے۔

ترمذی میں ابن عمرؓ سے ایک حدیث (1601) بیان کی گئی ہے،ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ مسجد میں داخل ہوئے جبکہ ابو بکرؓ آپؐ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عمرؓ آپؐ کے بائیں جانب تھے۔رسول اللہؐ نے دونوں صحابہ کرامؓ کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن وہ آپؐ کے ساتھ اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔نبیؐ نے فرمایا جو کوئی میرے صحابہؓ سے محبت کرے گا میں اُس سے محبت کروں گا اور جو انہیں ناپسند کرے گا،میں اسے ناپسند کروں گا۔یہ وہ محبت ہے جو صحابہؓ کو آپؐ سے تھی اور آپؐ کو اُن سے۔اے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنے اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت راسخ کر دے۔آمین!

صحابہ کرامؓ کا ایمان مضبوط تھا،وہ میدان جنگ میں بھی مضبوط تھے،وہ اپنی عبادات میں بھی مضبوط تھے،وہ اپنے وعدہ کے بھی مضبوط تھے اور اللہ کے دشمنوں کے خلاف بھی مضبوط تھے۔ان کی یہ طاقت اسلامی کلچر کا حصہ تھی۔حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں رومیوں نے چند مسلمانوں کو قیدی بنالیا۔رومن بادشاہ نے صحابہؓ کے بارے میں بہت سارے واقعات سن رکھے تھے۔اس نے پوچھا کیا ان قیدیوں میں کوئی صحابیؓ ہے؟اُن میں ایک صحابی عبد اللہؓ بن حذیفہ ثانی تھے۔بادشاہ نے اُسے اپنے پاس بلایا اور اُسے پیشکش کی کہ وہ اُس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دے گا اور سے اپنی آدھی سلطنت دے دے گا اگر وہ اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لے۔انھوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ تم اپنی سلطنت اور اپنی بیٹی اپنے پاس رکھو۔بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک مسلم قیدی کو ابلتے ہوئے تیل میں پھینک دیا جائے۔رومن بادشاہ نے عبداللہ بن حذیفہؓ سے کہا اگر اس نے اس کی بات نہ مانی تو وہ اسے بھی ابلتے ہوئے تیل میں پھینک دے گا۔انھوں نے کہا جو تم کرنا چاہتے ہو کرو،وہ اپنا مذہب کبھی نہیں چھوڑے گا۔جب وہ عبداللہؓ کو ابلتے ہوئے تیل میں پھینکنے لگے تو بادشاہ نے عبداللہؓ کے رونے کی آواز سنی۔بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو واپس لاؤ،اور اس نے اُن سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟عبداللہؓ نے جواب دیا کہ میں جلنے کے ڈر سے نہیں رو رہا بلکہ اس لیے رو رہا ہوں کہ کاش میری ننانوے زندگیاں ہوتیں اور میں انہیں اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر

نچھاور کر دیتا۔ بادشاہ نے اپنا جاہ و جلال بچانے کے لیے اسے کہا کہ اگر تم میرے ماتھے کو چوم لو تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ اس میں کوئی چیز غیر اسلامی نہیں تھی اس لیے انھوں نے اُس کے ماتھے کو چوم لیا۔ بادشاہ نے سب کو رِہا کر دیا۔ جب عبد اللہؓ مدینے پہنچے تو حضرت عمرؓ ان کو ملنے کے لیے آئے اور اس کی استقامت پر اس کا ماتھا چوما اور سب کو کہا کہ اس کا ماتھا چومیں۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنے اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت راسخ کر دے۔ آمین!

سورۃ آل عمران آیت 155 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، تم میں سے جو لوگ مقابلے کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے، اُن کا اِس لغزش کا سبب یہ تھا کہ ان کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے اُن کے قدم ڈگمگا دیے تھے۔ اللہ نے انھیں معاف کر دیا، اللہ بہت در گزر کرنے والا اور بردبار ہے۔

مشکوٰۃ جلد دوم، حدیث 502 میں نبی پاکؐ نے فرمایا، میرے صحابہؓ کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کو میرے بعد تنقید کا نشانہ نہ بنانا کیونکہ جس نے بھی انؓ سے محبت کی تو یہ میری محبت کی بنا پر کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی بنا پر ان سے بغض رکھا۔ جس نے ان کو تکلیف دی تو گویا اس نے مجھے تکلیف دی۔ ہم یہ حدیث ہر جمعے کے خطبے میں پڑھتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنے اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرام جیسی محبت راسخ کر دے۔ آمین!

آج میں نے جمعے کا ایک خطبہ سنا، جس میں خطیب نے ایک واقعہ بیان کیا کہ نبی پاکؐ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کے ہاں مہمان تھے۔ حضرت علیؓ نے نبی پاکؐ کو ایک صاف ستھرے پیالے میں خالص شہد پیش کیا۔ جب نبیؐ نے پیالے کو اٹھایا تو اس میں بال گر گیا۔ نبی پاکؐ نے صحابہؓ سے کہا کہ اس پر کچھ کہیں۔

1) حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا، یہ پیالہ دل کو ظاہر کرتا ہے جو صاف ستھرا ہے، دل میں جو ایمان ہے وہ شہد کی طرح میٹھا اور خوشبو دار ہے۔ اور بال جو ہے وہ ایمان کو بچانا ہے، جو باریک رسی پر چلنے کے مترادف ہے، یعنی کانٹوں پہ چلنا۔ ایک اور حدیث میں ہے، نبی پاکؐ نے فرمایا، جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا (دل) ہے اگر وہ صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے۔

2) حضرت عمرؓ نے کہا یہ پیالہ ایک سلطنت کو ظاہر کرتا ہے اور اس پر حکمرانی کرنا شہد کی طرح میٹھا اور خوشبودار ہے اور بال جو ہے وہ انصاف کرنا ہے۔ یعنی کانٹوں پہ چلنا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں عمروؓ بن العاص کو مصر کا گورنر بنایا گیا۔ اُن کے ایک بیٹے نے ایک کوپٹک عیسائی کے ساتھ ریس لگائی اور ہار گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور اس عیسائی کے منہ پر کوڑا مارا اور کہا کہ میں گورنر کا بیٹا ہوں۔ عیسائی نوجوان کو علم تھا کہ مدینہ میں کوئی عدل کرنے والا رہتا ہے۔ وہ مدینہ گیا اور اس نے حضرت عمرؓ کو سارا واقعہ سنایا۔ حضرت عمرؓ نے گورنر اور اس کے بیٹے کو مدینہ طلب کر لیا۔ جب بات ثابت ہو گئی تو حضرت عمرؓ نے اس عیسائی لڑکے کو کہا کہ گورنر کے بیٹے کے منہ پر کوڑا مارو اور پھر کہا

کہ گورنر کے منہ پر بھی کوڑا مارو۔ اس لڑکے نے پوچھا کیوں؟ کیونکہ اس کے بیٹے نے اس کے نام پر تمہیں کوڑا مار اتھا۔ اُس کے بعد انہوں نے گورنر کو اس کے فرائض سے سبکدوش کر دیا۔ مدینہ میں ان کے دور میں قحط پڑا۔ اگر تیل، مکھن کی رسد کم ہوتی تو حضرت عمرؓ ان کو اپنی خوراک سے نکال دیتے۔ ایک دن ان کے ایک بیٹے نے تربوز خریدا۔ حضرت عمر نے اپنے بیٹے کا پیچھا کیا اور اس سے وہ تربوز لے لیا اور کہا کہ اگر مدینہ کے لوگ تربوز نہیں کھا سکتے تو خلیفہ کے بیٹے ہو کر تم کیسے کھا سکتے ہو۔ اسی لیے انھیں فاروق کا لقب دیا گیا جو حق کو باطل سے الگ کرتا ہے۔

3) حضرت علیؓ نے کہا کہ پیالہ مہمان کو ظاہر کرتا ہے، مہمانوں کی خدمت کرنا شہد کی طرح میٹھا اور خوشبودار ہے، اُن کو راضی کرنا بال کی طرح باریک رسی پر چلنا ہے۔

اے اللہ، صحابہؓ نے اپنی دولت، عزیز و اقارب، اپنے بچے اور اپنی جانیں اسلام پر قربان کیں۔ انہیں اللہ اور اُس کے نبیؐ کا صحیح مرتبہ سمجھ آگیا تھا۔ جب کہ ہم مسلمان ہیں کیونکہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے، ہم نے کبھی اسلام کو سیکھنے کی زحمت ہی نہیں کی۔ اے اللہ، ہمیں بھی اسلام کی وہ سمجھ عطا کر جیسی صحابہ کو تھی۔ اے اللہ ہمیں صحابہ کرامؓ کی محبت عطا فرما اور ہمارے اندر اپنی اور اپنے نبیؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت راسخ کر دے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امتِ محمدؐ سے استفسارات اور مشورہ

اے امتِ محمدؐ، کیا ہم بھول گئے اُس محبت کو جو رسول اللہؐ کو اپنی امت سے تھی، وہ محبت جو میرے اور تمہارے لئے تھی؟ اے امت محمدؐ، کیا ہم بھول گئے، اُن تفکرات اور تشویش کو جو آخرت کے معاملہ میں رسول اللہؐ کو اپنی امت کے لیے تھی، تشویش جو میرے اور تمہارے لئے تھی؟ اے امتِ محمدؐ، کیا ہم بھول گئے اُن زخموں کو جو آپؐ نے اپنے جسم پر اٹھائے (اللہ کی رحمتیں ہوں آپؐ پر) اور جو خون اُن سے بہا، تاکہ اسلام میرے اور آپ تک پہنچ سکے؟ اے امتِ محمدؐ، کیا ہم بھول گئے اُن آنسوؤں کو جو آپؐ کی آنکھوں سے بہے، آنسو جو آپؐ نے اپنی امت کے لیے بہائے، وہ آنسو جو آپؐ نے میرے اور آپ لئے بہائے۔ اے امت محمدؐ، ہم اپنی راتیں اپنے کنبے، خاندان والوں اور دوست احباب کے ساتھ گزارتے ہیں، جبکہ ہمارے محبوب نبیؐ اپنی راتیں اپنی امت کی نجات کے لیے اللہ کے حضور رو رو کر دعائیں کرتے ہوئے گزارتے تھے۔ وہؐ میری اور آپ کی نجات کے لئے روتے تھے۔ (اے اللہ، اے اللہ، ہم اپنے آپ سے شرمسار ہیں)۔ رسول اللہؐ نمازوں میں قیام کے دوران امت کے لئے گریہ کرتے اور آپؐ کے آنسو رخساروں پر سے ہوتے ہوئے نیچے گرتے، اور سجدہ میں آنسو آپؐ کے چہرے پر بہتے ہوئے گرتے،

وہ آنسو جو میرے اور آپ لئے گرے۔ آپؐ گھنٹوں اسی حالت میں رہتے اور اللہ سے اپنی امت کے لئے رحم کی بھیک اور مغفرت طلب کرتے، تاکہ میری اور آپ کی مغفرت ہو سکے (یا اللہ!!!)۔ آپؐ بار بار اِن آیات کی تلاوت کرتے، اے اللہ اگر تو ان کو (میری امت کو) سزا دے تو وہ تیرے خادم اور غلام ہیں اور اے اللہ اگر تو ان کو معاف کر دے، یعنی میری امت کو، اور تو انھیں آسانی سے معاف کر سکتا ہے کیونکہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے) تو سب سے زیادہ قوت والا ہے، اور سب سے زیادہ حکیم ہے (5:118)۔ اے امت محمدؐ، ایک دفعہ رسول اللہؐ حالتِ سجدہ میں اپنی امت کے لیے روتے ہوئے اِس قدر جذباتی ہو گئے کہ آپؐ ان الفاظ کے سوا کچھ نہ کہہ سکے، اے اللہ، میری امت، میری امت، اے اللہ، میری امت، میری امت۔ آپؐ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو آپؐ پر ترس آیا اور اللہ تعالیٰ نے جبریل امینؑ کو بھیجا آپؐ کو یہ بتانے کے لیے کہ امت کے معاملہ میں آپؐ کو رُسوا نہیں کیا جائے گا اور اللہ آپؐ کو خوش کر دے گا۔ **کس کے لیے** ؟ خوش ہو جاؤ، میرے اور آپ کے لئے۔ (اے اللہ...، اے اللہ....، ہم اپنے آپ سے شرمسار ہیں ہم جزاء کے دن کس طرح آپؐ کا سامنا کریں گے۔ اے اللہ ہمارے گناہوں کو نبیؐ سے پوشیدہ رکھنا۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما اور ہمارے محبوب رسول اللہؐ کو ہم سے بددل ہونے سے بچا۔ اے امتِ محمدؐ، رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے آسمان کی طرف بلند کیا اور چھ گھنٹے تک اپنی امت کے تمام گناہوں کی معافی کے لیے التجا کرتے رہے، میرے اور آپ کے لئے التجا کی۔ دعا قبول ہوئی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا کہ وہ آپؐ کی امت کے سارے گناہ معاف کر دیں گے **ماسوائے حقوق العباد کے**۔ نبیؐ مطمئن نہ ہوئے اور دوبارہ ہاتھ بلند کئے اور اللہ سے استدعا کی کہ وہ آپؐ کی امت کے حقوق العباد بھی معاف کر دے اور یہ دعا کی "اے اللہ اگر تو چاہے کہ لوگوں کے حقوق معاف کر دے، تو ایسا کر سکتا ہے کیونکہ تو الرحمن الرحیم ہے۔ اے اللہ مظلوم اور زیادتی کرنے والے دونوں کو معاف کر دے اور انھیں جنت عطا فرما"۔ آمین۔ آپؐ میری اور آپ کی وکالت کر رہے تھے۔ اے امتِ محمدؐ، اس دعا کا مطالعہ کرو جو آپؐ نے غزوۂ بدر کے موقع پر کی تھی۔ امت کے لیے آپؐ کی فکر مندی واضح تھی۔ صرف تین سو تیرہ صحابہ ہیں، جو ننگے پاؤں تھے، خوراک، پانی اور ہتھیاروں کی قلت کا شکار تھے۔ اور اُن میں سے بعض نے صرف ٹوٹی ہوئی چھڑیاں اور بیلچے اٹھا رکھے تھے، انھوں نے اِس سے پہلے کبھی کسی جنگ میں حصہ بھی نہیں لیا تھا۔ قرین قیاس تھا کہ مسلمان روئے زمین سے مٹا دئے جائیں گے اور لا اِلٰہ الا اللہ کہنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ رسول اللہؐ رخساروں پر سے بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کر رہے تھے، "اے اللہ آج میری امت کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ وہ ننگے پاؤں یہاں پہنچے ہیں۔ ان کے پاس سواری کے لیے کچھ نہیں۔ ان کو سواری عطا کر۔ ان کے لباس پھٹے ہوئے ہیں، اُن کو لباس عطا کر۔ اے اللہ یہ بھوکے اور خالی پیٹ ہیں، ان کو کھانا کھلا۔ اے اللہ میں تجھ سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت تباہ ہو گئی تو پھر

روئے زمین پر تیری کبھی بندگی نہیں ہو گی"۔ آپؐ دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے کپڑے بھیگ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، رسول اللہؐ کو خدشات میں مبتلا دیکھ کر آپؐ کے پاس آئے اور اپنے ہاتھوں کو رسول اللہؐ کے کندھوں پر رکھ کر منت کی کہ یہ کافی ہے، آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں کی ہیں، اللہ آپؐ کی دعاؤں کو ضرور قبول کرے گا اور انھیں وقار عطا کرے گا۔ آپؐ نے کیوں آہ وزاری کی؟ تاکہ اسلام کی نعمت میرے اور آپ تک پہنچ سکے۔ اے امتِ محمدؐ، معراج کے دوران آپؐ نے ہم کو فراموش نہ کیا۔ آپؐ نے اپنی امت کے لیے اللہ سے تحفہ کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو آپ کی امت کے لیے پانچ نمازیں عطا کیں، جو آپؐ کی امت کی آخرت کو سنوار دیں گی۔ اے امتِ محمدؐ، ہم نے رسول اللہؐ کے اُس تحفہ کو مسترد کر دیا، جسے آپؐ نے ہمارے لیے اپنے اور ہمارے مالک اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا تھا۔ آج ہم نے قرآن وسنت کی تعلیمات کو بھی مسترد کر دیا ہے۔ اے امتِ محمدؐ، نبیؐ نے فرمایا تھا کہ ہم جو بعد میں آئیں گے، ہم آپؐ کے محبوب ہیں (میں صدقے یا رسول اللہؐ)۔ غور سے سنو، نبیؐ نے فرمایا کہ ہم آپؐ کے محبوب ہیں۔ اے اللہ، ہم نے اپنے نبیؐ کی محبت کا بدلہ محبت سے نہیں دیا۔ آپؐ نے ہمیں متحد رہنے کی وصیت کی اور ہم فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ آپؐ نے ہمیں مسلمانوں کے خون کی حرمت اور احترام کی تعلیم دی اور ہم چند کوڑیوں کی عوض مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ اے امتِ محمدؐ، کوئی دن ایسا نہیں گزرا جب آپؐ نے عرش وکرسی کے مالک کے حضور گڑگڑا کر یہ نہ کہا ہو کہ، اے اللہ میری امت، میری امت، اے اللہ، میری امت، میری امت۔ آپؐ نے میرے اور آپ کے لیے گریہ زاری کی۔ بدقسمتی سے ہم نے اپنے محبوب نبی کریمؐ کی محبت اور تشویش کو بھلا دیا، جو انہیں میرے اور تمہارے لئے تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ کے اِن احسانات پر تشکر کے آنسو بہانے چھوڑ دیئے ہیں۔ ہم بلاشبہ اُن رحمتوں اور احسانات کو بھول گئے ہیں، جن کی بارش رسول اللہؐ کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہم پر کی۔ اے اللہ، اے اللہ، ہم اپنے آپ سے شرمسار ہیں، ہم نے اپنے محبوب نبیؐ کی دل شکنی کی ہے۔ اے اللہ ہم قیامت کے دن کس طرح آپؐ کا سامنا کریں گے۔ اے اللہ براہِ کرم قیامت کے دن ہمارے گناہوں کو نبیؐ سے پوشیدہ رکھنا۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما اور ہماری وجہ سے رسول اللہؐ کو ہونے والی مایوسی سے ان کو بچا۔ اے اللہ، ہم اپنے نبیؐ پر قربان ہو جائیں۔ اے اللہ، ہمارے قلوب واذہان میں اپنی اور رسول اللہؐ کی محبت کو راسخ کر دے۔ آمین

اے امتِ محمدؐ، ہمارے محبوب نبیؐ نے ہماری خیر وبھلائی کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اگر ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی گلیوں اور راستوں میں ایمان وایقان کے کانوں کے ساتھ سنیں تو ہمیں اپنے محبوبؐ کی پکار سنائی دے گی۔ اے اللہ، میری امت، میری امت، اے اللہ، میری امت، میری امت۔ اے امتِ محمدؐ، جاؤ اور طائف کے پہاڑوں پر کھڑے ہو جاؤ۔ وہاں کا ہر پتھر آپ کو کہانی بتائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے محبوب ہستی کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ آپؐ پر سنگ باری کی گئی۔ پتھروں پر پتھر، کنکروں پر کنکر آپؐ پر برسائے گئے، یہاں تک کہ آپ کی جلد پھٹ گئی

اور جسم سے خون بہنا شروع ہو گیا۔ پانچ کلو میٹر تک، جب، جب آپؐ زمین پر گرتے، وہ آپ کو کھڑا کر کے دوڑنے پر مجبور کرتے اور ساتھ ساتھ سنگ باری کرتے جاتے۔ آپؐ سر سے لے کر پاؤں تک خون میں نہا گئے۔ آپؐ نے اپنے جسم اطہر پر پتھر کھائے، میرے اور تمہارے لیے۔ آپؐ نے یہ سب اپنے اُوپر سہاتا کہ ہم جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔ اے اللہ ہم اپنے نبیؐ پر قربان جائیں۔ ہم میں رسول اللہؐ کے لیے وہی محبت راسخ کر دے جیسی صحابہ کرامؓ کو آپؐ سے تھی۔ آمین!

آپؐ نے اِس دنیا میں بھی رو رو کر ہمارے لیے دعائیں کیں اور آخرت میں بھی آپؐ ہمارے لیے رو رو کر دعائیں کریں گے۔ آپؐ نے اپنی امت کی معافی اور بخشش کے لیے اس حد تک اللہ تعالیٰ سے استدعا کیں کہ جہنم کا داروغہ فرشتہ مالک عرض کرے گا کہ، اے محمدؐ آپ نے اپنی امت پر اللہ تعالیٰ کے غضب و غصہ کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑی (اے اللہ، بے حد و شمار درود و سلام اور رحمتیں ہوں محمد رسول اللہؐ پر)۔ اے امتِ محمدؐ، کیا رسول اللہؐ نے کبھی اپنی امت کو فراموش کیا؟ کبھی نہیں! ہم نے کس عذر کی بنا پر اپنے محبوب رسول اللہؐ سے محبت اور آپؐ کی پیروی کے حق کو فراموش کیا۔ ہم آپؐ کی سنت کو نظر انداز کر دیتے ہیں یہ کہہ کر کہ یہ محض سنت ہے، یہ ہم پر آپؐ کا حق ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں ایک شخص کا ذکر ملتا ہے، جس نے اپنی محبوبہ (ایک معمولی سی عورت) کی خوشی کی خاطر اپنی ماں کا دل نکال لیا تھا۔ رسول اللہؐ ہمارے لئے اس سے کہیں زیادہ محبت و احترام کے حق دار ہیں۔ کیا ہمیں آپؐ کی ہدایت پر پوری روح کے ساتھ عمل پیرا نہیں ہونا چاہیے؟ کیا ہمیں قرآن اور سنتِ رسولؐ کی پابندی نہیں کرنی چاہیے۔ اے امتِ محمدؐ، ہم کتنی آسانی سے اپنے نبیؐ کی سنت داڑھی منڈوا رہے ہیں؟ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تو محض ایک سنت ہے۔ اے امتِ محمدؐ، صحابہ کرامؓ نبی پاکؐ کی ہر سنت کی پابندی کیا کرتے تھے جبکہ ہم اس کی پابندی کرنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے رسول اللہؐ کی سنت ہے (یہ کیسی محبت ہے؟)۔ اے امتِ محمدؐ، کیا ہم ان پتھروں کو بھول گئے جو بھوک کی وجہ سے آپؐ نے اپنی امت کی خاطر پیٹ پر باندھے، میری اور تآپ کی خاطر۔ اے امتِ محمدؐ، بد قسمتی سے ہم نے اپنے نبیؐ کے احسانات کو فراموش کر دیا اور ہم نے آپؐ کے طریقوں پر آپؐ کے دشمنوں کے طریقوں کو ترجیح دینا شروع کر دیا ہے۔ ہم آپؐ کا آخرت میں کس طرح سامنا کریں گے۔

اے امتِ محمدؐ، قیامت کے دن جب لوگ اپنے ہی پسینہ میں تیر رہے ہوں گے، اُس دن جہنم کی چیخ اتنی ڈرؤنی ہو گی کہ سب نبی اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور اللہ سے رحم کی بھیک مانگ رہے ہونگے۔ اُس دن محمدؐ کے علاوہ سب نبیؑ کہہ رہے ہونگے کہ اے اللہ مجھے بچا لے، اے اللہ مجھے بچا لے۔ صرف نبیؐ کی پکار سب سے مختلف ہو گی۔ آپؐ پکار رہے ہوں گے، اے اللہ، میری امت میری امت، اے اللہ، میری امت، میری امت۔ اے اللہ ہم اپنے نبیؐ پر قربان جائیں۔ اے اللہ، ہمارے قلوب و اذہان میں رسول اللہؐ کے لیے صحابہ کرامؓ جیسی محبت کو راسخ

کر دے۔ اے اللہ، آپؐ نے ہمارے لیے دن رات رو رو کر دعائیں کیں، اور ہم اُنؐ کے لیے مایوسی کا باعث ہیں۔ اے اللہ، ہم اپنے آپ سے شرمندہ ہیں، تو ہمیں معاف کر دے۔ اے اللہ تو ستار العیوب ہے، ہمارے گناہوں کو نبی پاکؐ سے پوشیدہ رکھنا اور ہماری وجہ سے آپؐ کا مزید کوئی آنسو نہ گرنے دینا۔ آمین! یومِ عرفہ کو آپؐ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم آپؐ کے اس دینِ اسلام کو دنیا کے چاروں کونوں تک پہنچائیں۔ ہم نے تو دنیا کو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرنا تھی، ہم خود بھٹک گئے ہیں۔ اے اللہ...، ہم روزِ محشر آپؐ کا سامنا کس طرح کریں گے۔

اے امتِ محمدؐ، خون کے آنسو رو، آپؐ نے اور آپؐ کے پیروکاروں نے غم اٹھائے، مصائب برداشت کیے، تاکہ میرے اور آپ تک اسلام پہنچ سکے، اور ہم جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں۔ آج ہم ہر وہ کام کر رہے ہیں جو ہمیں جہنم کے گڑھے میں گرادے۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرام نے اپنی ہر چیز کی قربانی دی، تاکہ ہم وہ حاصل کر سکیں جو ہم چاہتے ہیں۔ آج ہم اُن کی قربانیوں کو بھول کر دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، اور دنیا ہم سے دور بھاگ رہی ہے۔ اے امتِ محمدؐ، خون کے آنسو رو، آپؐ نے اپنی عوام کو متحد کیا اور دبے ہوئے لوگوں کو جبر سے آزادی دلائی، تاکہ ہم آنے والے لوگ امن و سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ افسوس، آج ہم نے محض امت کو ہی منتشر نہیں کیا، بلکہ ہم کمزوروں کو بھی دبا رہے ہیں۔ اے امتِ محمدؐ، خون کے آنسو رو، آپؐ راتوں کو گریہ کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے تاکہ ہم مسکرائیں، آج ہم آپؐ کی امت کو رُلا رہے ہیں۔ اے امتِ محمدؐ، خون کے آنسو رو، آپؐ ہم سے ہماری ماؤں سے زیادہ پیار کرتے تھے، آج ہم نے آپؐ کے آنسوؤں کو مسترد کر دیا، اور اپنے دلوں کو نفرتوں سے بھر لیا ہے۔ ہم فخر کے ساتھ آپؐ کے دشمنوں کے طور طریقے اپنا رہے ہیں۔ ہم آپؐ کے طریقوں اور تعلیمات کے خلاف جانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، اور پھر بھی ڈھٹائی کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نبیؐ سے محبت کرتے ہیں۔ آپؐ نے ہمیں بتا دیا تھا کہ ہم اپنی خواتین کے متعلق اللہ کو جواب دہ ہیں۔ آج ہم اُن کے ساتھ بدسلوکی کر رہے ہیں۔ اے امتِ محمدؐ، خون کے آنسو رو، ہم اپنے محبوب نبیؐ کے لیے باعث اذیت ہیں، ہم نے اُن کی امت کو نہ صرف ترک کر دیا، اُسے ہم نے فرقوں میں بھی تقسیم کر دیا ہے۔ آج ہم ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ رسول اللہؐ نے ہمیں تعلیم دی تھی کہ مسلمان کا خون ہم پر حرام ہے۔ آج ہم نے اِسے اتنا ارزاں کر دیا ہے، کہ اِسے حقیر سکوں کے عوض بہا رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں، غیر مسلم بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں اور جھوٹے اور بیہودہ حیلوں بہانوں سے بے رحمی کے ساتھ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ آج امت مسلمہ کی نسل کشی کی جا رہی ہے اور ہم صرف بے حس اور بے ضمیر تماشائی بن کر رہ گئے ہیں۔ ہم دستر خوان پر تر نوالہ کے سوا کچھ نہیں۔ اے امتِ محمدؐ، خون کے آنسو رو، نبیؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جس نے اپنے ہمسایہ کو تکلیف دی اور پریشان کیا، اُس نے مجھے تکلیف دی اور پریشان کیا۔ افسوس، آج ہمارے ہمسائے ہمارے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ اے امتِ محمدؐ، خون کے آنسو رو، ہم گمراہ ہو چکے ہیں

اور جب تک ہم اپنا طور طریقہ نہیں بدلتے، قرآن ہمارے خلاف گواہ ہوگا، اور رسول اللہؐ میرے اور آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اے امتِ محمدؐ، نبیؐ کی ساری گریہ زاری اور آپؐ کے آنسو رائیگاں جارہے ہیں۔ آپؐ نے، میرے اور تمہارے لئے بہت آنسو بہائے ہیں۔ اگر ہم حقیقت میں اُن سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اپنے محبوب نبیؐ کی محبت کی خاطر، کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ کی طرف رجوع کریں۔ اے اللہ، ہمیں شیطان کے وسوسوں سے بچا۔ اے اللہ، ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے، براہِ کرم ہمیں معاف فرما اور اپنے طریقہ کی طرف رہنمائی فرما۔ اے اللہ، جزا کے دن ہمارے محبوب نبیؐ کو ہم سے خوش کر دینا۔ اے اللہ، آپ کے اور ہمارے محبوب رسول اللہؐ پر ان گنت، بے شمار، بے حد و حساب درود و سلام بھیج۔ آمین!

اے امتِ محمدؐ، آؤ آج ہم عہد کریں کہ ہم آپؐ کے آنسو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ آؤ آج ہم عہد کریں کہ پنج گانہ نماز کے متعلق آپؐ کی تشویش اور فکر مندی دور کرنے کے لیے ہم باقاعدگی کے ساتھ پنج گانہ نماز باجماعت ادا کریں گے۔ آؤ آج ہم عہد کریں کہ ہم اپنے محبوب نبیؐ کو بددلی سے بچانے کی خاطر، قرآن پاک اور آپؐ کی سنت پر عمل کریں گے۔ آؤ آج ہم عہد کریں کہ ہم امت کو متحد کرنے کی اپنی پوری کوشش کریں گے، تاکہ امت کے متعلق آپؐ کی فکر مندی اور خدشات کو دور کر سکیں۔ آؤ آج ہم عہد کریں ہم کہ اپنے محبوب نبیؐ کو خوش کرنے کی خاطر کبھی معصوم اور بے گناہ لوگوں کا خون نہیں بہائیں گے۔ آؤ آج ہم عہد کریں کہ اپنے محبوب نبیؐ کے رخِ انور پر مسکراہٹ دیکھنے کے لیے ہم سب مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کریں گے۔ اے امتِ محمدؐ، لوٹ آؤ قرآن پاک اور سنت رسولؐ کی طرف تاکہ روز قیامت قرآن پاک ہمارے حق میں شہادت دے، نہ کہ ہمارے خلاف۔ آؤ آج ہم عہد کریں کہ ہم روز قیامت انشاءاللہ، اپنے محبوبؐ کے لیے خوشیوں کا سبب ہوں گے۔ اے اللہ ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے۔ اے اللہ براہِ کرم ہمیں ہمارے محبوب رسول اللہؐ کا پکا سچا اور راسخ پیروکار بنادے۔ اے اللہ، اے ستار العیوب، ہماری غلطیوں کو معاف فرما اور قیامت کے دن اِن کو ہمارے محبوب حضرت محمدؐ سے پوشیدہ رکھنا۔ اے اللہ، آپؐ کی آنکھوں سے مزید کوئی آنسو نہ گرنے پائے۔ اے اللہ، ہمارے درجات بلند فرما تاکہ آپؐ ہم سے خوش ہو جائیں۔ آمین! (صد شکر تیرا اے اللہ، کہ تو نے ہمارے لئے رحمۃ للعالمین کو پیغمبر چنا)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبیؐ کے آخری نوے دن

انسانیت کے لیے عموماً اور اپنی اُمت کے لیے خصوصاً آپؐ کی محبت کا مطالعہ کرنے کے بعد، یہ موضوع انتہائی المناک اور تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ میں اس موضوع پر اس لیے گفتگو کروں گا کیونکہ اس میں ہمارے لیے بہت ساری تعلیمات (آپؐ کے خطبات) اور ڈھیروں اسباق موجود ہیں۔ اے اللہ بے حد و شمار درود وسلام بھیج اپنے اور ہمارے محبوب رسول اللہؐ پر، اور ہمیں آپؐ کے پکے، سچے اور راسخ پیروکاروں میں شامل فرما، جن کو آپؐ کی شفاعت نصیب ہو گی۔ آمین!

مسند احمد جلد 4 حدیث 316 میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ آپؐ کی نبوت اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر اُسے اٹھا لیا جائے گا (اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت کو اٹھا لیا اور آپؐ کا وصال ہو گیا) پھر اُس کے بعد خلفائے راشدین کا زمانہ آئے گا، یہ اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اُسے اٹھا لیا جائے گا۔ اُس کے بعد پُر تشدد بادشاہت کا زمانہ آئے گا، یہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اُسے بھی اٹھا لیا جائے گا۔ اُس کے بعد ظلم و زیادتی سے کنٹرول کرنے والا متکبرانہ دور آئے گا، یہ بھی اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اُسے بھی اٹھا لیا جائے گا۔ پھر مسلمانو تمہارے لیے خوش خبری ہے، پھر رسول اللہؐ کے نقش قدم پر چلنے والی خلافتِ راشدہ کا دور آئے گا۔ اے مسلمانو! ہم لوگ ظلم و زیادتی کے زمانہ کے آخری مرحلہ میں ہیں۔ اچھے دن لوٹ آئیں گے اور اسلام پوری دنیا پر حکمرانی کرے گا۔ یہ دین سب ادیان پر غالب آئے گا (اے اللہ، اپنی رحمتیں اور سلامتی نازل کر ہمارے رسولؐ پر)۔ اسلام کی ابتداء رمضان میں ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں، ہم نے قرآن کریم کو رمضان کے مقدس مہینے میں (غار حرا میں) وحی کیا۔ ہر رمضان المبارک میں اعتکاف میں رسول اللہؐ حضرت جبریلؑ کے ساتھ پورا قرآن دوہرایا کرتے تھے۔ پھر 23 ویں رمضان، ہجرت کے دسویں برس ایک مختلف چیز واقع ہوئی۔ جبریلؑ آئے اور دس دنوں میں آپؐ کے ساتھ قرآن کو شروع سے لے کر آخر تک دہرایا۔ پھر آپؐ کو خواب میں بتایا گیا کہ اپنے اعتکاف میں توسیع کریں اور یہ کہ آپؐ جس چیز کو طلب کر رہے ہیں وہ آگے ہے۔ خواب میں آپؐ نے دیکھا کہ آپ کا رخ انور سجدہ میں ہے اور اُس سے مٹی اور پانی ٹپک رہے ہیں۔ نبیؐ نے اپنے اعتکاف کو دس دنوں کے لئے بڑھا دیا۔ اعتکاف بڑھانے کے بعد آپ سجدہ میں تھے کہ بارش آ گئی اور جب آپؐ نے سر اٹھایا تو آپؐ کے رخ انور سے مٹی اور پانی ٹپک رہے تھے، بالکل ویسے ہی جیسے آپؐ نے خواب میں دیکھا تھا۔ اگلے دس دنوں میں پھر حضرت جبریلؑ کے ساتھ آپ نے اول سے آخر تک قرآن پاک کی دہرائی کی۔ اس بات نے رسول اللہؐ کو سوچنے پر مجبور کیا کہ اِس سال دو دفعہ تکمیل قرآن کیوں کی گئی؟ سب سے بڑے عالم ہونے کی حیثیت سے رسول اللہؐ اشارہ سمجھ گئے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی

طرف سے احتیاطی تدبیر تھی تاکہ قرآن پاک کا پیغام صحیح پہنچے اور آنے والوں کے لیے درست صحیفہ پیچھے چھوڑا جائے۔ شوال کا مہینہ آیا۔ رسول اللہؐ نے دینِ اسلام کی تعلیم دینے کے لیے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کیا۔ حضرت معاذؓ اپنی سواری پر تھے اور رسول اللہؐ اُن کے ساتھ پیدل چل رہے تھے اور اُنھیں ہدایات دے رہے تھے۔ آخر میں آپؐ نے فرمایا، اے معاذؓ! ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد میری اور تمہاری ملاقات دوبارہ نہ ہو سکے۔ او میرے خدا! حضرت معاذؓ نے رونا شروع کر دیا۔ اُن کا دل ڈوبنے لگا کیونکہ وہ آپؐ سے بہت محبت کرتے تھے۔ پھر بھی انھوں نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کی۔ صحابہ کرام جانتے اور سمجھتے تھے کہ رسول اللہؐ کے احکام کی تعمیل کرنا ترجیح میں اولین ہے۔ اے اللہ، رسول اللہؐ کے صحابہ کرامؓ سے راضی ہو جا۔ آمین۔ ذوالقعدہ کے مہینہ میں جزیرہ عرب کے لوگوں کو یہ اطلاع پہنچانے کے لیے وفود بھیجے گئے کہ اس سال رسول اللہؐ حج پر جائیں گے۔ رسول اللہؐ کی زیارت اور آپؐ کے ساتھ حج ادا کرنے کے لیے، ایک لاکھ صحابہ کرامؓ مدینہ طیبہ میں اکٹھے ہو گئے۔ 26 ذی قعدہ کو ہفتہ کے دن نماز ظہر کے بعد رسول اللہؐ ذوالحلیفہ کی طرف روانہ ہوئے، وہاں رات قیام کیا، صبح کو احرام باندھا اور حج کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت جابرؓ بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جہاں تک نظر دیکھ سکتی تھی، اہل اسلام رسول اللہؐ کے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے اپنی سواریوں پر سوار تھے۔ یہ آپؐ کی محنت کا ثمر تھا کہ جزیرہ نما عرب کے لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ اے محبانِ رسولؐ، سنو جو کچھ آپؐ نے ارشاد فرمایا، "اے مسلمانو! مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ میں دوبارہ اس جگہ پر تمہارے ساتھ موجود ہوں گا"۔ صحابہ کرامؓ رو پڑے۔ جو آپؐ سے محبت کرتے تھے وہ رو پڑے۔ آپؐ صحابہ کرامؓ کو انتہائی صدمہ برداشت کرنے کے لیے تیار کر رہے تھے۔ عرفہ کے دن ظہر کی اذان ہوئی اور تمام حجاج آپ کا خطبہ سننے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے اپنا آخری خطبہ، خطبہ الوداع اپنے وصال سے تین ماہ پہلے لوگوں کو ارشاد فرمایا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد، آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میرے الفاظ کو توجہ سے سنو کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس سال کے بعد میں کبھی اس جگہ پر آپ لوگوں کے درمیان ہوں گا۔ اس لیے احتیاط کے ساتھ سنو، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اور میرے الفاظ ان لوگوں تک پہنچا دو جو آج یہاں حاضر نہ ہو سکے۔ اے لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال و دولت اور تمہاری عزت اتنی ہی حرمت کے حامل ہیں جتنی حرمت اس دن کی ہے، جتنی حرمت اس مہینہ کی ہے اور جتنی حرمت اس جگہ کی ہے، جہاں خون بہانا حرام ہے۔ جو امانتیں تمہیں دی گئی ہیں انہیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو۔ لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کرو تاکہ کوئی آپ کے ساتھ ناانصافی نہ کرے۔ یاد رکھو، تم نے یقیناً اپنے ربّ کے حضور پیش ہونا ہے، جو تم سے تمہارے اعمال کا حساب لے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہیں سود لینے سے منع کر دیا ہے۔ اس لیے ماضی کے تمام سود کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباسؓ کا سود منسوخ کرتا ہوں۔ تم اپنے اصل زر کے حقدار ہو۔ نہ تم کسی سے ناانصافی کرو گے اور نہ کوئی تم سے نا

انصافی کرے گا۔ اسلام سے پہلے کی تمام خونی عداوتیں منسوخ کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلا خون میں اپنے خاندان میں ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کے قتل کو منسوخ کرتا ہوں، جن کا بدلہ لینے کی ذمہ داری میرے خاندان پر عائد تھی۔ اے لوگو! ایک دوسرے سے نفرت نہ کرو، اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو۔ اے لوگو! اپنے والدین کی فرمانبرداری کرو، اپنے خاندان والوں، عزیز واقارب اور دوست احباب کا خیال رکھنا اور اُن سے قطع تعلق نہ کرنا۔ اے لوگو، کفار تقویم (کیلنڈر) کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کریں اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام۔ اللہ کے پاس مہینوں کی تعداد 12 ہے، ان میں سے چار متبرک ومقدس ہیں، تین تسلسل کے ساتھ آگے پیچھے آتے ہیں جبکہ چوتھا مہینہ اکیلے جمادی الاولیٰ اور شعبان کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ اپنے دین کی حفاظت وسلامتی کے لئے برائی سے بچو، شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ عرب میں دوبارہ کبھی بت پرستی ہو گی، اس لیے شیطان کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی پیروی سے خبردار رہنا۔ مرد حضرات، تم سے تمہاری بیویوں اور غلاموں کے متعلق بازپرس ہو گی۔ یہ درست ہے کہ تمہیں اپنی بیویوں پر کچھ حقوق حاصل ہیں، لیکن اُن کو بھی تم پر کچھ حقوق حاصل ہیں۔ یاد رکھو، تم نے انھیں اللہ کی امانت کے طور پر اور اس کی اجازت سے اپنی زوجیت میں لیا ہے، لہٰذا، اللہ سے عہد کا پاس رکھنا۔ اگر وہ تمہارے حقوق کا احترام کرتی ہیں تو پھر اُن کے حقوق میں سے ہے کہ ان کو محبت سے کھلاؤ اور پہناؤ۔ اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کرو اور اُن کے ساتھ ہمدردی ومہربانی کا برتاؤ کرو، کیونکہ وہ تمہاری شریک حیات اور مخلص مددگار ہیں۔ یہ تمہیں حق حاصل ہے کہ وہ کسی ایسے شخص سے تعلق نہ استوار کریں جو تمہیں نہ پسند ہو، اور نہ وہ کبھی بدکاری کریں۔ اے لوگو! میری بات سنجیدگی اور توجہ سے سنو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرو (جو اس کائنات کا واحد اور تنہا خالق ومالک ہے) روزانہ پنجگانہ نمازیں وقت پر ادا کرنا، ماہِ رمضان میں روزے رکھنا اور اپنی دولت کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ اگر استطاعت ہو تو حج ادا کرنا۔ اے لوگو! کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اور نہ ہی غیر عربی کو عربی پر فوقیت حاصل ہے، نہ گورے کو کالے پر فوقیت حاصل ہے اور نہ ہی کالے کو گورے پر فوقیت حاصل ہے، سوائے تقویٰ کے۔ تمام انسان حضرت آدم اور حوا کی اولاد ہیں۔ یاد رکھو اور ذہن میں بٹھا لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور اسلام ایک اخوت اور بھائی چارہ ہے۔ کوئی چیز جو اُس کے مسلمان بھائی کی ملکیت ہو وہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں، جب تک وہ آزادانہ مرضی سے نہ دی جائے۔ اِس لیے اپنے اوپر ظلم وناانصافی نہ کرو۔ یاد رکھو، ایک دن تمہیں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور تم اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہو گے۔ اس لیے خبردار میرے بعد صراطِ مستقیم سے گمراہ نہ ہونا۔ توجہ سے سنو اور اُن الفاظ کو سمجھو جو میں تمہیں پہنچا رہا ہوں۔ اے لوگو، میںؐ، تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے اُن کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اُن پر عمل کیا تو تم گمراہ نہیں ہو گے۔ 1) اللہ کی کتاب۔ 2) میری سنت۔ اے لوگو، میرے بعد کوئی نبیؐ یا رسولؐ نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی دوسرا دین الٰہی آئے گا۔ وہ تمام

لوگوں کو جو میرے الفاظ سن رہے ہیں، دوسروں تک پہنچادیں اور دوسرے پھر اوروں تک، ہو سکتا ہے کہ بعد میں سننے والے براہِ راست سننے والوں سے میرے الفاظ کو بہتر سمجھ لیں۔ تم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ میرےؐ بارے میں سوال کریں گے تو تم کیا جواب دو گے؟ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرام نے باآوازِ بلند کہا، ہم کہیں گے کہ آپؐ نے پیغام پہنچادیا، ہم کہیں گے کہ آپؐ نے امت کو نصیحت کی اور ہم کہیں گے آپؐ نے پیغامِ الٰہی لوگوں تک پہنچادیا۔ اے اللہ، میرا گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچادیا۔ پھر آپؐ نے آسمان کی طرف اوپر دیکھا اور کہا، اے اللہ میرا گواہ رہنا، اے اللہ میرا گواہ رہنا، اے اللہ میرا گواہ رہنا۔

حضرت جبریلؑ ان آیات کے ساتھ نازل ہوئے، آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے (5:3)۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے پوچھا کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہؐ کے وصال کا اعلان ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق سمجھ گئے تھے کہ رسول اللہؐ کا مشن مکمل ہو چکا ہے اور اِس جہانِ فانی سے آپؐ کی رخصت کا وقت قریب ہے۔ اے اللہ، درود وسلام بھیج اپنے اور ہمارے محبوبؐ پر اور ہمیں آپؐ کا پکا اور سچا، راسخ پیروکار بنا۔ آمین

اگلا دن قربانی کا تھا۔ رسول اللہؐ نے ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا، جو اسی خطبہ سے ملتا جلتا تھا۔ جو آپؐ نے ایک دن پہلے ارشاد فرمایا تھا۔ پھر جبریلؑ کا سورۃ نصر کے ساتھ نزول ہوا، جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے، اور (اے نبیؐ) تم دیکھ لیں کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں، تو اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو، بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا ہے)۔(1-3:110)

صفر کے مہینہ میں آپؐ مقامِ اُحد پر تشریف لے گئے اور شہداءِ اُحد کے لیے دعا کی۔ 27 یا 28 صفر کی رات آپؐ نے (اپنے سابقہ آزاد کردہ غلام) ابو محیبہ کو طلب کیا اور انھیں اپنے ساتھ جنت البقیع کے قبرستان میں جانے کے لیے کہا، کیونکہ اللہ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ آپؐ وہاں مدفون لوگوں کے لیے دعا کریں۔ ابو محیبہ بتاتے ہیں کہ وہ آدھی رات کے وقت آپؐ کے ساتھ مرحومین کے لیے دعا کرنے کے لئے گئے (یہ رسول اللہؐ کی اپنے پیروکاروں کے لیے محبت اور وفاداری تھی)، آپؐ نے دعا کی، اے اہل قبور، جو اہل اسلام اور اہل ایمان ہیں تم پر سلامتی ہو۔ اور تمہیں خوشخبری ہو اُن لوگوں کے مقابلہ میں جو قبروں سے باہر ہیں، جن پر مصائب و آفات نازل ہونے والی ہیں جیسے کہ تاریک رات کے ایک حصے کے بعد، دوسرا اور آخری حصہ پہلے حصے سے بدتر ہو گا۔ رسول اللہ تھوڑا سا مزید آگے چل کر گئے اور پھر ابو محیبہ کو کہا کہ اللہ نے انہیںؐ اختیار دیا ہے کہ وہ اس دنیا میں آخری وقت تک زندہ رہیں اور پھر جنت میں چلے جائیں، یا پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس چلے جائیں۔ ابو محیبہ نے عرض کیا، میرے ماں

باپ آپ پر قربان، آپؐ یہاں قیام کا انتخاب کریں، اپنی امت کو بڑھتا پھولتا، ترقی کرتا دیکھیں اوراِس کی رہنمائی کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ پہلے ہی اللہ سے ملاقات کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اگلے دن ایک جنازہ تھا۔ آپؐ اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب آپؐ وہاں سے واپس آئے تو آپؐ کے سر میں درد شروع ہوا اور بخار ہو گیا۔ بخار اتنا تیز تھا کہ آپؐ کی پگڑی سے باہر حرارت کو محسوس کیا جا سکتا تھا۔ جب بخار شروع ہوا تو آپؐ امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر پر تھے۔ آپؐ 11 دنوں تک بیمار رہے۔ اِس بیماری میں، اِس بخار میں اوراِس شدید سر درد میں آپؐ نے تمام فرائض اور ذمہ داریاں ادا کیں۔ آپؐ اب بھی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے اور امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ آپؐ اب بھی مشاورت کرتے تھے، مشوروں سے نوازتے تھے، فیصلے کرتے تھے اور اپنی اپنی باری پر تمام ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں قیام فرماتے تھے۔ وصال سے 9 دن پہلے اِن آخری آیات کا نزول ہوا، اِس دن کی ذلت اور مصیبت سے اپنی حفاظت کرو، جب تم اللہ کے ہاں واپس جاؤ گے۔ وہاں ہر ایک کو اِس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اچھا یا برا جو کچھ اس نے کمایا ہو گا۔ اور کسی پر ظلم و زیادتی نہیں ہو گی۔ (28:2)۔ اے اللہ، ہم نے آخرت کے لیے کچھ نہیں بچایا۔ اے اللہ، ہم پر رحم فرما۔ ہمیں معاف فرما اور روزِ آخرت ہمیں ہمارے محبوب رسول اللہؐ کی شفاعت نصیب فرما۔ آمین

اپنی بیماری میں، آپؐ اپنی ازواجِ مطہراتؓ سے ہر روز سوال کرتے تھے کہ آگلے دن کس کے گھر قیام فرمائیں گے۔ پہلے انھوں نے محسوس نہ کیا کہ آپؐ کیا چاہتے ہیں، احساس ہونے پر سب نے آپؐ کو اجازت دے دی کہ وہ اپنی مرضی سے جس گھر میں چاہیں قیام فرمائیں۔ آپؐ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھے۔ آپؐ نے ازواجِ مطہراتؓ سے اجازت لی کہ آپؐ کی تیمارداری حضرت عائشہؓ کے گھر پر ہو۔ آپؐ نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بیماری کی وجہ سے آپؐ اٹھ نہ سکے۔ اس لیے حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور حضرت فضلؓ بن عباسؓ آپؐ کو اٹھا کر حضرت عائشہؓ کے گھر لے گئے۔ پہلی دفعہ صحابہؓ نے آپؐ کو لوگوں کے سہارے چلتے دیکھا۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کی صحت کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے مسجد نبوی میں اکٹھے ہو گئے۔ جب اُن کی آوازیں بلند ہوئیں تو آپؐ نے شور کے متعلق پوچھا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ صحابہ کرامؓ آپؐ کی صحت کے لیے فکر مند ہیں۔ اگرچہ آپؐ شدید بخار اور سر درد میں مبتلا تھے، آپؐ نے پھر بھی کہا کہ مجھے مسجد میں لے چلو۔ آپؐ نے خود اٹھنے کی کوشش کی مگر اُٹھ نہ سکے۔ آپؐ کے حکم پر، آپؐ پر سات کنوؤں کا پانی ڈالا گیا۔ آپؐ کو گھسٹتے پاؤں کے ساتھ مسجد تک لے جایا گیا۔ پھر آپؐ منبر پر چڑھے اور اپنا آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد، آپؐ نے شہداء بدر اور احد کا تذکرہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے اُن کی بخشش و مغفرت کی دعا کی۔ آپؐ کو اپنی امت کے متعلق تشویش و فکر لاحق تھی۔ آپؐ نے ہمارے لیے زندگی بسر کی، میرے اور تمہارے لیے۔ آپؐ کو دین کی جد وجہد میں مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا، غربت سے دوچار ہوئے، غم و رنج میں مبتلا ہوئے، جنگیں لڑنا پڑیں، آزمائش و آلام سے گزرے، تاکہ دینِ اسلام میرے

اور آپ تک پہنچ سکے (ہم رسول اللہؐ کے احسانوں کے بار تلے اتنے دبے ہوئے ہیں کہ ہم اس کا بدلہ نہیں چکا سکتے)۔ آپؐ نے فرمایا، اے مہاجرین، تمہاری تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور انصار کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ابتداء میں میری حمایت و مدد کی۔ اس لیے اِن کے معزز لوگوں کا احترام کرنا، اور جو غلطی کریں، اُن سے در گزر کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بندوں کے درمیان ایک عوام کا خادم ہے، اللہ تعالیٰ نے اُسے اِس دنیا میں رہنے کا اختیار دیا ہے، یا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اسے لینے کا اختیار دیا ہے (حضرت ابو بکرؓ سمجھ گئے اور انھوں نے رونا شروع کر دیا)۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرا سب سے وفادار اور قابل اعتماد دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ میں کسی کو محبوب بناتا یا کسی کو دوست بناتا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بناتا۔ تاہم میرے اور اُن کے درمیان جو کچھ ہے وہ اسلام کی رفاقت ہے اور اُن کی محبت ہے۔ مسجد کے سارے دروازے بند کر دیئے جائیں، سوائے حضرت ابو بکرؓ کے دروازے کے۔ امت سے آپؐ کے آخری الفاظ یہ تھے، **اے لوگو! اللہ کی لعنت ہے یہودیوں اور عیسائیوں پر، کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو عبادت کی جگہ بنالیا ہے، میرے بعد میری قبر کو عبادت والی چیز نہ بنانا۔** پھر آپؐ نے فرمایا، اگر میں نے کسی کو ناانصافی سے چابک مارا ہو اُس کے لیے میری کمر حاضر ہے، وہ یہاں اِس دنیا میں مجھ سے بدلہ لے لے آخرت میں نہیں۔ اگر میں نے کسی کے پیسے دینے ہیں وہ مانگ لے تاکہ میں اسے اس دنیا میں دے دوں۔ اگر میں نے کسی کیا ہو تذلیل کیا ہو یہ اُس کی شہرت کو نقصان پہنچایا ہو، یہ میرا عزت و وقار ہے، وہ مجھے سے یہاں اپنی بے عزتی کا بدلہ لے سکتا ہے، آخرت میں نہیں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپؐ کی طرف میرے تین درہم واجب الادا ہیں۔ آپؐ نے خاندان والوں سے کہا کہ اِس کے تین درہم ادا کر دو۔ رسول اللہؐ نے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر منبر پر چڑھ گئے اور ایک دفعہ پھر اُن باتوں کو دہرایا جو پہلے آپؐ نے کی تھیں۔ ایک صحابیؓ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ آپؐ سواری پر تھے، آپؐ کا چابک میری کمر پر لگا تھا اور وہ اُس کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، یہ میری کمر ہے، اپنا بدلہ لے لو۔ صحابیؓ نے عرض کیا کہ مجھے جب چابک لگا تھا، تب اس کی کمر ننگی تھی۔ رسول اللہؐ نے اپنا اوپر والا لباس کھینچا تا کہ آپؐ کی کمر نظر آنے لگے اور اُسے بدلہ لینے لے لیے کہا۔ صحابیؓ نے آپؐ کی کمر کا بوسہ لے لیا۔ اے اللہ، ہم کہاں کھڑے ہیں؟؟؟ ہمارے رسولؐ کی آخری ہدایت و تلقین تھی کہ قبر پرستی نہ کرنا۔ آپؐ نے فرمایا، جلد ہی ہم حوضِ کوثر پر ملیں گے اور اللہ کی قسم میں اِسے دیکھ رہا ہوں، یہ اتنا ہے جتنا عائلہ اور جوہانہ کے درمیان کا فاصلہ ہے (عائلہ خلیج عقبہ کی چوٹی پر واقع ہے)۔ مجھے اِس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد کسی چیز کو اللہ کا شریک بناؤ گے لیکن مجھے خوف ہے کہ دنیا تمہیں اپنی طرف راغب کرے گی اور (مادیت کے حصول کے لیے) تم ایک دوسرے سے لڑو گے اور ایک دوسرے کو قتل کرو گے، پھر تم بھی ہلاک کر دیئے جاؤ گے، جیسے تم سے پہلی امتیں ہلاک کی گئی تھیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے لوگو، اللہ کو یاد رکھو، اللہ کو

نمازوں میں یاد رکھو اور آپ ؐ یہ الفاظ بار بار دہراتے رہے۔ اے اللہ ہمارے محبوب محمدؐ پر کھرب ہا درود و سلام بھیج اور ہمیں آپ ؐ کا پکا و سچا اور راسخ پیرو کار بنا۔ اے اللہ، ہمیں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنے والوں میں سے بنا۔ آمین

جمعرات کے دن رسول اللہؐ نے فجر، ظہر، عصر اور مغرب کی نمازوں کی اقتداء کی۔ عشاء کا وقت ہوا اور حضرت بلالؓ نے اذان دی۔ رسول اللہؐ نے اٹھنے کی کوشش کی، لیکن آپ ؐ اُٹھ نہ سکے، اور بے ہوش ہو گئے۔ ایک لمحہ کے لیے آپ ؐ ہوش میں آئے تو جو پہلی چیز آپ ؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھی وہ یہ تھی کہ۔ کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہماری ماں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، نہیں یا رسول اللہ، وہ آپ ؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ پُر امید ہیں۔ پھر آپ ؐ نے فرمایا، میرے لیے ایک بڑے برتن میں تازہ ٹھنڈا پانی لاؤ۔ آپ ؐ اندر تشریف لے گئے، غسل کیا، اپنے آپ کو تازہ دم کیا اور بہتری محسوس کرنے کے بعد باہر تشریف لائے اور جوں ہی آپ ؐ کھڑے ہوئے اور مسجد کی طرف چلنا شروع کیا تو گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ؐ کو دوبارہ ہوش آیا تو آپ نے پھر پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہماری ماں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، نہیں یا رسول اللہ، وہ آپ ؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ؐ دوبارہ نہائے، تازہ دم ہو کر کھڑے ہونے کی کوشش کی اُٹھ نہ سکے اور بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو تیسری دفعہ پھر آپ ؐ نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہماری ماں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا، نہیں یا رسول اللہؐ، وہ آپ ؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آخر کار آپ ؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو عشاء کی نماز کی امامت کرنے کو کہا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نماز عشاء کی امامت کی۔ اس کے بعد آپ ؐ کبھی نماز کی امامت نہ کرا سکے (یا اللہ)۔ اے اللہ ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جو تجھے راضی کرنے اور اپنے محبوب ؐ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنے کے لئے روزانہ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ آمین! اتوار کے دن رسول اللہؐ نے اپنے تمام خادموں اور غلاموں کو آزاد کر دیا۔ آپ ؐ کے گھر میں سات دینار تھے، آپ ؐ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ انھیں صدقہ کر دیں۔ آپ ؐ بے ہوش ہو گئے، جب آپ ؐ کو ہوش آیا، آپ ؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ انھوںؓ نے سات دینار صدقہ کر دیئے ہیں؟ عائشہؓ نے عرض کیا، نہیں کر سکی، وہ آپ ؐ کی تیمار داری میں مصروف تھیں۔ آپ ؐ نے کہا عائشہؓ انہیں صدقہ کر دو اور بیہوش ہو گئے۔ جب پھر ہوش آیا، آپ ؐ نے حضرت عائشہ سے پھر پوچھا کہ انھوںؓ نے سات دینار صدقہ کر دیئے ہیں؟ عائشہؓ نے عرض کیا، نہیں کر سکی، آپ ؐ نے عائشہؓ سے کہا کہ وہ کس طرح اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے جبکہ میرے گھر میں سات دینار ہیں۔ اے عائشہؓ اِن کو صدقہ کر دو، یہ کہہ کر آپ ؐ بیہوش ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ نے انھیں صدقہ کر دیا۔ اتوار کی رات کو آپ ؐ کے گھر چراغ جلانے کا تیل خریدنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ اس لیے حضرت عائشہؓ نے اپنے ہمسایوں سے کچھ تیل ادھار لیا۔ رسول اللہؐ اپنی بیماری کی وجہ سے انتہائی تھکاوٹ کا شکار تھے اور نماز کے لیے باہر نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن سوموار والے دن صحابہ کرام فجر کی نماز حضرت ابو بکرؓ کی

امامت میں ادا کر رہے تھے۔ انس بن مالکؓ بخاری و مسلم میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مسجد کی اگلی صف میں کھلنے والا پردہ اٹھایا، آپؐ سیدھے کھڑے تھے، آپؐ کا رخِ انور سب سے زیادہ خوب صورت تھا۔ صاف اجلا، چمکتا ہوا روشن چہرہ، رسول اللہؐ اپنی امت کو حالتِ نماز میں دیکھ کر مسکرائے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام کو بہت خوشی اور مسرت ہوئی اور وہ اپنی نماز ضائع کرنے کے قریب تھے۔ حضرت ابو بکر نے امامت حضورؐ کے حوالے کرنے کے لیے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ رسول اللہؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو امامت جاری رکھنے دی۔ رسول اللہؐ نے اپنے آخری منظر میں صحابہ کرامؓ کو باجماعت نماز ادا کرتے دیکھا، آپؐ نے اپنی امت کو نماز میں متحد دیکھا۔ صحابہ کرامؓ سمجھے کہ رسول اللہؐ کی صحت بہتر ہو رہی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اپنی دوسری بیوی جو مدینہ طیبہ کے باہر رہتی تھیں، کے ہاں جانے کی آپؐ سے اجازت طلب کی۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہؐ پر وقتِ نزع طاری ہو گیا۔ آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ آپؐ کی عیادت کے لیے آئیں۔ آپؐ نے ان کو قریب بلایا اور ان کے کان میں سرگوشی کی کہ آپ رحلت فرما رہے ہیں تو انھوں نے رونا شروع کر دیا۔ آپؐ نے انھیں واپس بلایا اور اُن کے کان میں کہا، تمؓ اہل بیت میں سب سے پہلے مجھؐ سے آملو گی، تو وہ مسکرانے لگیں (چھ ماہ بعد وہ بھی رسول اللہؐ سے جاملیں، ان کا بھی وصال ہو گیا)۔

آپؐ کے آخری لمحات میں حضرت عبد الرحمنؓ بن ابو بکرؓ رسول اللہؐ کے کمرے میں داخل ہوئے، آپؐ حضرت عائشہؓ کے بازؤں میں لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت عبد الرحمنؓ بن ابو بکرؓ نے مسواک پکڑی ہوئی تھی۔ رسول اللہؐ نے مسواک کو دیکھنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے سوچا کہ رسول اللہؐ مسواک طلب کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا، کیا آپؐ مسواک کرنا پسند کریں گے؟ آپؐ نے ہاں میں سر ہلایا۔ اس انتہائی نازک اور حساس وقت میں بھی آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے صاف دانتوں کے ساتھ ملاقات کرنا پسند کیا (اے میرے اللہ)۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی سے مسواک لی اور آپؐ سے پوچھا کہ کیا وہ اُنؐ کے لیے اُسے نرم کر دیں؟ آپؐ نے اثبات میں سر ہلایا۔ انھوں نے مسواک کو اپنے دہن مبارک میں چبا کر نرم کیا اور اسے رسول اللہؐ کو دے دیا۔ آپؐ نے اُسے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ مسواک کرنے کے فوراً بعد، آپؐ نے اپنا سر اور آنکھیں اوپر اٹھائیں اور اپنے مبارک ہونٹوں سے فرمایا تیرے ان بندوں کے ساتھ جن پر تو نے اپنی رحمت کی، تیرے انبیاءؑ اور رسولوںؑ کے ساتھ، صدیقین و صادقین کے ساتھ، شہداء کرام اور نیکو کار لوگوں کے ساتھ۔ اے اللہ، مجھے معاف کر اور مجھ پر رحم فرما۔ پھر جبریل امینؑ تشریف لائے اور عرض کیا، اے محمدؐ انتخاب کیجیے۔ آپؐ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا "ہاں"، "اللھم بالرفیق الاعلیٰ، اللھم بالرفیق الاعلیٰ، اللھم بالرفیق الاعلیٰ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے دعا کی اور آپؐ کے جسم پر ہاتھ پھیرا، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا، نہیں۔ دعا کرو کہا اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رفاقت عطا فرمائے۔ اپنا انتخاب کرنے کے بعد آپؐ نے اپنی پیشانی پر پانی لگانے کی کوشش کی اور آپ کا ہاتھ نیچے گر گیا۔ آپؐ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رفاقت میں تھے۔ ہم اللہ کے لیے ہیں اور اُسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ

راجعون)اے اللہ، اے اللہ، اے اللہ نبیؐ پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ کے رسولؐ ہم آپؐ سے محبت کرتے ہیں اور ہم آپؐ کے احسان منداور سپاس گزار ہیں۔ اے اللہ اپنے اور ہمارے محبوبؐ پر بے حد و بے حساب رحمتیں نازل فرمااور جزاکے دن ہمیں اُنؐ کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔ اور ہماری ذات کے اندر آپؐ کی محبت اتنی راسخ کر دے کہ ہم برضا و رغبت آپؐ کی سنت پر عمل کریں۔ آمین! اے مسلمانو، اے مسلمانو! ہمارے نبیؐ اپنے آخری ایام میں بھی اپنی امت کے ترکِ نماز کے متعلق فکر مند تھے۔ اے اللہ، ہمیں مسجد میں باجماعت پنجگانہ نماز ادا کرنے کا پابند بنادے تاکہ ہم تجھے راضی کر سکیں اور نبیؐ کے رخ انور پر ویسی مسکراہٹ دیکھ سکیں، جیسی آپ کے چہرہ مبارک پر آخری دفعہ اپنے صحابہ کرام کو باجماعت نماز پڑھتے دیکھ کر مسکراہٹ آئی تھی۔ آمین!

جونہی آپؐ کا ہاتھ گرا، کمرہ خوشبو سے بھر گیا۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے آپؐ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا (چونکہ آپؐ کو بخار تھا، آپؐ کو پسینہ آرہا تھا) اور اس کے بعد انھوں نے بہت دفعہ وضو کیا، غسل کیا اور ہفتوں گزرنے کے باجود خوشبو باقی رہی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب کوئی نیک روح دنیا فانی سے رخصت ہوتی ہے تو اُسے انتہائی شاندار خوشبودار کپڑے میں لپیٹ کر لے جایا جاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اور حضرت حفصہؓ نے اپنے والد حضرت عمرؓ کو بلایا۔ پہلے حضرت عمرؓ تشریف لائے، انھوں نے اجازت طلب کرنے کے لیے دروازہ پر دستک دی کیونکہ یہ حضرت عائشہؓ کی رہائش تھی۔ حضرت عائشہؓ نے اجازت دی اور اپنے چہرہ کو ڈھانپ لیا۔ وہ انتہائی غم اور کرب کی حالت میں تھیں مگر انھوں نے نہ اپنا چہرہ نوچا نہ کپڑے پھاڑے کیونکہ یہ رسول اللہ کی تعلیمات نہیں تھیں۔ حضرت عمرؓ ایک اور صحابی مغیرہؓ بن شعبہ کے ساتھ حاضر ہوئے اور گویا ہوئے، اُف اتنے بے ہوش، اتنی گہری بے ہوشی! اور رسول اللہؐ کے گھر سے باہر جانے کی کوشش کی۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا اے عمرؓ رسول اللہؐ بے ہوش نہیں ہوئے بلکہ وصال فرما گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا جھوٹے، تم وہ شخص ہو جو فتنہ کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ رسول اللہؐ کا انتقال نہیں ہو سکتا۔ آپؐ اپنے آقا و مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں گئے ہیں اور واپس آجائیں گے، بالکل اسی طرح جس طرح موسیٰؑ واپس آگئے تھے، اور وہ منافقوں کے بائیں ہاتھ اور دائیں ٹانگیں کاٹ دیں گے۔ رسول اللہؐ سے انتہا درجہ کی محبت کرنے کی بنا پر حضرت عمر حقیقت کا ادراک نہ کر سکے۔ انھوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور کہا، جو کوئی یہ کہے گا کہ رسول اللہؐ کا وصال ہو گیا ہے، وہؓ اس کا سر قلم کر دیں گے۔ اس شور شرابا اور الجھاؤ میں صحابہ کرامؓ مسجد نبویؐ میں اکٹھے ہو گئے۔ حضرت عمرؓ چلا رہے تھے کہ آپؐ کا وصال نہیں ہوا اور گھر سے خبر تھی کہ آپؐ کا وصال ہو گیا ہے۔ ہر طرف ایک ذہنی الجھاؤ تھا۔ صحابہ کرامؓ اور مسلمانوں کے لیے یہ تاریخ کا سب سے زیادہ غم اور صدمہ کا دن تھا۔ یہ روئے زمین پر آنے والے تمام انسانوں میں سے سب سے عظیم انسان حضرت محمدؐ کے وصال کا دن تھا۔ یہ اُس انسان کا وصال تھا جس سے صحابہ کرامؓ اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت کرتے تھے اور جو ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ جب آپؐ کا

وصال ہوا تو اکثر صحابہ کرام صدمہ کی حالت میں چلے گئے، آپؐ اُن کے محبوب تھے اور وہ آپؐ سے جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپؐ وہ ہستی تھے جن سے وہ اپنی جانوں، اپنے والدین اور اپنے خاندان والوں سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ اِس واقعہ نے اُن کو صدمے کی انتہا تک پہنچا دیا تھا اور اُن سے صبر کا دامن چھوٹ گیا تھا۔ رسول اللہؐ سے انتہائی محبت کی بناپر حضرت عثمانؓ سکتہ میں چلے گئے، حضرت علیؓ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ایک بدو صحابیؓ نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور دعا کی: "اے اللہ، یہ آنکھیں نبیؐ کو دیکھنے کے لئے اور کان اُن کی آواز سنے کے لئے تھے۔ اے اللہ، اگر آپؐ نہیں رہے تو پھر مجھے اِن آنکھوں کی ضرورت نہیں"۔ اس کی دعا قبول ہو گئی اور وہ اندھا ہو گیا۔ اپنے نبیؐ سے والہانہ محبت کی بنا پر صحابہ کرامؓ شدید صدمہ سے دوچار تھے۔ صحابہ کرامؓ آنسو بہا رہے تھے، خواہش کر رہے تھے کہ یہ دن دیکھنے سے پہلے اُنھیں موت آگئی ہوتی۔ اُن میں سے سب سے طاقتور حضرت عمرؓ تلوار سونتے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ منافق کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ رحلت فرما گئے ہیں۔ اللہ کی قسم، اُن کا وصال نہیں ہوا۔ وہ اپنے اللہ سے ملنے گئے ہیں۔ جب آپؐ واپس آئیں گے تو منافقوں کو سزا دیں گے۔

حضرت عباسؓ ابن عبد المطلبؓ نے لوگوں سے سوال کیا کہ کیا کبھی کسی نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہو کہ آپؐ کا وصال نہیں ہو گا۔ ہر ایک نے کہا نہیں۔ حضرت عباسؓ نے پھر ہر ایک کو اُن کے اپنے اُوپر گواہ بنایا اور کہا کہ جب اللہ اور رسول اللہؐ نے ایسی کوئی ضمانت نہیں دی کہ اللہ کے رسولؐ ہمیشہ زندہ رہیں گے، لہٰذا آپؐ وصال فرما چکے ہیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے۔ اور اپنی بیٹی کے گھر میں داخل ہوئے۔ انھوںؓ نے کپڑا اہٹایا اور نبی رحمتؐ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، اے میرے دوست، اے میرے دوست، اے میرے دوست، وہ پھر جھکے اور پھر آپؐ کا بوسہ لیا اور کہا، اے منتخب کردہ، وہ پھر جھکے اور پھر آپؐ کا بوسہ لیا اور کہا، اے میرے رسولؐ، اللہ نے آپؐ کے لیے جو موت تجویز کی تھی، آپؐ اس کا سامنا کر چکے ہیں اور اللہ آپ کا اس سے دوبارہ سامنا نہیں کرائیں گے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔ یا اللہ.... ! حضرت ابو بکر صدیقؓ مسجد میں چلے گئے، اور حضرت عمرؓ ابھی تک چلا چلا کر اپنی بات دہرا رہے تھے، انھوں نے حضرت عمرؓ کو دو دفعہ بیٹھ جانے کو کہا، لیکن وہ اپنے آپ میں نہیں تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ منبر پر چڑھ گئے اور امت کے لیے سدا بہار اور دائمی الفاظ میں اپنا وہ مشہور خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا، جو کوئی محمدؐ کی عبادت و پرستش کرتا تھا، وہ سمجھ لے کہ محمدؐ رحلت فرما چکے ہیں، لیکن جو اللہ کی بندگی و عبادت کرتے ہیں، سمجھ لیں کہ اللہ رب العزت ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ اُسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ پھر اُنھوںؓ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی، محمدؐ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، اور اُن سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دئے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو اُلٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے

شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انھیں وہ اُس کی جزا دے گا(3:144)۔ حضرت عمرؓ نے تلوار پھینک دی اور اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے اور بیہوش ہو گئے۔

قرآن مزید کہتا ہے، (اے نبیؐ) تم سے پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن پر ہم وحی کیا کرتے تھے۔ تم لوگ اگر علم نہیں رکھتے تو اہلِ کتاب سے پوچھ لو۔ اُن رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں، اور نہ وہ سدا جینے والے تھے(8-21:7)۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب رسول اللہؐ کا وصال ہوا تو آپؐ نے اپنے پیچھے نہ دینار چھوڑے نہ روپیہ پیسہ۔ آپؐ نے صرف ایک سفید خچر چھوڑا جس پر آپؐ سواری کرتے تھے۔ ایک زرہ جو آپؐ میدان جنگ میں پہنتے تھے۔ ایک کپڑا جس سے آپؐ اپنے آپ کو ڈھانپتے تھے اور ایک پیالہ جس میں آپؐ کھانا کھاتے تھے۔ آپؐ کا وصال جائیداد کی ملکیت رکھتے ہوئے نہ ہوا جسے آپؐ کے خاندان میں تقسیم کیا جاتا۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ پیغمبرؑ کا کوئی ترکہ نہیں ہوتا۔ اے اللہ! پیارے رسولؐ نے ہمیں دیکھا نہیں تھا پھر بھی آپؐ ہم سے محبت کرتے تھے، ہمیں اپنا محبوب کہتے تھے۔ اے اللہ، آپؐ کی محبت کو ہمارے دلوں میں راسخ کر دے تاکہ ہم اُنؐ سے اپنی زندگیوں سے زیادہ محبت کریں۔ اے اللہ کروڑوں، اربوں درود و سلام بھیج ہمارے محبوبؐ پر اور ہمیں اُنؐ کا سچا اور مخلص پیرو کا بنا دے اور اُنھیںؐ ہم سے راضی کر دے۔ آمین۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابرہیم انک حمید مجید۔

قرآن رسول اللہؐ کے متعلق کیا کہتا ہے؟

قرآن میں بیان کئے گئے کافروں کے اعتراضات

1) سورۃ بنی اسرائیل، آیت 93-90 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اور انہوں نے کہا، ہم تیری بات نہ مانیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے۔ یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو اور تو اس میں نہریں رواں کر دے۔ یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے۔ یا خدا اور فرشتوں کو رُو در رُو ہمارے سامنے لے آئے۔ یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک کہ تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔ اے نبیؐ، ان سے کہو، پاک ہے میرا پروردگار! کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں۔"

2) سورۃ الانعام، آیت 9-7 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے پیغمبرؐ، اگر تمھارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی لکھائی کتاب بھی اتار دیتے اور لوگ اُسے اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی جنھوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ یہی کہتے کہ یہ تو

صریح جادو ہے۔ کہتے ہیں کہ اِس نبی پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ اگر کہیں ہم نے فرشتہ اتار دیا ہوتا تو اب تک کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا، پھر انھیں مہلت نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم فرشتے کو اتارتے تب بھی اسے انسانی شکل ہی میں اتارتے اور اس طرح انھیں اسی شبہ میں مبتلا کر دیتے جس میں اب مبتلا ہیں۔''

3) سورۃ المؤمنون، آیت 34-33 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا اور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا، جن کو ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا، وہ کہنے لگے، یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم جیسا۔ جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو وہی یہ پیتا ہے۔ اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت قبول کر لی تو تم گھاٹے ہی میں رہے۔''

4) سورۃ الفرقان، آیت 8-7 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''وہ کہتے ہیں، یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہ اس کے پاس کوئی فرشتہ بھیجا گیا جو اس کے ساتھ رہتا اور وہ (نہ ماننے والوں کو) دھمکاتا؟

5) سورۃ المؤمنوں، آیت 24 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم جیسا۔ اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے۔

قرآن پاک کی وضاحت

1) سورۃ یونس، آیت 2 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''کیا لوگوں کے لیے یہ ایک عجیب بات ہو گئی کہ ہم نے خود انہی میں سے ایک آدمی پر وحی بھیجی کہ (غفلت میں پڑے ہوئے) لوگوں کو چونکا دے اور جو مان لیں ان کو خوش خبری دے دے۔''

2) سورۃ الفرقان، آیت 20 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اے نبیؐ، تم سے پہلے جو رسول بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے۔ دراصل ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ کیا تم صبر کرتے ہو؟ تمھارا رب سب کچھ دیکھتا ہے۔''

3) سورۃ بنی اسرائیل، آیت 96-94 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''لوگوں کے سامنے جب کبھی ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے سے اُن کو کسی چیز نے نہیں روکا مگر اُن کے اِسی قول نے کہ کیا اللہ نے بشر کو پیغمبر بنا کر بھیج دیا؟ اے محمدؐ اِن سے کہو، اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور آسمان سے کسی فرشتے ہی کو اُن کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجتے۔ اے نبیؐ، ان سے کہہ دو کہ میرے اور تمھارے درمیان بس ایک اللہ گواہی کے لیے کافی ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔'' چونکہ فرشتے گلیوں میں چلتے پھرتے نظر نہیں آتے۔ اسی لئے تمام انبیاؑء جو انسانی نسل کے لیے بھیجے گئے وہ انسان ہی تھے۔

4) سورۃ الانبیاء، آیت 8-7 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اور اے نبیؐ، تم سے پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن پر ہم وحی کیا کرتے تھے۔ تم لوگ اگر علم نہیں رکھتے تو اہلِ کتاب سے پوچھ لو۔ اُن رسولوںؑ کو ہم نے

ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں، اور نہ سدا جینے والے تھے۔" اللہ سبحان و تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ سارے نبی انسان تھے، وہ کھاتے، پیتے تھے او اپنے وقتِ مقرر پر اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

5) سورۃ الرعد، آیت 38 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول ؑ بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا"۔

6) سورۃ حٰم السجدہ، آیت 6 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے نبیؐ، ان سے کہو، میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا۔ مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے، لہٰذا تم سیدھے اُسی کا رُخ اختیار کرو اور اس سے معافی چاہو۔ تباہی ہے مشرکوں کے لیے"

7) سورۃ یوسف، آیت 109 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے نبیؐ، تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر ؑ بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے اور انھی بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے، اور انھی کی طرف ہم وحی بھیجتے رہے ہیں۔ پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اُن قوموں کا انجام انھیں نظر نہ آیا جو اِن سے پہلے گزر چکی ہیں؟ یقیناً آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لیے اور زیادہ بہتر ہے، جنھوں نے (پیغمبروں ؑ کی بات مان کر) تقویٰ کی روش اختیار کی۔ کیا اب بھی تم لوگ نہ سمجھو گے؟"

8) سورۃ آل عمران، آیت 144 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "محمدؐ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسولؐ ہیں، اُن سے پہلے اور رسول ؑ بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انھیں وہ اس کی جزا دے گا۔"

9) سورۃ آل عمران، آیت 164 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "در حقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُن کے درمیان خود انھی میں سے ایک ایسا پیغمبر ؑ اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، اُن کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور اُن کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔"

10) سورۃ الکھف، آیت 110 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: اے نبیؐ کہو میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، پس جو کوئی اپنے ربّ کی ملاقات کا اُمیدوار ہو، اس کو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے ربّ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔

11) آخر میں سورۃ الزمر، آیت 71 میں اللہ کہتا ہے: جب فیصلہ ہو جائے گا اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تھا جہنّم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے کارندے ان سے کہیں گے "کیا تمہارے پاس اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے

جنھوں نے تم کو تمہارے ربّ کی آیات سنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہوگا(''سب سے آخیر میں سورۃ البقرہ، آیت(2:129) میں حضرت ابراہیمؑ اللہ سے دعا مانگتے ہیں، ''اے ربّ ان لوگوں میں توؑ انہی کی قوم میں سے ایک رسول (رسولاً، افضل ترین رسول) اٹھانا، جو اُنھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب (اللہ) اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ تو بڑا مُقتدر اور حکیم ہے۔''
حضرت محمدؐ، حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا ثمر ہیں اور وہ کتاب اللہ سے لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُنھیں انسانوں میں سے مانگا تھا۔ تاکہ انسان آپؐ پر فخر کر سکیں۔ اگر آپؐ نور ہوتے تو نورانی مخلوق آپؐ پر فخر کرتی، اگر آپؐ جنوں میں سے ہوتے تو جن آپؐ پر فخر کرتے اور اپنی قوم میں جا کر یہ نہ کہتے: سورۃ الاحقاف، آیت(46:30-31) میں: ''اے ہماری قوم کے لوگو، ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰؑ کے بعد نازل کی گئی ہے، تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی، رہنمائی کرتی ہے حق اور راہِ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم کے لوگو، اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کر لو اور اُس پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائے گا اور تمہیں عذابِ الیم سے بچادے گا۔'' اللہ کے نبیؐ اُن سے نہیں ملے نہ دیکھ سکے، یہ بات اللہ نے اُنھیں وحی سے بتائی۔ اگلی آیات اس کی وضاحت کرتی ہیں۔ سورۃ الجن، آیت(72:1-2) میں: ''اے نبی کہو، میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے غور سے سنا۔ پھر (جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے) کہا: ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اُس پر ایمان لے آئے اور اب ہم ہر گز اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے''۔ جن سمجھ گئے اور ہم میں سے اکثر انسانوں کو شیطان جن نے بہکا دیا ہے۔ جلیل القدر انبیاء انسانوں میں سے اُٹھے ہیں۔ وہ ہمارا فخر ہیں۔
قرآن کریم اِن حوالوں سے بھرا پڑا ہے۔ میں نے کچھ درج کیے ہیں بشریت کے نقطۂ نظر پر زور دینے کے لیے۔

نبیؐ نے اپنے بارے میں کیا کہا

صحیح بخاری جلد اول باب نمبر 8 باب الدعاء، حدیث نمبر 393 میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہؐ نے باجماعت نماز کی امامت کی۔ جب آپؐ نے نماز ختم کی، اپنے رخِ انور کو پھیرا اور سلام کہا۔ تو آپؐ سے سوال پوچھا گیا، اے اللہ کے رسولؐ! کیا نماز کے طریقہ میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے؟ آپؐ نے پوچھا، آپ (لوگوں) کا مطلب کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپؐ نے پانچ رکعت ادا کی ہیں۔ لہٰذا رسول اللہؐ قبلہ رُخ ہوئے اور سجدۂ سہو کے دو سجدے ادا کیے اور تسلیم کے ساتھ اپنی نماز مکمل کی۔ پھر آپؐ نے اپنا رخِ انور ہماری طرف کیا اور فرمایا، اگر نماز (کے طریقہ کار) میں کوئی تبدیلی ہوتی تو میں نے یقیناً تمہیں مطلع کرتا۔ میں بھی آپ لوگوں کی طرح انسان ہوں۔ میں بھی بھول سکتا ہوں۔ اس لیے اگر میں بھول جاؤں تو میری تصحیح کریں اور اگر کسی

کواپنی نماز کے متعلق شک ہو تواُسے ویسے ہی عمل کرنا چاہیے جسے وہ درست سمجھتا ہو اور اُسی کے مطابق نماز مکمل کرنی چاہیے اور دو سجدے (سہو) کر کے سلام پھیرے۔

نور یا بشر

اُوپر دی گئی قرآن کی آیات اور نبیؐ کی حدیث پڑھنے کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے باوجود میں اس پر گفتگو کرونگا تاکہ لوگوں کے مختلف تصورات کو واضح کر سکوں۔ نور اور بشر کا موضوع بہت ہی نازک اور حساس موضوع ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میں لوگوں کے غلط تصورات کو حتی الوسعت بغیر کسی کا دل دکھائے واضح کر سکوں۔ میری رائے میں تمام انبیاءؑ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ اگر ہم تمام انبیاؑء کے کردار اور شخصیت پر نظر دوڑائیں تو ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ وہ اعلیٰ ترین انسان تھے۔ اُن میں انتہادرجے کا صبر و تحمل اور بردباری تھی اور انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی گناہ نہیں کیا۔ وہ معصوم ہیں (ہر گناہ سے پاک)۔ اس پہلو کی وجہ سے ہم انھیں فرشتوں کی طرح نور کہہ سکتے ہیں۔ جن کی تخلیق روشنی سے کی گئی ہے، لیکن ایک فرق کے ساتھ، فرشتوں کی جنیاتی تشکیل میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ گناہ کر نہیں سکتے، جبکہ انبیاءؑ گناہ نہیں کرتے۔ وہ آدمؑ کی اولاد میں سے بہترین انتخاب ہیں۔ اُن کے والدین، اُن کی بیویاں، اُن کے بچے اور اُن کے دوست احباب سب انسان تھے۔ وہ اعلیٰ ترین مخلوق (انسانوں) میں سے اعلیٰ ترین ہیں اور نبیؐ سیّد الانبیاء ہیں۔

1) پہلا مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ ہماری طرح کے انسان ہیں۔ یہ ایک انتہاء ہے، اور میری رائے میں جو شخص ایسی بات کہتا ہے، وہ اپنا ایمان ضائع کرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ میں اِس کی وضاحت ایک مثال سے دینے کی کوشش کروں گا۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ کسی ملک کا بادشاہ اور اُس ملک کا ایک عام شہری دونوں اُس ملک کے برابر کے شہری ہیں، تو یہ غلط ہو گا۔ پہلا دوسرے کا مالک ہے۔ اسی طرح انبیاؑء اللہ تعالیٰ کے بعد اپنے ماننے والوں کے مالک ہیں۔ مزید برآں بادشاہ انبیاء کی جوتوں کی خاک سے بھی کمتر ہیں۔ تمام اولیاء مل کر ایک صحابیؓ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ تمام صحابہؓ مل کر ایک نبیؐ کے برابر نہیں ہو سکتے اور رسولؑ نبیوںؑ سے اعلیٰ ہیں اور محمدؐ رسولوں کے سردار ہیں۔

2) دوسرا مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ انسان نہیں تھے بلکہ آپؐ فی الواقع نور سے بنائے گئے ہیں۔ یہ بہت ہی حساس مسئلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے پہلے اِس بات پر گفتگو کی کہ قرآن آپؐ کے متعلق کیا کہتا ہے اور نبیؐ نے اپنے بارے میں کیا کہا۔ قرآن اور نبیؐ کا قول واضح ہے کہ آپؐ آدمؑ کی اولاد اور انسان تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نبیؐ تھے۔

آیئے انسانی اوصاف کا تقابل نوری مخلوق سے کرتے ہیں۔

1) رسول اللہؐ ہر سوموار اور جمعرات، رمضان کا پورا مہینہ، ذوالحجہ کے نو دن اور شوال کے چھ دن روزے رکھا کرتے تھے۔ فرض کریں کہ آپؐ نور ہیں، پھر آپؐ اگر اتنے دنوں تک روزے رکھتے تھے تو یہ کوئی کارنامہ نہیں، کیونکہ فرشتوں (نور) کو خوراک کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ کبھی بھوک محسوس نہیں کرتے ہیں۔ قرآن سورۃ ہود آیت 69-70 میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اور ہمارے پیامبر ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لائے۔ انھوں نے کہا، امن و سلامتی ہو آپؑ پر۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا، آپ پر بھی امن و سلامتی ہو۔ اور جلد ہی وہ (ابراہیمؑ) اُن کے لیے بھنا ہوا بچھڑا لائے۔ لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ وہ اُس کی طرف اپنے ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو وہ (ابراہیمؑ) اُن کے بارے میں شک میں پڑ گئے اور اپنے دل میں اُن سے خوف محسوس کرنے لگے۔ (اگرچہ قرآن صاف طور پر بتاتا ہے کہ سارے پیغمبر بشمول محمدؐ کے اپنی اپنی قوم میں سے تھے، انسان تھے۔ پھر بھی ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ انسانی شکل میں نور تھے، انھیں معلوم ہو جانا چاہیے کہ اِن آیات میں فرشتے (نور) انسانی شکل میں تھے اور انھوں نے کھانا نہیں کھایا) انھوں نے کہا، خوف نہ کریں ہمیں قومِ لوطؑ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ فرشتوں کو قومِ لوطؑ کو تباہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ قومِ لوط کی طرف جاتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی خوشخبری دیتے جائیں، وہ انسانی شکل میں آئے اور حضرت ابراہیمؑ اُن کو پہچان نہ سکے۔ (اُن کے پاس علمِ غیب نہیں تھا) انھوں نے بچھڑے کو بھونا اور انھیں کھانے کی دعوت دی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے ہے۔ اس بات نے حضرت ابراہیمؑ کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں رواج تھا کہ اگر کوئی کسی کے گھر کا نمک کھا لیتا تو اُسے اور اُس کے خاندان کو نقصان نہیں پہنچاتا تھا۔ اس سے یہ بات بلاشبہ ثابت ہوتی ہے کہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے، جبکہ بنی نوع انسان کو اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ سورۃ الفرقان، آیت 20 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اے نبیؐ، تم سے پہلے جو رسولؑ بھی ہم نے بھیجے تھے وہ سب کھانا کھانے والے اور بازاروں میں چلنے پھرنے والے لوگ ہی تھے''۔ مزید برآں ہمیں یہ بھی قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ابراہیمؑ کو غیب کا علم ہوتا تو وہ بچھڑے کو نہ بھونتے اور اگر فرشتوں کو غیب کا علم ہوتا تو وہ حضرت ابراہیمؑ کو بچھڑا بھوننے سے منع کر دیتے۔ جنگ احزاب میں رسول اللہؐ نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے جبکہ صحابہ کرامؓ نے ایک ایک پتھر باندھا ہوا تھا۔ انھوں نے پتھر اس لیے باندھے تاکہ دماغ کو پیٹ کے بھرے ہونے کا تاثر دیں اور انھیں بھوک محسوس نہ ہو۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ محمدؐ، اُولادِ آدمؑ میں سے تھے اور آدم بشر تھے۔

2) فرشتوں (نور) کی جنیاتی تشکیل میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ تھکتے نہیں۔ جب کہ رسول اللہؐ تھکتے تھے، آپؐ آرام بھی کرتے اور سوتے بھی تھے۔

3) فرشتوں کی جنیاتی تشکیل میں جنس نہیں ہے۔ ان میں نر اور مادہ نہیں ہوتے جبکہ رسول اللہؐ نے بارہ شادیاں کیں اور آپؐ صاحب اولاد بھی تھے۔

4) فرشتوں کی جنیاتی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ اُن کے جسم میں خون نہیں ہوتا۔ جبکہ طائف میں رسول اللہؐ کو سر سے پاؤں تک خون میں نہلا دیا گیا تھا۔ آپؐ کا خون جنگ اُحد میں بھی بہا۔

5) فرشتوں کی جنیاتی تشکیل میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ بوڑھے نہیں ہوتے جبکہ محمد رسول اللہؐ وقت کے ساتھ ساتھ بوڑھے ہوئے۔ آپ نوزائیدہ بچے سے عمر رسیدہ ہوئے سر اور داڑھی میں سفید بالوں کے ساتھ۔

6) آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان اُس کی بہترین مخلوق ہے، اور اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں جو مٹی سے بنائے گئے تھے۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ ایک راست باز انسان فرشتوں سے زیادہ افضل ہوتا ہے۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نور ہیں تو ہم آپؐ کے درجہ کو کم کرتے ہیں۔ آپؐ اعلیٰ ترین مخلوق (انسانوں) میں اعلیٰ ترین ہیں۔ ہم مشہور محاورہ بول سکتے ہیں کہ: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

فرشتوں سے بہتر ہے، انسان ہونا
مگر اس میں لگتی ہے، محنت زیادہ

عالم الغیب

رسول اللہؐ کے عالم الغیب ہونے کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے؟

سورۃ احقاف، آیت 9 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''(اے نبیؐ) ان سے کہو میں کوئی نرالا رسولؑ تو نہیں ہوں، میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا، میں تو صرف اُس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبردار کر دینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔'' یہ آیت کریمہ صاف اور واضح طور پر بتاتی ہے کہ رسول اللہؐ کو خود معلوم نہیں اُن کے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ کیا ہوگا۔

سورۃ الانعام، آیت 50 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اے نبیؐ، ان سے کہو، میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اُس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔'' پھر واضح طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبیؐ کو فرما رہے ہیں، اعلان کرو کہ نہ میرےؐ پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں علم غیب رکھتا ہوں اور نہ میں فرشتہ (نور) ہوں۔

سورۃ اعراف، آیت 188 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''اے نبیؐ ان سے کہو کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ایک خبردار کرنے والا خوش خبری

سنانے والا ہوں اُن لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں۔'' یہ انتہائی گہرا بیان ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہؐ کو اعلان کرنے کا کہتے ہیں۔ اللہ انھیں یہ کہتے ہیں: 1) آپؐ کے پاس خود اپنے آپ سے بھلائی کرنے کا اختیار نہیں۔ 2) آپؐ کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ اپنے ساتھ ہونے والے کسی نقصان کو روک سکیں۔ صرف وہی ہو گا جو اللہ چاہے گا۔ 3) آپؐ کہہ دیں کہ اگر آپؐ کے پاس علمِ غیب ہوتا تو آپؐ اپنے لیے بہت سے فوائد حاصل کرتے اور آپ کو کبھی کوئی نقصان نہ ہوتا۔ نبیؐ نے خود کہا ہے کہ انہیں سب سے زیادہ آزمایا گیا ہے۔ آپؐ نے شدید قسم کے جسمانی زخم اٹھائے تھے۔

احادیثِ رسول اللہؐ جو آپؐ کے عالم الغیب نہ ہونے کی تصدیق کرتی ہیں۔

1) صحیح بخاری کی جلد نمبر 3 کتاب التوحید حدیث 2231 میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا، غیب کی پانچ کنجیاں ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ اُن کے متعلق جانتے ہیں۔ رحمِ مادر میں کیا ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ جانتے ہیں (نیک یا بد)۔ بارش یقین کے ساتھ کب آئے گی صرف اللہ جانتا ہے۔ ایک شخص کا انتقال کہاں ہو گا، صرف اللہ جانتا ہے۔ قیامت کب قائم ہو گی۔ صرف اللہ جانتا ہے۔

2) صحیح بخاری جلد نمبر 3 کتاب التوحید حدیث 2237 میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، اگر آپ سے کوئی کہے کہ رسول اللہؐ نے اللہ کو دیکھا تھا تو وہ غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ کہ آنکھیں اُسے نہیں دیکھ سکتی اور اگر کوئی کہے کہ رسول اللہؐ غیب جانتے ہیں (غیب کا علم رکھتے ہیں) تو وہ غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں خود فرماتا ہے کہ اُس کے سوا کسی کے پاس علمِ غیب نہیں۔

3) صحیح بخاری جلد اول حدیث 224 اور صحیح مسلم جلد اول حدیث 392 میں حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ حج کے لیے رسول اللہؐ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ مکہ پہنچنے پر رسول اللہؐ پر وحی کا نزول ہوا کہ اگر کوئی قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لایا تو وہ عمرہ کر سکتا ہے اور اپنے کپڑے تبدیل کر سکتا ہے اور اپنے آپ کو احرام کی پابندیوں سے آزاد کر سکتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر آپؐ کو پہلے سے معلوم ہوتا تو وہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتے۔

یہ بھی ایک حساس و نازک موضوع ہے۔ لیکن میں اپنے محدود علم کی حد تک اپنی انتہائی کوشش کروں گا کہ درست اور برحق عقیدہ پیش کروں۔ ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ نبیؐ غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے۔ یہ درست نہیں ہے۔ میری کتاب شیطانی تکون میں درج تمام احادیث غیب اور مستقبل کے واقعات کے متعلق بتاتی ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سورۃ جن، آیت 27-26 میں ارشاد فرماتا ہے ''وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اُس رسولؐ کے جسے اُس نے (غیب کا علم دینے کے لیے) پسند کر لیا ہو۔''

قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات یہ ظاہر کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ کو غیب کی باتیں بتائی گئی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کا نظریہ برحق تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اُن کے رسولؐ انھیں مستقبل (غیب) کی خبریں دیتے ہیں۔ رسول اللہؐ غیب کے متعلق بتانے والے تھے، جاننے والے نہیں تھے۔ قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کے حوالہ جات کے مطالعہ کے بعد بلا شک و شبہ کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہؐ عالم الغیب نہیں تھے۔ نقطۂ نظر کے استحکام کے لیے آیے ئے اپنے آپ سے چند سوالات کرتے ہیں۔

1) اگر نبیؐ غیب کا علم جانتے تو جنگ اُحد میں آپ کو پتا ہوتا کہ چوٹی پر متعین کئے گئے تیر انداز اپنے امیر کی نافرمانی کریں گے اور جیتی ہوئی جنگ ہار میں بدل جائیگی۔ آپؐ اُن کی جگہ کسی اور کو وہاں متعین کرتے اور آپؐ کے محبوب چچا امیر حمزہؓ شہید نہ ہوتے، نہ ہی ان کی لاش کا مثلہ کیا جاتا۔

2) اگر رسول اللہؐ کو غیب کا علم ہوتا تو آپؐ زہریلا کھانا نہ کھاتے۔ آپؐ کو صرف اس وقت علم ہوا جب اللہ کے حکم سے کھانا خود بول پڑا اور آپؐ کو اطلاع دی کہ وہ زہریلا ہے۔ رسول اللہ نے بستر مرگ پر حضرت عائشہؓ کو بتایا تھا کہ اُن کی صحت کی خرابی اسی زہر کا نتیجہ ہے اور اُسی کی وجہ سے آپؐ کا وصال ہوا۔

3) اگر رسول اللہؐ کو غیب کا علم ہوتا تو پھر جنگ حنین میں آپؐ کو علم ہوتا کہ دشمن کے تیر انداز آپ کی فوج کے بڑے حصے کو تتر بتر کر دیں گے۔ تو آپ حفاظتی اقدامات اُٹھاتے۔ آپؐ خود کو دشمن کے رحم کرم پر نہ چھوڑتے، کہ تین ہزار مضبوط فوج کے مقابلہ میں آپؐ کے دفاع کیلئے صرف چودہ صحابہؓ نہ رہ جاتے۔

4) ایک عرب قبیلہ کے کچھ لوگ محمد رسول اللہؐ سے ملنے آئے۔ انھوں نے جھوٹ موٹ ظاہر کیا کہ اُنھوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، اور آپؐ سے درخواست کی کہ اُن کے قبیلہ کے لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے کچھ صحابہؓ اُن کے ہمرہ بھیج دیں۔ رسول اللہؐ نے ستر صحابہ کرامؓ کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ جنھیں غداری کر کے شہید کر دیا گیا۔ اگر رسول اللہؐ کو غیب کا علم ہوتا تو آپ کبھی بھی صحابہ کرامؓ کو اُن کے مقتل میں نہ بھیجتے۔ رسولؐ اللہ چالیس روز تک اس غدار قبیلہ کی تباہی کے لیے بددعا کرتے رہے۔

5) جب حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہوا اور اگر رسول اللہؐ کو غیب کا علم ہوتا تو آپؐ صحابہ کرام کو ہار تلاش کرنے کے لیے نہ کہتے۔ بلکہ آپؐ انھیں کہتے کہ اونٹ کو کھڑا کرو ہار مل جاتا۔ اس وجہ سے قافلہ کی روانگی میں تاخیر ہوئی اور وضو کے لیے کوئی پانی نہیں تھا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں تیمم کے متعلق ہدایات نازل ہوئیں (بخاری و مسلم جلد ا حدیث 48,106)۔

6) جب حضرت عائشہؓ پر اتہام بازی کی گئی تو رسول اللہؐ کو علم ہونا چاہیے تھا کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشہؓ کو ان کے والد کے گھر نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اُن کی برأت کا اعلان فرمایا۔

7)سورۃ الکھف، آیت 24-23 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "دیکھو کسی چیز کے بارے میں کبھی یہ نہ کہا کرو کہ میں کل یہ کام کر دوں گا۔(تم کچھ نہیں کر سکتے)الّا یہ کہ اللہ چاہے۔اگر بھولے سے ایسی بات زبان سے نکل جائے تو فوراً اپنے رب کو یاد کرو اور کہو، امید ہے کہ میرا رب اِس معاملے میں رُشد سے قریب تر بات کی طرف میری رہنمائی فرمادے گا۔" یہ واقعہ اس وقت ہوا جب مشرکین مکہ نے یہودیوں سے رابطہ کیا کہ وہ ایسی چیز انھیں بتائیں جس سے وہ آپؐ کو جھوٹا ثابت کر سکیں۔ یہودیوں نے انھیں رسول اللہؐ سے پوچھنے کے لیے تین سوال دیئے۔ انھوں نے کہا کہ اگر آپؐ ان سوالات کا جواب نہ دے سکیں تو آپ جھوٹے نبی ہوں گے۔ رسول اللہؐ نے انھیں اگلے دن آنے کو کہا اور ان شاء اللہ کہنا بھول گئے (اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا)۔ 18 دن تک (ایک دوسری روایت میں ہے کہ 40دن تک) وحی کا نزول نہ ہوا۔ کفار خوشیاں منا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ محمدؐ کا شیطان انھیں چھوڑ گیا ہے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اوپر دی گئی آیات نازل کیں، رسول اللہؐ کو یہ بتاتے ہوئے کہ آپ ہمیشہ ان شاء اللہ کہا کریں۔ اگر کبھی یہ کہنا بھول جائیں تو پھر انھیں کہنا چاہیے، میں امید کرتا ہوں کہ میرے آقا و مالک اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں میری رہنمائی اُس بات کی طرف کریں گے جو میرے لیے صراط مستقیم کے قریب ترین ہے۔ پھر ان کے سوالات کے جوابات وحی کیے گئے۔ یہ واقعہ ان اقوال کی نفی کرتا ہے کہ رسول اللہؐ سب کچھ جانتے تھے۔ یا انھیں علم غیب تھا۔ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

رسول اللہؐ سے قرآن پاک کو بدل دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا، آپؐ اسے نہیں بدل سکتے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ پھر آپ نے اُن سے سوال کیا کہ میں نے تم لوگوں کے ساتھ 40 برس گزارے ہیں تم نے مجھے کیسا پایا؟ اُن سب نے کہا کہ ہم آپؐ کو آزما چکے ہیں اور ہم نے آپؐ کو ہمیشہ سچا اور راست باز پایا ہے۔ رسول اللہ نے کہا کہ جب میں نے اپنے ذاتی معاملات میں جھوٹ نہیں بولا، پھر میں اللہ کے متعلق کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں۔ مندرجہ بالا واقعہ سے ہم نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں، رسول اللہؐ کے پاس اتنا ہی علم غیب تھا جتنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی تھی لیکن آپؐ عالم الغیب نہیں تھے۔

حاضر وناظر

حاضر وناظر ہونے کے لیے عالم الغیب ہونا لازم ہے۔ رسول اللہؐ عالم الغیب نہیں تھے، بلکہ آپؐ غیب کی خبریں دینے والے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپؐ کو مستقبل کی باتیں بتائیں اور آپؐ نے وہ اپنے صحابہ کرام کو بتائیں۔ سب کچھ جاننا اور عالم الغیب ہونا یہ اوصاف صرف اللہ تعالیٰ کیں ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ مردہ ہیں۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ آپؐ انبیاء، شہداء اور اولیاء کے ساتھ علیین میں زندہ ہیں۔ معراج کے دوران آپؐ نے ایک بہت بڑا اور خوب صورت محل دیکھا تھا، جو سدرۃ المنتہیٰ کو چھو رہا تھا۔ رسول اللہؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ محل آپؐ کا ہے۔ آپؐ نے جبریلؑ سے سوال کیا کہ کیا وہ اسے اندر سے دیکھ سکتے ہیں۔ آپؐ کو

بتایا گیا ابھی زمین پر زندگی گزارنے کے لمحات باقی ہیں اور آپؐ اپنے وصال کے بعد اس میں داخل ہو سکیں گے۔ آپؐ انبیاء، شہدا اور اولیاء کے ساتھ رہ رہے ہیں، کھا رہے ہیں، لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، جب لوگ آپ پر درود بھیجتے ہیں، یہ آپؐ کو پہنچایا جاتا ہے۔ (نہ کہ آپ سنتے ہیں) ایک دوسری انتہاء پر لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ زمین پر حاضر و ناظر ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے، مرنے کے بعد اس زمین پر کوئی واپس نہیں آ سکتا سوائے چند عبرت کے واقعات کے۔ اگر اس کی جازت ہوتی تو شہداء سب سے پہلے اِس دنیا میں واپس آتے۔ بعض لوگ کہیں گے کہ حضرت عیسٰیؑ کس طرح اس دنیا میں واپس آئیں گے؟ اس کا جواب سادہ ہے۔ انھیں زندہ اوپر اٹھا لیا گیا تھا اور انھوں موت نہیں آئی۔ وہ اللہ سبحانہ و تعالٰی کے منصوبے کو مکمل کرنے کے لیے زمین پر واپس آئیں گے اور موت کا سامنا کریں گے۔

قرآن کریم ہمیں رسول اللہؐ کے ذریعے کیا حکم دیتا ہے؟

1) سورۃ آل عمران، آیت 32-31 میں اللہ تعالٰی کہتا ہے: ''اے نبیؐ، لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے در گزر فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ اُن سے کہو کہ اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کرو پھر اگر وہ تمہاری یہ دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے، جو اس کی اور اُس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتے ہوں۔''

2) سورۃ الجن، آیت 22-20 میں اللہ تعالٰی کہتا ہے: ''اے نبی کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہو، میں تم لوگوں کے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا۔ کہو، مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ میں اُس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔''

3) سورۃ المؤمن، آیت 66 میں اللہ تعالٰی کہتا ہے: ''اے نبیؐ، اِن لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو اُن ہستیوں کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ (میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں) جب کہ میرے پاس ربّ کی طرف سے بیّنات آ چکی ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ربّ العالمین کے آگے سر تسلیم خم کر دوں۔''

4) سورۃ الرعد، آیت 66 میں اللہ تعالٰی کہتا ہے: ''(اے نبیؐ) تم صاف کہہ دو کہ مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں، لہٰذا میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اُسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

5) سورۃ الانعام، آیت 17 میں اللہ تعالٰی کہتا ہے: ''اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اُس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اِس نقصان سے بچا سکے، اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

6)سورۃ یونس، آیت 49 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے نبیؐ، کہو میرے اختیار میں تو خود اپنا نفع و ضرر بھی نہیں، سب کچھ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ ہر امت کے لیے مہلت کی ایک مدت ہے، جب یہ مدت پوری ہو جاتی ہے تو گھڑی بھر کی تقدیم وتاخیر بھی نہیں ہوتی۔"

7)سورۃ التوبہ، آیت 80 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے نبیؐ، تم خواہ ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ستر مرتبہ بھی انھیں معاف کردینے کی درخواست کروگے تو اللہ انھیں ہر گز معاف نہ کرے گا۔ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے، اور اللہ فاسق لوگوں کو راہِ نجات نہیں دکھاتا۔"

8)سورۃ التوبہ، آیت 51 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "ان سے کہو، ہمیں ہر گز کوئی (برائی یا بھلائی) نہیں پہنچتی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے، اور اہل ایمان کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

9)سورۃ الفرقان، آیت 77 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے نبیؐ، کہو، میرے ربّ کو تمہاری کوئی پروا نہیں ہے اگر تم اس کو نہ پکارو۔ اب کہ تم نے جھٹلا دیا ہے، عن قریب وہ سزا پاؤ گئے کہ جان چھڑانی محال ہو گی۔"

10)سورۃ الکہف، آیت 110 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے نبیؐ، کہو، میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا خدا بس ایک ہی خدا ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔"

امت محمدؐ کو مشورہ

سورۃ الزمر، آیت 41 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "(اے نبیؐ) ہم نے سب انسانوں کے لیے یہ کتابِ برحق تم پر نازل کر دی ہے۔ اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا اپنے لیے کرے گا اور جو بھٹکے گا اُس کے بھٹکنے کا وبال اُسی پر ہو گا، تم اُن کے ذمہ دار نہیں ہو۔" اے مسلمانو! قرآن کو سمجھ کر پڑھو کیونکہ یہ حق ہے اور ہمارے لیے راہِ عمل اور نجات کا یہ واحد راستہ ہے۔ ایسے مسلمان بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن کے ساتھ ساتھ اور بھی ذرائع علم ہیں۔ سورۃ یونس، آیت 15 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "جب انھیں ہماری صاف صاف باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے، کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔ اے نبیؐ، ان سے کہو میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل کرلوں۔ جو لوگ قرآن کو چھوڑ کر دیگر ذرائع تلاش کرتے ہیں وہ آخرت میں ناکام و نامراد ہوں گے۔ اے مسلمانو، قرآن اور سنتِ رسولؐ ہی نجات کا واحد راستہ ہے، لوٹ جاؤ اُن کی طرف۔ سورۃ یونس، آیت 70-69 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "اے نبیؐ، کہہ دو کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹے افتراء باندھتے ہیں وہ ہر گز فلاح نہیں پا سکتے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کرلیں، پھر ہماری طرف اُن کو پلٹنا ہے، پھر ہم اس کفر کے بدلے جس کا ارتکاب وہ کر رہے ہیں، ان کو سخت عذاب کا مزا

چکھائیں گے۔" اس دنیا کی تمام آزمائشوں اور مشکلات، اُخروی زندگی کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ اے مسلمانو! اپنے دین پر استقامت سے چلو، اللہ نے چاہا تو جہنم کی آگ سے نجات حاصل کرلو گے۔ کچھ دانش ور، لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ایمان کی وجہ سے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ یہی کچھ بنی اسرائیل کے علماء اپنے عوام کو بتلایا کرتے تھے۔ سورۃ البقرہ، آیت 82-80 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہر گز نہیں چھونے والی، الّا یہ کہ چند روز کی سزا مل جائے تو مل جائے۔ ان سے پوچھو، کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے، جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کر سکتا؟ یا بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمے ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمھیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے؟ آخر تمہیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطاکاری کے چکر میں پڑا رہے گا، وہ دوزخی ہے اور دوزخ ہی میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔" پچھلے اوراق میں رسول اللہؐ کی امت کے لیے محبت کے عنوان میں ایک حدیث گزری ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ وہ لوگ جن کے خلاف قرآن گواہی دے گا، ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ اے مسلمانو، اللہ کی راہ میں جدوجہد کرو تاکہ قرآن ہمارے حق میں گواہی دے نہ کہ ہمارے خلاف۔ اگر ایسا کرو گے تو اپنے فائدہ کے لئے کرو گے۔ اور وہ لوگ جو خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے احکام و مرضی کی اطاعت کر کے نبیؐ کی حمایت و اعانت کر رہے ہیں۔ سورۃ الحجرات، آیت 17 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: 'ان سے کہو اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تمھیں ایمان کی ہدایت دی اگر تم واقعی اپنے (دعویٰ ایمان) میں سچے ہو۔" اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری صحیح عقیدہ و ایمان کی طرف رہنمائی کی ہے تو یہ اس کا ہم پر کرم ہے۔ ہمیں ہمیشہ اس کا شکر گزار رہنا چاہیے اور ہمیں حضرت محمدؐ کا بھی شکر گزار ہونا چاہیے، کیونکہ آپؐ نے ہم تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔

اے مسلمانو، آج ہر ایرا غیرا اللہ تعالیٰ کے دین میں تبدیلیاں کر رہا ہے۔ سورۃ یونس، آیت 15 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: "جب انھیں ہماری صاف صاف باتیں سنائی جاتی ہیں، جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ "اس کی بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو"۔ اے نبیؐ، اُن سے کہو "میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل کر لوں۔ میں تو بس اس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ اگر نبیؐ قرآن میں تبدیلی نہیں کر سکتے تو دوسروں کے پاس قرآن کو تبدیل کرنے کا اختیار کس نے دیا۔ تمام انبیاء معصوم ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بالواسطہ طور پر ان کی وساطت سے ہمیں بتا رہا ہے کہ اگر انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے تو وہ اُن کو سزا دے گا۔ اس کا مقصد نافرمانی کے نقطۂ نظر پر زور دینا ہے۔ ہمیں قرآن کریم کا مطالعہ فہم و فراست سے کرنا چاہیے تاکہ کوئی گمراہ دانشور ہمیں صراطِ مستقیم سے ہٹا نہ سکے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ شرک کی تردید پر زور دیتے ہوئے سورۃ یونس، آیت 104، میں کہتا ہے: ''اے نبیؐ، کہہ دو، لوگو! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک میں ہو تو سن لو کہ تم اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتے ہو میںؐ ان کی بندگی نہیں کرتا بلکہ صرف اُسی خدا کی بندگی کرتا ہوں جس کے قبضے میں تمہاری موت ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔'' رسول اللہؐ واحد و تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتے تھے اور اس کے حضور التجاو منت کرتے تھے۔ وہ اکیلی واحد ذات ہے جس نے انبیاءؑ کو، مجھے اور تمہیں پیدا کیا۔ وہ اکیلی واحد تنہا ذات ہے جو ہمیں موت دے گی اور ہم سے حساب لے گی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ یوسف آیت 108 میں کہتے ہیں کہ اے نبیؐ تم اِن سے صاف کہہ دو ''کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔'' رسول اللہؐ اور اہلِ ایمان قرآن پاک کے پیش کردہ صراطِ مستقیم کی طرف دیکھتے ہیں۔ ہمیں بھی اُسی راہ پر چلنا چاہیئے اور شرک کرنے سے بچنا چاہیئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سورۃ یونس، آیت (10:108) میں کہتا ہے: ''اے محمدؐ، کہہ دیجئے کہ لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے۔ اب جو سیدھی راہ اختیار کرے اس کی راست روی اُسی کے لیے مفید ہے اور جو گمراہ رہے اس کی گمراہی اسی کے لے تباہ کن ہے۔ اور میں تمھارے اوپر کوئی حوالہ دار نہیں ہوں۔'' آیئے ہم دنیا کے معمولی فائدوں کی خاطر اپنی آخرت کو خراب نہ کریں۔ آیئے ہم دنیا کی مشکلات اور سختیوں میں صبر نہ کر کے اپنی آخرت کو برباد نہ کریں۔ اے اللہ، ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جو مصائب و آلام میں صبر واستقامت سے کام لیتے ہیں اور ہمیشہ تیرے احسان منداور شکر گزار رہتے ہیں۔ آمین

اے اہلِ اسلام، ہم اُس دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں جہاں حق مٹ رہا ہے اور برائی بڑھتی جارہی ہے۔ بے رحمی سے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں (خصوصاً مسلمانوں) کو قتل کیا جارہا ہے۔ ہمارے ساتھ یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ ہم نے قرآن اور سنت رسولؐ کو ترک کر دیا ہے۔ ہم اپنی عورتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کر رہے ہیں اور امت کو ہم نے تہس نہس کر دیا ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو شیطان کی سرگوشیوں اور وساوس کے حوالے کر دیا ہے۔ کبھی ہم نے سوچا کہ اگر رسول اللہؐ آج ہم کو دیکھ لیں تو وہؐ ہمارے متعلق کیا سوچیں گے۔ ابھی دیر نہیں ہوئی، اپنے عقائد کو درست کر لو اور ایک اللہ اور ایک رسولؐ کے پرچم کے نیچے اکٹھے ہو جاؤ۔ اپنے بھائیوں سے محبت کرو، ضرورت مندوں کی مدد کرو، اور نوجوانوں کی رہنمائی کرو۔ متحد ہو جاؤ اور اسلام سے دنیا کو حسین بنادو۔ رسول اللہؐ ہمارے لیے اللہ کے حضور گریہ زاری کرتے تھے۔ ہمیں آپؐ سے محبت کرنی چاہیئے، آپؐ کی پیروی کرنی چاہیے اور رسول اللہؐ کی محبت میں (احسان مندی کے) آنسو بہانے چاہیئے۔ آیئے ہم اچھے مسلمان بن کر دنیا کے لیے رول ماڈل بن جائیں۔ اے مسلمانو! ہم لوگ خوش قسمت ہیں کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اپنی اصلی صورت میں بغیر کسی تبدیلی و ترمیم کے موجود ہے، بالکل اسی شکل میں جس طرح یہ رسول اللہؐ پر نازل ہوئی تھی (کیونکہ اللہ

نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے)۔ دوسری طرف مسلمان سب سے بد نصیب لوگ ہیں، ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے مگر ہم نے خود کو اس کی برکات سے محروم کر رکھا ہے۔ قرآن نازل ہوا تھا کہ ہم اس کا مطالعہ کریں، اس کو سمجھیں، اس پر عمل کریں اور اس کے قوانین کو اپنی زندگیوں میں نافذ کریں۔ یہ ہمیں عزت و وقار، اختیار و اقتدار دینے اور ہم کو فاتح عالم اور دنیا کا حکمرا بنانے آیا تھا۔ تاریخ اس حقیقت کی شہادت دیتی ہے، جب تک ہم قرآن حکیم اور سنت رسول اللہؐ پر عمل پیرا رہے ہم دنیا کی حکمران ریاست تھے۔ آج ہم اسے بغیر سمجھے پڑھتے ہیں صرف حصولِ رحمت و خوشنودی کے لیے یا شیاطین کی روک تھام کے لیے، یا علاج کی خاطر اس کی آیات کو گلے میں لٹکانے کے لیے، وغیرہ وغیرہ۔ ہم مسلمانوں نے اپنے خاندانی اور اجتماعی معاملات میں قرآن پاک سے رہنمائی طلب کرنا چھوڑ دی ہے۔ ہم نے قرآن پاک سے یہ پوچھنا چھوڑ دیا ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ ہم نے قرآن پاک سے یہ پوچھنا چھوڑ دیا ہے کہ ہمارا دوست کون ہے اور ہمارا دشمن کون ہے۔ ہم نے قرآن پاک سے یہ پوچھنا چھوڑ دیا ہے کہ ہمارا وقار، ہماری کامیابی و نصرت، ہمارا اثر و رسوخ کہاں واقع ہے۔ اور ہماری تذلیل، ذلت اور ہزیمت، کھوکھلا پن کہاں واقع ہے۔ آج ہم منکرینِ حق، مشرکین اور گمراہ ہو جانے والے خود غرض لوگوں سے جواب طلب کر رہے ہیں یا پھر خود شیطان سے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور قرآن کی نافرمانی کا نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ تمام اقوام مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کرنے اور اُن کی قتل و غارت گری کرنے کے لیے متحد ہو چکی ہیں کیونکہ ہم اُن کے لئے کھانے کی میز پر تر نوالہ ہیں۔ یہی ہوتا ہے جب ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سورۃ الاحزاب، آیت (33:36) میں کہتا ہے کہ "کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو اُسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

جب کفار آپؐ کے کارٹون بناتے ہیں تو یقیناً ہر مسلمان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ ہم دشمنانِ اسلام سے اور کیا توقع کر سکتے ہیں، اُن سے جو آپکو نبیؐ نہیں مانتے۔ ہم کس وجہ سے سوچتے ہیں انھیں ہمارے نبیؐ کا احترام کرنا چاہیئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم امتِ محمدؐ، دشمنوں کی نظر میں اپنی عزت و وقار کھو چکے ہیں۔ اگر رسول اللہؐ ہمارے زمانہ میں واپس تشریف لے آئیں اور اسلام دشمن لوگوں کو اپنا مذاق اڑاتے ہوئے دیکھیں، اس سے شاید آپؐ کی دل آزاری نہ ہو۔ لیکن جب آپؐ یہ دیکھیں گے کہ عمومی سطح پر آپؐ کی امت نے قرآن کریم اور آپؐ کی سنت کو ترک کر دیا ہے، اور آپؐ کے دشمنوں کے طریقوں کی پیروی کر رہے ہیں، تو یہ بات آپؐ کو فی الواقع دکھ اور تکلیف دے گی۔ کیا یہ ہے ہماری محبت اپنے نبیؐ کے لئے۔ احتجاج کرنا اور چیزوں کو نذرِ آتش کرنا آسان ہے۔ باہر جا کر چیخنا اور غصہ دکھانا آسان ہے۔ نعرۂ تکبیر بلند کرنا آسان ہے۔ اپنی روز مرہ زندگی میں عمل درآمد کیے بغیر کسی چیز کا تذکرہ کرنا آسان ہے۔ کیا بحیثیت امت کے، ہم تہجد اور فجر کی نماز کے لئے اٹھتے ہیں؟ نہیں۔ کیا ہم بھی اُسی طرح امت

کے لئے فکر مند ہیں جیسے رسول اللہؐ اپنی امت کے لیے تھے؟ نہیں۔ کیا ہم واقعی دشمنانِ اسلام کو خود ان کی آگ میں جلا دینا چاہتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہمیں رسول اللہؐ کی امت کو قرآن کریم اور سنت رسولؐ کی بنیادوں پر متحد کرنا ہوگا۔ ایک دوسری چیز جو ان کو فی الواقع جلا کر خاکستر کر دے گی وہ یہ ہوگی کہ ایک دن امت کا ہر مرد نمازِ فجر مسجد میں باجماعت ادا کرے۔

مسئلہ یہ ہے کہ آج امت کی حیثیت سے خود ہمارے اندر آپس کے مسائل ہیں۔ ہم نے ایک دوسرے سے محبت کرنا، ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور ایک دوسرے کی نگہبانی کرنا چھوڑ دیا ہے۔ رسول اللہؐ نے سنن داود، حدیث 4944، میں فرمایا، دین نصیحت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یا رسولؐ اللہ کس کے لیے؟ آپؐ نے فرمایا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے لیے، پھر کتاب اللہ، قرآن کے لیے، پھر اس کے رسول کے لیے، پھر ایمان والوں اور علماء کے لئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلص ہونا، اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے فکر مند ہونا، اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت و بندگی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور خوبیوں کا علم حاصل کرنا۔ اس کے احکام و ہدایات پر عمل کرنا۔ اور اس کی ممنوع کی ہوئی باتوں سے بچنا۔ ایک بہتر انسان بننے کے لیے پوری جد وجہد کرنا جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اُس سے محبت کرے۔ قرآن کے لیے نصیحت یہ ہے کہ، قرآن پاک کا شروع سے لے کر آخر تک، سمجھ کر مطالعہ کرنا اور اُس کے احکام کی پابندی کرنا۔ رسول اللہؐ کے لئے نصیحت یہ ہے کہ رسول اللہؐ سے پُر خلوص اور حقیقی محبت کرنا، آپؐ کا احترام، آپؐ کی عزت و تکریم کرنا، آپؐ کی اطاعت اور آپؐ کی پیروی کرنا۔ اہلِ ایمان کے لئے نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ اُن کے لئے خلوص اور خیر خواہی کرنا اور وہ علماء جو قرآن وسنتِ رسول پر عمل پیرا ہیں اُن کی عزت و تکریم کرنا۔ اے امتِ محمدؐ نصیحت اختیار کرو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورۃ التین آیت (95:1-5) میں کہتا ہے "قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ اور طورِ سینا اور اُس پُر امن شہر (مکّہ) کی، ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا، پھر اُسے اُلٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا۔ ہم انسان سب سے اعلیٰ مخلوق ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا تھا (ایک انسان کو) ہمیں اختیار دیا گیا تھا کہ اپنی مرضی سے ہم اللہ کی عبادت اور اُس کا حکم تسلیم کریں۔ سب مخلوقات اللہ کی عبادت کرتی ہیں، جبکہ اکثر انسانوں نے اللہ کی مخلوقات (انبیاء، اولیاء، قبر، سورج وغیرہ) کی پرستش شروع کر دی۔ اس نے ایسے انسانوں کی حیثیت کو اللہ کی نگاہ میں نیچ ترین کر دیا۔ مزید سورۃ الاعراف آیت (7:179) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتا ہے کہ "....وہ جانوروں کی طرح ہیں، نہیں، بلکہ اُن سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہوئے ہیں"۔ سورۃ نور آیت (55-57) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اُسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اُن سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، اُن کے لیے اُن کے اُس دین کو

مضبوط حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور جو اِس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔ نماز قائم کرو، زکٰوۃ دو اور رسولؐ کی اطاعت کرو، اُمید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔ جو لوگ کفر کر رہے ہیں ان کے متعلق اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ وہ زمین میں اللہ کو عاجز کر دیں گے۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔" سورۃ الاعراف آیت (7:156) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "....مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ اور اُسے میں اُن لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے"۔ اے مسلمانوں لوٹ جاؤ اللہ کی کتاب (قرآن) کی طرف اگر نجات چاہیے۔ وماعلینا الا البلاغ۔ ہم صرف پیغام پہنچا سکتے ہیں اور نصیحت کر سکتے ہیں۔

حرفِ آخر

اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اے رحیم، اے شفیق رب! اے پناہ طلب کرنے والے کو پناہ دینے والے۔ اے خوفزدوں کو امان دینے والے، اے بے سہارا کو سہارا دینے والے، اے اُس کا حامی، جس کا کوئی حامی نہیں، اے اس کا ذخیرہ، جس کے پاس کوئی ذخیرہ نہیں۔ اے کمزوروں کے نگہبان، اے غریبوں کے خزانے۔ اے بڑی امید گاہ، اے ڈوبتوں کو بچانے والے، اے تباہ ہونے والوں کو بچانے والے۔ اے احسان کرنے والے، اے انعام کرنے والے۔ اے جبار، اے منیر۔ تو وہ ہے جس کے لیے رات کی تاریکی اور دن کی روشنی، سورج کی کرن اور چاند کی شعاعیں، درخت کی سرسراہٹ اور پانی کی آواز سجدہ ریز ہے۔ یا اللہ، تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، کہ تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیہ..... آمین!

اے اللہ، ہمارے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے تاکہ ہم دل کی گہرائیوں سے تجھ سے محبت کریں اور بھرپور جدوجہد سے تجھے راضی کریں۔ اے اللہ، ہمارے دلوں میں اپنے نبیؐ کی محبت ڈال دے تاکہ آپؐ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں۔ اے اللہ، ہمیں اپنے خاندان، عزیز و اقارب، دوست احباب، مسلمانوں اور کل انسانیت کا خیر خواہ بنا، کیونکہ تو اُن کو پسند کرتا ہے جو دوسروں کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ اے اللہ، ہمیں اُن میں سے بنا جو امت کو، قرآن اور سنت کے ذریعے جوڑتے ہیں، اور اُن میں سے نہ بنانا جو اُس کو تقسیم کرتے ہیں۔ اے اللہ، نبی پاکؐ نے فرمایا تھا کہ اُن کی امت 73 فرقوں میں بٹے گی اُن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا، جو قرآن، نبی پاکؐ اور صحابہ کرامؓ کی سنت پر عمل پیرا ہو گا۔ اے اللہ، ہمیں اُن میں سے بنا۔ اور اے اللہ ہمیں اُن میں سے بنا جو فتنوں کے وقت قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آمین!

اے اللہ، میں اپنے آپ سے شرمندہ ہوں، اُن گناہوں پر جو میں نے کیے ہیں۔ میں اس بات پر بھی میں شرمندہ ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں تیرے اور تیرے نبیؐ کے بہت سے احکامات کی نافرمانی کی ہے۔ اے اللہ، مجھ میں اپنی مخلوق کی محبت ڈال دے، خاص طور پر نبیؐ کی امت کی تاکہ تجھے اور اپنے نبیؐ کو خوش کر سکوں۔ اے اللہ، اس ہیچ روح کو معاف کر دے، کیونکہ تیرے علاوہ کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ اے اللہ، قرآن کی جو آخری آیت نازل ہوئیں وہ یہ تھیں: یہ ذہن میں رکھو اور خبر دار رہو اُس دن سے جس دن تم نے اپنے رب کے پاس لوٹنا ہے (2:281)۔ اے اللہ! میں 66 سال کا ہو گیا ہوں۔ میں زندگی کے سفر میں بہت آگے آ گیا ہوں اور میری تیاری کچھ بھی نہیں ہے۔ اے اللہ، کمزوری نے مجھے آ لیا ہے، اور میں اپنی موت کے مقرر وقت کے قریب تر ہوتا جا رہا ہوں، اور میرے اوپر گناہوں کے پہاڑ منڈلا رہے ہیں۔ اے اللہ، میں بھول گیا تھا، کہ میں تیرا ہوں اور تیرے پاس میں نے لوٹنا ہے۔ اے اللہ، تیری اور تیرے نبیؐ کی حکم عدولیاں کر کے میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیے ہیں۔ اے اللہ تیری رحمت کے بغیر، میری نمازیں بیکار ہیں، کیونکہ اُس میں میری توجہ نہیں ہوتی۔ میرے صدقات بیکار ہیں، کیونکہ اُس میں ریا ہے۔ میری عبادات بیکار ہیں، کیونکہ اُس میں اخلاص کا فقدان ہے۔ اے اللہ، میں خود بیکار ہوں، مجھے اپنے قابل بنا دے۔ اے اللہ، میں تیری ناراضگی سے تیری رضا میں پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ، میں تیری سزا سے تیری مغفرت میں پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ، میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ، میرے محبوب نبیؐ اپنی امت کے لئے بہت روئے، اور اُنھوں نے ہمیں اپنا محبوب کہا ہے۔ اے اللہ، میں نے اُس کی محبت کا جواب اُس طرح نہ دیا جیسے دینے کا حق تھا۔ اے اللہ، اپنے لامحدود خزانوں سے اُنھیں سب سے اعلیٰ ترین انعام و اکرام عطا فرما۔ اے اللہ، میں اپنے نبیؐ کے لئے شرمندگی کا باعث ہوں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، میرے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمارے محبوبؐ کو میری وجہ سے شرمندگی سے بچا لے۔ اے اللہ، میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں اور اگر تو انھیں معاف نہ کرنے کا فیصلہ کر لے تو برائے مہربانی انھیں میرے محبوب نبیؐ سے پوشیدہ رکھنا۔ اے اللہ اُنھوں نے ہمارے لئے بہت آنسو بہائے ہیں۔ اے اللہ، میری وجہ سے اُن کی آنکھوں سے اور آنسو نہ بہیں۔ اے اللہ، تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت بڑی ہے، مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے اپنے اعمال کا نہیں۔ اے اللہ، تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت بڑی ہے، مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے اپنے اعمال کا نہیں۔ اے اللہ، تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت بڑی ہے، مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے اپنے اعمالوں کا نہیں۔ اے اللہ، تو میرے بیوی بچوں کو میری آنکھوں کی نہ ختم ہونے والی ٹھنڈک بنا اور مجھے متقیوں کا امام بنا۔ اے اللہ، میں تیرا معافی مانگنے والا غلام ہوں۔ اے اللہ، میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جیسے مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ اے اللہ، میرے گناہوں کو اس طرح دھو دے جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ، مجھے اور میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے

دھودے۔ اے اللہ، میں تجھ سے راضی ہوں، تجھے اپنا رب مان کر، اور میں راضی ہوں اسلام کو اپنا دین مان کر اور میں راضی ہوں محمدؐ کو تیرا نبی اور اپنا راہبر مان کر۔ اے اللہ، میں تیرا غلام ہوں یہ میرے لئے باعثِ فخر ہے اور میں محمدؐ کا پیروکار ہوں یہ بھی میرے لئے باعثِ فخر ہے۔ اے اللہ، میرے لیے اچھائی میں اضافہ فرما، کمی نہ کر، اے اللہ مجھے اٹھا اور میری اہانت نہ کر۔ مجھے اپنی ہر طرح کی نعمتیں عطا فرما، مجھے محروم نہ کر، اے اللہ مجھے اثر والا بنا اور متاثر نہ کر، اے اللہ، مجھے اپنا لے، میرے مقابلے میں دشمنوں کو ترجیح نہ دے۔ تو مجھ سے راضی ہو جا اور مجھے راضی کر دے۔ آمین !

اے اللہ، ہمارے نبیؐ نے اپنی ہر دعا میں ہمارے لئے مغفرت کی دعائیں کی ہیں۔ اے اللہ، ہمارے محبوبؐ کی دعاؤں کو قبول کر لے اور ہم سب کو معاف کر دے اور ہمیں نبیؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ اے اللہ، آپؐ کو ہم سے خوش کر دے۔ اے اللہ امت کی حیثیت سے ہم رستہ سے بھٹک کر اُلٹی راہ پر چل پڑے ہیں۔ اے اللہ ہمیں صراط المستقیم پر چلا اور نبیؐ کو ہم سے راضی کر دے۔ اے اللہ، آپؐ نے کہا تھا کہ امت کو متحد رکھنا، ہم نے اُسے تقسیم کر دیا ہے۔ آپؐ نے ہمیں کہا تھا کہ ایک دوسرے کا خیال رکھنا، ہم ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں۔ اے اللہ، نبیؐ نے کہا تھا کہ قرآن اور میری سنت کو مضبوطی سے پکڑنا اور یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر نہ چلنا۔ اے اللہ، ہم نے قرآن اور سنت کو خیر باد کہہ دیا ہے اور یہود و نصاریٰ کے طریقوں کو اپنا رہے ہیں۔ اے اللہ، نبیؐ نے ہمیں کہا تھا کہ نرم دل ہونا، ہم جابر بن گئے ہیں۔ اے اللہ، آپؐ نے کہا تھا کہ ایک دوسرے کے خیر خواہ بننا، ہم فاسق ہو گئے ہیں۔ اے اللہ نبیؐ نے کہا تھا کہ نرم دل ہونا اور ایک دوسرے کو معاف کرنا، ہم معافی کا مطلب ہی بھول گئے ہیں۔ اے اللہ، نبیؐ نے ہمیں کہا تھا کہ آفات میں صبر کرنا، ہم بے صبرے ہو گئے۔ اے اللہ، آپؐ نے کہا تھا کہ صدقہ خیرات کرنا، ہم کنجوس بن گئے۔ اے اللہ، نبیؐ نے ہمیں مظلوم کی حمایت کرنے کو کہا تھا، ہم خود ظالم بن گئے ہیں۔ اے اللہ، نبیؐ نے ہمیں کہا تھا کہ اپنے گھر والوں، رشتے داروں، دوست احباب، مسلمانوں اور کل انسانیت کے لئے دیکھ بھال کا جذبہ رکھنا، ہم نے دلوں کو نفرت سے بھر لیا ہے۔ اے اللہ، ہم اپنے آپ سے شرمندہ ہیں، ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نبیؐ ہم سے خوش ہوں۔ آپؐ چاہتے تھے کہ ہم جہنم سے نجات پالیں، ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جہنم کے گڑھے میں گر جائیں۔ ہم آپؐ کے لئے انتہائی دکھ کا سبب ہیں۔ آپؐ کے آنسو ہمارے دل کو نرم نہ کر سکے۔ ہمیں اپنے آپ سے کراہت ہو رہی ہے۔ اے اللہ، ہم آپؐ سے محبت کرتے ہیں، وہ تیرے بعد ہمارے محبوب ہیں۔ اے اللہ، تو سارے گناہ معاف کر سکتا ہے، ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہمارے نبیؐ کو ہماری وجہ سے تکلیف سے بچا لے اور ہمیں نبیؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ اے اللہ، آپؐ کو ہم سے راضی کر دے۔ اے اللہ تیری رحمت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ آمین۔ اے اللہ، تو ہی ہمارا ربّ ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی ربّ نہیں۔ تو نے ہمیں تخلیق کیا اور ہم تیرے بندے ہیں۔ ہم کوشش کریں

گے کہ تیرے اور تیرے نبیؐ سے کئے گئے عہد کو پورا کریں۔اس کے باوجود ہم سے بہت سی خطائیں سرزد ہوں گی۔اے اللہ ہمیں ہمارے اعمال کی سزا سے بچالے۔اے اللہ، ہم تیری ساری نعمتوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔اے اللہ، ہمیں معاف کر دے، تیرے علاوہ اور کوئی نہیں معاف کر سکتا۔اے اللہ، ہمارے دین کو سنوار دے جو ہمارے کاموں میں سب سے زیادہ مضبوط پکڑنے کی چیز ہے،اور ہماری دنیا درست فرمادے، جس میں ہماری یہ موجودہ زندگی ہے،اور ہماری آخرت ٹھیک کر دے جو ہمارا مستقل ٹھکانہ ہے۔اے اللہ، ہماری زندگی کو ہر خیر میں ترقی کا ذریعہ بنا دے،اور ہماری موت کو ہمارے لیے ہر شر سے راحت کا سبب بنا دے۔ آمین!

اے اللہ،امت کی حیثیت سے ہم اپنا راستہ کھو چکے ہیں، اپنے اور اپنے نبیؐ کے راستے کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔اے اللہ،امت کو دوبارہ سنہری دور کی طرف لوٹا دے۔اے اللہ، جہاں بھی مسلمان ظلم کے خلاف لڑ رہے ہیں،اُن کی اپنی افواج سے مدد فرما۔اے اللہ،تو ہماری اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی مغفرت فرمااور ہمارے دلوں میں باہمی الفت و محبت پیدا کر اور ہمارے تعلقات درست فرما۔اے اللہ، اپنے اور ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما۔ اے اللہ، لعنت بھیج اُن کافروں پر جو تیرے راستے (دین) سے لوگوں کو روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے دوستوں (مسلمانوں) کو قتل کرتے ہیں۔ اے اللہ،تو ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے، اوران کے قدموں کو ڈگمگا دے،اوران پر تواپنا عذاب نازل کر جو تو مجرم قوموں سے کبھی رد نہیں کرتا۔آمین!

اے اللہ ہمیں حکمت عطا کر تاکہ جو ہم تیری کتاب میں سے پڑھیں اسے سمجھ سکیں،اور ہمیں اس کے عجائبات کو تسلیم کرنے کی توفیق دے۔ ہمیں وہ نیک اعمال دے جو ہمارے ساتھ جائیں گے۔ اے اللہ، تو سب پہ غالب ہے۔اے اللہ ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں، زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے تواُس کی روشنی ہے۔اے اللہ ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں، زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے تواُس کا قائم کرنے والا ہے۔اے اللہ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا قول حق ہے، تیری طرف لوٹنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، آخری گھڑی حق ہے، سارے نبی حق ہیں اور محمدؐ حق ہیں۔اے اللہ، ہم اپنے آپ کو تیرے حوالے کرتے ہیں، ہم تجھ پر آسرا کرتے ہیں، تجھ پر یقین رکھتے ہیں، تجھ سے توبہ کے لئے رجوع کرتے ہیں، تیری خاطر جھگڑتے ہیں اور تجھ سے فیصلہ کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ براہِ مہربانی، ہمارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے، جو ہم نے چھپ کر کئے یا، سرعام کئے۔ تو ہی اول ہے اور تو ہی آخر،اور تیرے علاوہ کوئی رب نہیں۔اے اللہ، ہم تیرے شکر گزار ہیں کہ تونے اپنے عرش پر لکھا کہ تیری رحمت تیرے غصے پر غالب آئے گی۔

اے اللہ، ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی دنیااور آخرت میں کرنا۔اے اللہ،ان گناہوں کی پردہ پوشی ہمارے محبوب نبیؐ کے سامنے بھی کرنا۔اے اللہ ہمارے رسولؐ پر،ان کے اہل بیت پر درود و سلام ہوں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيه اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيه اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيه.... آمین! یارب العلمین